سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

طریقِ تسلیم

از

پادری اینڈریو مرے صاحب

مصنّف

"مکتبِ مسیح میں دعا کی تعلیم" "خود مسیح" وغیرہ وغیرہ

پنجاب رلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

بار دوم

سنہ ۱۹۵۳ء

تعداد ۱۰۰۰

فہرست ابواب "طریق تسلیم"

نمبر	ابواب	مضمون	صفحہ
۱	– – –	دیباچہ	ج
۲	باب ۱	رُوح سے بھر جاؤ	۱
۳	باب ۲	رُوح القُدس کی بھرپُوری کی برکت	۱۵
۴	باب ۳	جسمانی اور رُوحانی	۲۹
۵	باب ۴	خُدا سب میں سب کچھ ہو	۴۹
۶	باب ۵	رُوح القُدس سے الگ کئے ہُوئے	۷۱
۷	باب ۶	تسلیمِ مُطلق	۹۵
۸	باب ۷	مسیح ہماری زندگی	۱۱۳
۹	باب ۸	ہم دن بھر محبّت کو قائم رکھ سکتے ہیں	۱۲۷
۱۰	باب ۹	اِنسان کے نزدیک نامُمکن خُدا کے نزدیک مُمکن	۱۴۵
۱۱	باب ۱۰	آہ مَیں کیسا بدبخت ہُوں!	۱۶۳
۱۲	باب ۱۱	رُوح سے شروع کر کے	۱۷۵
۱۳	باب ۱۲	خُدا کی قُدرت سے محفوظ	۱۹۱
۱۴	باب ۱۳	تم ڈالیاں ہو	۲۱۱



دیباچۂ مُترجّم

طریق تسلیم - اُن ایڈرسوں کا مجموعہ ہے جو پادری اینڈریو مرے صاحب نے پچھلے سال مُلک انگلینڈ وسکاٹ لینڈ میں دیئے تھے۔ ان سب میں صاحبِ موصُوف نے فقط ایک مسئلہ پر اُس کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے: کہ کیا وجہ ہے کہ مسیحی زندگی باوجود اُن تمام حقوق کے جو اُسے حاصل ہیں۔ اپنے مُدعا کی تکمیل میں قاصر رہتی ہے۔ اور پھر وہ کونسی باتیں ہیں جن پر کاربند ہونے سے وہ اپنے حقیقی تقاضا کو پُورا کر سکتی ہے۔ فی الحقیقت یہ سوال سب سے اہم ہے۔ اور ہر ایک مسیحی کو لازم ہے کہ جب تک اُس کو پورے طَور پر حل نہ کر لے۔ چین نہ لے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ جو اصحاب اس سوال کے تسلّی بخش جواب پانے کے درپے ہیں۔ وہ اس کتاب کے مطالعہ سے اپنے مقصود کو حاصل کر سکتے ہیں۔

ہر ایک مسیحی جو خُداوند کے کلام پر ذرا بھی غور کرے گا۔ یہ معلوم کر سکتا ہے کہ خُداوند مسیح نے اس امر کو مسیحی زندگی کی بنیاد ٹھہرایا تھا۔ اور یہ امر نہ صرف

اُس کے کلام سے بلکہ اُس کی زندگی سے اظہر من الشمس ہے "تیری مرضی جیسی آسمان پہ پُوری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ہو" "میرا کھانا یہ ہے۔ کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی بجالاؤں" "نہ وہ جو مَیں چاہتا ہُوں۔ بلکہ جو تُو چاہتا ہے" اور اسی طرح کی اور سینکڑوں آئتیں صاف صاف الفاظ میں اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ خُداوند کی زندگی کا اُصول یہ تھا کہ اپنی مرضی کو بالکل خُدا کی مرضی کے نہ صرف تابع کردے بلکہ اُس سے بالکل متحد ہو جائے۔ "مَیں اور باپ ایک ہیں" علاوہ دیگر عمیق مطالب کے یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ میری مرضی باپ کی مرضی کے ساتھ بالکل ایک ہے اور وُہ یہی بات اپنے پیرؤں سے بھی چاہتا ہے اور یہی طریق تسلیم ہے یا مروّجہ الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہی حقیقی اسلام[1] ہے۔

مسیحی کلیسیا کی تواریخ پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو ہم کو اس میں ایک قسم کے عجیب اُتار چڑھاؤ اور شب و روز کے تغیّر و تبدّل کا سماں نظر آتا ہے کہ آج وہ اپنے مالک کی محبّت میں سرگرم ہے۔ کل شیر گرم۔ آج مسیحی زندگی کے ایک پہلو پر زور دے رہی ہے کل دوسرے پر۔ لیکن باوجود اِس کے ہمیشہ رُو بہ ترقی ہے۔ جہاں دوسرے مذاہب کی تواریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ اپنے ابتدائی زمانہ میں برسرِ عروج تھے۔ کچھ عرصے کے بعد زوال کے راستے پر ایسا قدم مارنا شروع کیا۔ کہ پھر اُٹھنا نصیب نہ ہوا۔ مگر مسیحی مذہب کے پیچھے ایک ایسی طاقت کام

[1] ہماری مُراد اسلام سے وُہ غلامانہ اطاعت نہیں ہے جسمیں انسان خوف کے سبب اپنے کو ایک اعلیٰ حاکم کی مرضی کا پابند ٹھہراتا ہے اور انعام کی اُمید پر اسکی رضاجوئی میں ہر طرح کی کوشش کرتا ہے بلکہ اُس سے مراد وہ حقیقی فرزندانہ یگانگت اور یکجہتی ہے جسمیں فرزند اپنے باپ کی مرضی کو فقط فرائض کے طور پر بجالانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ اسکی مرضی کو اپنی مرضی بنالیتا اور اُسکے پُورا کرنے میں خوش ہوتا ہے یہی وہ مسیحی آزادی کی رُوح ہے جس سے شریعت کے غلام محروم ہیں۔

کر رہی ہے کہ جُوں جُوں اس کی عمر زیادہ ہوتی ہے اس کی طاقت بڑھتی جاتی ہے ہاں وُہ عقاب کی مانند ہمیشہ از سرِ نو جوان" ہوتی ہے اور ایک جنگجو پہلوان کی مانند فتحمند ہو کر پھر فتح کرنے کو نکلتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ "یسوع مسیح کل اور آج اور ابد تک یکساں ہے"۔ اور اُسی کی زندگی کے سبب اُس کی کلیسیا اب تک زندہ اور ترقی پذیر ہے۔ اور رہے گی۔

یہ ایک نہایت تسلّی بخش علامت ہے کہ آجکل کلیسیا محض مسائلِ مذہبی کے بحث و مباحثہ کو چھوڑ کر بڑی سرگرمی کے ساتھ اپنے بانی کی زندگی کے حالات اور تعلیمات کی طرف متوجہ ہے اور اس امر کی تحقیق و تفتیش میں ساعی ہے کہ کس طور سے وہ آلہی زندگی جو ہر ایک مسیحی کا حق ہے از سرِ نو اپنی اصلی طاقت کے ساتھ کلیسیا کے شرکا میں پیدا ہو سکتی ہے۔ کلیسیا زیادہ سے زیادہ نہ صرف آسمان کی بادشاہت کی انجیل دنیا میں پھیلانے کے خاص مشن سے جس کے پورا کرنے کے لئے مسیح نے اُس کو دنیا میں اپنا قائم مقام چھوڑا خبردار ہوتی جاتی ہے۔ بلکہ گناہ سے خلاصی اور آلہی تقدّس کے حصُول میں بھی جو گویا مسیح کی صُورت پر بننے جانا ہے۔ زیادہ سرگرم ہے۔ جس کا ایک بڑا گواہ کیسوک کنونیشن کا وجُود ہے۔

اِس کنونیشن کی تواریخ عجیب و غریب ہے۔ کینن ہبرٹسی ایک سرگرم مسیحی خادم الدین تھے۔ وہ نہایت سچے دیندار اور خُدا پرست تھے مگر باوجود اس کے اُن کے دل میں ہمیشہ اسی امر کا خیال رہتا تھا کہ میری زندگی ہر ایک پہلو سے ایسی درست اور پاک صاف نہیں جو بالکل خُدا کے دلپسند ہو۔ وہ اپنی روزمرہ

زندگی میں اِس امر کو مشاہدہ کرتے تھے۔ کہ اگرچہ وہ گُناہ کے ساتھ ہمیشہ جدوجہد میں مشغول رہتے ہیں۔ تو بھی اُس پر کامل فتح حاصل نہیں کر سکتے بلکہ اکثر موقعوں پر شرم کے ساتھ مغلوبیّت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور نہ خُدا کی حضوری اور باطنی اطمینان بلاغل وغش قائم رہ سکتا ہے۔ ۱۸۷۴ء میں ایک دینی مجلس کے موقعہ پر اُن کو ایسے اشخاص سے سابقہ پڑا جو سچے دل سے یہ شہادت دے سکتے تھے کہ اُنہوں نے گناہ پر کامل فتح حاصل کر لی ہے اور الٰہی نور میں سکونت کرنا اُن کا روزمرّہ کا تجربہ ہے۔ اُنہوں نے یہ تو دیکھ لیا کہ کلام اللہ صاف صاف مومنوں سے اس قسم کی زندگی کا وعدہ کرتا ہے۔ مگر یہ سمجھ میں نہ آیا کہ اُس کے حاصل کرنے کی کیا صُورت ہے۔ اِسی جلسے میں اُن کو ایک ایڈریس سُننے کا اتفاق ہوا جس کا یہ مطلب تھا کہ ایمان یہ ہے کہ ہم مسیح کے کلام پر یقین کریں تب اُن کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ اِسی ایمان ہی کے ذریعے سے مسیح کی قدرت کو حاصل کر سکتا ہے جس سے وہ سب کام جن کو وہ اب تک ناممکن سمجھتا رہا کر سکیگا۔ رُوح القدس نے اُن پر یہ بات ظاہر کی اور ساتھ ہی اُس کو قبول کرنے کی طاقت بھی دی اور اس ایمان کے زور پر وہ فی الفور شہادت دینے کے قابل ہو گئے۔ کہ خُدا نے اُن کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

اِسی امر کی شہادت کے لئے کیسوک کنونیشن کی بنیاد رکھی گئی جو ہر سال وقت مقررہ پر منعقد ہوتی ہے اور ہزارہا لوگ اپنے خُداوند کی رُوحانی برکات پر شہادت دینے یا اُن کے حاصل کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ پادری مرّے صاحب بھی اس کنونیشن میں بہت کچھ حصّہ لیتے رہے ہیں اور اس کتاب اور اُن کی

دیگر تصنیفات کے مطالعہ سے لاکھوں آدمی خداوند یسوع مسیح کو زندہ نجات دہندہ قبول کرنے اور اُس سے رُوحانی برکات کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اس شہادت کو وسعت دینے اور اُردو خواں اصحاب تک پہنچانے کی نیت سے اب اِس کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ اصل عبارت کی شیرینی ترجمہ میں باقی نہ رہی ہو تو بھی مترجّم کو یقین ہے کہ نفسِ مضمون کو سمجھنے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے میں یہ نُقص سدِّ راہ نہ ہوگا۔

اِن تمام وعظوں میں تین بڑے خیالات کو جو رُوحانی زندگی کے نشوونما کے لئے کارآمد ہیں۔ شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اوّل۔ اُس ادنیٰ رُوحانی زندگی کی خرابی کی صاف صاف پردہ دری کی ہے۔ جس کو اکثر اشخاص مسیحی زندگی کی حد سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہ خیال کہ خُدا کی کامل اطاعت ناممکن ہے۔ کلیسیا میں ضرور بڑے نقصان کا باعث ہُوا ہے اور جب تک مسیحی اس غلطی سے واقف ہو کر اس کی بیخکنی نہ کریں۔ وُہ کبھی حقیقی مسیحی زندگی کے حصُول میں کامیاب نہ ہوں گے۔ اِس لئے پہلا سبق یہ ہے کہ جسم یعنی نفس کی پیروی اور اپنی مرضی پر چلنا مُطلقاً خُدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

دوم۔ اِس بات کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ کہ خُدا نے فی الحقیقت مسیح میں جو گناہ سے بچانے پر قادر ہے اور رُوح القدس میں جو ہمارے اندر سکونت کرتا ہے۔ (کہ مسیح کی زندگی بخش قدرت کو دم بدم ہم پر ظاہر کرنے سے ہم کو فتحمندی۔ اطمینان اور رفاقت الٰہی میں مستقیم رکھے)

یہ انتظام کر دیا ہے۔ اور جب کہ ہم خُدا کے کلام میں صاف پڑھتے ہیں کہ اُس نے اِس قسم کی زندگی ہمارے لئے تیار کی ہے تو ہم اُس کے اُمیدوار ہو سکتے ہیں۔

سوم۔ اِس بات کو دکھایا ہے کہ اس ناکام اور پُرنقص قدیم زندگی سے انسان فقط ایک لمحہ بھر میں یقینی طور پر خلاصی پا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ فقط مسیح پر ایمان لانا ہے کہ جو کچھ ہم پہلے اپنی کوششوں سے نہیں کر سکے۔ وہ اپنی قُدرتِ کاملہ سے ہم میں سرانجام دے سکتا ہے۔ پہلے انسان اپنی مرضی پر چلتا اور اپنی کمزور طاقت سے یہ کوشش کرتا تھا کہ گناہ پر فتح پائے اور تقدّس کی زندگی حاصل کرے۔ لیکن اب وہ بالکل اپنے کو خُداوند کے کلام پر بھروسہ کر کے اُس کے حوالے کر دیتا ہے یا یُوں کہو کہ طریقِ تسلیم کو اختیار کرتا ہے۔

خُداوند اِس کتاب پر اپنی برکت نازل کرے کہ بہُت سے لوگ اُس کے مطالعہ سے نفسِ اَمّارہ کے بند سے خلاصی اور گناہ پر کامل فتح حاصل کر کے "ایمان اور خُدا کے بیٹے کی پہچان کی یگانگی تک اور کامل انسان یعنی مسیح کے پُورے قد کے اندازے تک پہنچیں۔ ۔ ۔ اور محبّت کے پیرو ہو کے اُس میں جو سر ہے یعنی مسیح میں۔ ہر طرح سے بڑھتے جائیں"۔

ابد الآباد اُسی کی تمجید ہو۔ آمین

لاہور: دسمبر ۱۸۹۶ء — ایم۔ ایل۔ آر

رُوح سے بھر جاؤ"

وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے - اعمال ۲: ۴

رُوح سے بھر جاؤ - اِفسیوں ۵: ۱۸

یہ آیت ایک بیان ہے اور ایک واقعہ کا اظہار کرتی ہے۔ دوسری ایک حکم ہے اور بتاتی ہے کہ ہماری حالت کیسی ہونی چاہئے۔ شاید کسی کے دل میں اِس کے حکم ہونے کے بارے میں کچھ شک ہو تو وہ خیال کرے کہ اسے ہم ایک اُور حکم سے وابستہ پاتے ہیں کہ "شراب سے متوالے نہ ہو" بلکہ رُوح سے بھر جاؤ۔ اب اگر مَیں کسی سے پوچھوں کہ کیا تم اِس حکم کو ماننے کی کوشش کرتے ہو۔ کہ "شراب سے متوالے نہ ہو"۔ تو وہ فوراً جواب دیگا کہ بیشک مسیحی ہو کر میں اُس حکم کو مانتا ہُوں لیکن کیا تم اِس دوسرے حکم کو بھی مانتے ہو کہ "رُوح سے بھر جاؤ"! کیا تم ایسی زندگی بسر کرتے ہو۔ جو رُوح سے بھرپور ہو؟ اگر نہیں تو یہ سوال اُٹھتا ہے۔ کہ کیوں نہیں؟ اور پھر ایک اَور سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا تم راضی ہُو؟ آج ہی بصدقِ دل کہو: "خُدا کی مدد سے میں اِس حکم کو مانونگا۔ جب تک مَیں اس حکم کو نہ مانوں۔ ہاں جب تک مَیں رُوح سے بھرپور نہ ہو لوں

مَیں چین نہیں لُوں گا۔"

شرُوع ہی میں یہ جتا دینا مناسب ہے کہ یہاں سوال صرف یہی ہے کہ کیا ہم تیّار ہیں کہ خُدا کے ایک حُکم کو جو اُس کے کلام میں مُندرج ہے سُنیں اور مانیں؟ ہم رُوح القُدس کی بھرپُوری پر کوئی لمبی چوڑی بحث کرنا نہیں چاہتے کیونکہ شاید اِس سے تمہارے دِلوں میں ایسے ایسے خیالات اُٹھیں۔ جن سے اس مُدعا کی تحصیل میں کچھ مدد نہ ملے۔ ہم صرف یہی کہنا چاہتے ہیں کہ خُدا کا ہر ایک مسیحی سے جو یہاں حاضر ہے یہ پیغام ہے۔ "میرے فرزند! مَیں چاہتا ہُوں کہ تم رُوح سے بھر جاؤ"۔ کاش کہ تم سبھوں کا یہی جواب ہو: "ہاں باپ! مَیں بھی یہی چاہتا ہُوں۔ مَیں تیّار ہُوں۔ مَیں اپنے آپ کو تیرے ہاتھوں سپُرد کرتا ہُوں۔ مجھے آج ہی اپنے رُوح سے بھر دے"۔

شاید کوئی شخص بخُوبی نہ سمجھا ہو۔ کہ رُوح کی بھرپُوری سے کیا مُراد ہے۔ اُسے یاد رہے کہ اس سے کوئی اعلیٰ تصورات یا کاملیّت کی حالت یا ایسی حالت مُراد نہیں جس میں ترقّی کی گنجائش نہ ہو۔ نہیں۔ رُوح سے بھر جانا صرف یہی ہے کہ میری ساری ذات خُدا کی قوّت کے سپُرد کی جائے۔ جب ساری رُوح رُوح القُدس کو سونپ دی جائے تو خود خُدا ہی اُسے بھر دیتا ہے۔

اب مَیں یہ سوال پُوچھنا چاہتا ہُوں کہ رُوح سے بھر جانے کے لئے کیا کچھ درکار ہے؟ یہ سُوال بڑا ضروری ہے اور اگر ہم ان جوابوں پر جو اکثر دئے جاتے ہیں غور کریں تو شاید اپنے دِلوں کے جانچنے اور پرکھنے میں ہمیں مدد ملے۔ ابھی ہم نے گیت گایا۔ کہ خُدا ہمارے دلوں کو جانچے۔ ان جوابوں سے ہمیں

مدد ملے گی کہ اپنے اپنے دلوں اور زندگیوں پر نظر ڈال کر کہیں "کیا میری حالت ایسی ہے کہ خُدا مجھے رُوح سے بھر سکتا ہے؟" میرے خیال میں ان جوابوں سے بھی ہمیں ہمت ملے گی۔ شاید یہاں ایسی رُوحیں ہوں جو بصدق دلی کہہ سکیں: "خُدا کا شکر ہو۔ مَیں اس کے لئے تیّار ہُوں" اور شاید وہ یہ بھی دیکھ سکیں کہ وُہ کسی نادانی۔ بدگمانی۔ کم اعتقادی یا غلط فہمی سے اِس پُوری برکت کے پانے سے محرُوم رہتے ہیں:

میرے نزدیک اِس سوال کے جواب پانے کی اِس سے بہتر کوئی اور راہ نہیں کہ ہم اُس طریق پر غور کریں جس میں مسیح نے اپنے شاگردوں کو پنتیکوست کے لئے تیّار کیا۔ تم جانتے ہو کہ خادم الدّین مُریدوں کو کیونکر سکھایا کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سالوں تک اُنہیں پڑھاتے سکھاتے اور مسیحی زندگی کے لئے تیّار کرتے ہیں۔ مسیح نے بھی تین برس تک یُونہی اپنے شاگردوں کو خوب تعلیم و تربیت دی۔ رُوح القدُس کا اُن پر اُتر آنا کوئی سحر و طلسم نہ تھا۔ وُہ اُس کے لئے تیّار کئے گئے تھے۔ یُوحنا اصطباغی نے اس کی پہلے سے خبر دی تھی۔ اُس نے نہ صرف خُدا کے برّے کی جس نے ہمارے لئے اپنا خون بہانا تھا منادی کی۔ بلکہ اُس نے یہ بھی بشارت دی (اور وہ کہتا ہے کہ اس امر کا مَیں نے خُدا سے خاص مکاشفہ پایا) کہ جس پر تم رُوح پاک کو اُترتے دیکھو۔ وہ تمہیں رُوح القدُس سے بپتسمہ دے گا۔

بھلا اِن شاگردوں کی تربیت کاہے میں تھی؟ اور رُوح القدُس کے بپتسمہ کی تیّاری کیسی؟

اوّل - یاد رہے - کہ شاگرد ایسے شخص تھے جنہوں نے مسیح کی پیروی کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا تھا - تم جانتے ہو - کہ خداوند یسوع نے ایک کے پاس جا کر کہا کہ اپنا جال چھوڑ دے اور دوسرے سے کہ اپنی محصول کی چوکی چھوڑ کے میرے پیچھے ہو لے - اُنہوں نے ایسا ہی کیا - اور بعد میں وہ پطرس کے ہم آواز ہو کر کہہ سکتے تھے کہ خداوند ہم نے اپنا سب کچھ چھوڑا اور تیری پیروی کی ہے - ہاں اپنے گھر خاندان اور نیک نامی کو - لوگ اُن پر آوازے کستے اور تمسخر کرتے تھے لوگ اُنہیں یسوع کے شاگرد کے نام سے پکارتے تھے اور جب یسوع سے نفرت اور حقارت کی گئی تو وہ بھی موردِ عتاب و حقارت ٹھہرے - اُنہوں نے اُس سے اپنا تعلّق ظاہر کیا اور اُس کے فرمان پر جان تک دینے کو تیار ہو گئے - رُوح القدس کے بپتسمہ پانے کی راہ میں یہ پہلا قدم ہے - لازم ہے کہ مسیح کی پیروی کرنے کے لئے ہم سب کچھ چھوڑ دیں ؛

اس وقت میں گناہ کے چھوڑ دینے کا ذکر نہیں کرتا - یہ تو تم اُس وقت کرو گے جب تمہاری دلی تبدیلی ہو جائے گی پہلے میں ایک امر کی توضیح کرنا چاہتا ہوں جس کے معنے بڑے گہرے اور وسیع ہیں - بہت لوگ مسیح کو ایک ایسا شخص مان کر قبول کرتے ہیں جو اُنہیں بچا سکتا اور اُن کی مدد بھی کر سکتا ہے لیکن عملی طور سے وہ اُسے اپنا مالک ماننے سے انکار کرتے ہیں - وہ ہزاروں باتوں میں اپنی مرضی کو مقدّم رکھنا اپنا حق سمجھتے ہیں - وہ جو چاہتے کہتے اور جو چاہتے کرتے ہیں - وہ اپنی ملکیّت اور مقبوضات کو اپنی خوشی کے موافق استعمال کرتے ہیں اپنے آپ مالک ہیں اور اُنہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں کہا : خداوند یسوع میں تیری پیروی کرنے کو سب کچھ چھوڑتا ہوں ؛

ہاں مسیح ہم سے یہی طلب کرتا ہے۔ مسیح کے پاس بڑی لامحدود دولت اور جلال ہے۔ ہاں مسیح ایسا آسمانی۔ روحانی اور آلہی تحفہ ہے کہ جب تک ہم اپنا سب کچھ نہ چھوڑ دیں۔ ہمارے دِل اُس سے بھر نہیں سکتے یسُوع آ کر کہتا ہے: "اپنا سب کچھ چھوڑ اور میرے پیچھے آ"۔

پچھلے سال مَیں کنوینشن کی تقریب پر ہینس برگ میں تھا۔ اور وہاں مَیں نے ایک واقعہ کا بیان سُنا جو خُدا کی بادشاہت میں واقع ہُوا تھا مَیں وہاں عبادتیں کراتا تھا اور ایک دوپہر کا ذکر ہے کہ مسیحی مومنین اکٹھے ہوئے کہ اُن برکتوں کی شہادت دیں۔ جو اُنہیں ملی تھیں۔ ایک بوڑھی غریب عورت نے اُٹھ کر بیان کیا کہ کیونکر چھ مہینے گزرے کہ خُدا کے رُوح کی بھرپوری سے اُس نے بڑی بڑی عجیب برکتیں پائیں۔ ایک جلسۂ تقدّس میں جہاں وہ حاضر تھی۔ خادم الدّین نے پوچھا کہ کون تیار ہے کہ اپنے آپ کو کلیۃً طور پر مسیح کے لئے دے دے۔ اُس نے کہا کہ "فرض کرو وہ چاہتا ہے کہ تم چین جاؤ۔ یا اپنی بیوی بچّوں کو چھوڑ دو تو کیا تم راضی ہو؟" اُس عورت کا بیان ہے کہ مَیں یہ کہنا چاہتی تھی۔ کہ ہاں مَیں اپنا سب کچھ مسیح کو نذر کرتی ہوں۔ لیکن مَیں نہ کہہ سکی۔ جب خادم الدّین نے کہا کہ وہ جو راضی ہیں اُٹھیں تو مجھ پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی۔ مجھ سے بیٹھا نہ گیا اور مَیں نے کانپتے کانپتے اُٹھ کر کہا کہ "ہاں مَیں اپنا سب کچھ چھوڑتی ہوں"۔ تو بھی میرا دل کہہ رہا تھا کہ تُو اپنے خاوند اور بال بچّوں کو تو چھوڑ نہیں سکتی۔ مَیں اپنے گھر گئی۔ لیکن میری آنکھوں میں نیند نام کو بھی نہیں آتی تھی مجھے چین نہیں تھا۔ اور میرے دل میں ایک عجیب کشمکش ہو رہی تھی۔ "کیا مَیں سب کچھ چھوڑ دوں"۔ ہاں یسُوع کی خاطر

"رُوح سے بھر جاؤ"

مَیں سب کچھ چھوڑنا چاہتی تھی۔ آدھی رات گذر چکی تھی کہ مَیں نے کہا" خُداوندا ہاں تیرے لئے سب کچھ!!" اور رُوح کی قوّت اور خوشی میرے دِل میں بھر گئی اُس نے شہادت دی اور اُس کے خادم الدّین نے بھی اُس کی تائید کی کہ کیونکہ خُداوند کی خوشی اُس کا حِصّہ اور اُس کا نصیب تھی۔

عزیز دوستو۔ شاید تم نے یہ کبھی نہیں کہا۔ کیونکہ تم نے اُس کی ضرورت کبھی محسوس نہیں کی۔ لیکن اُس وقت کہو۔ کیا تم یہ کہنے کو رضامند ہو" اے مسیح مجھے رُوح القدس سے بھر دے ۔ مَیں سب کچھ چھوڑ دوں گا۔ میری اس تسلیم مطلق کو قبول کر"۔

چاہیے کہ ہم سب اپنے اپنے دلوں کو جانچیں۔ بعضوں نے تو اس کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ بعضوں نے تو سمجھا ہی نہیں کہ جب مسیح نے فرمایا کہ" جب تک کوئی شخص اپنے باپ اور ماں۔ بیوی اور بچوں اور گھر بار کو میری اور انجیل کی خاطر نہ چھوڑے ۔ وہ میرے لائق نہیں" تو اُس کی کیا مُراد تھی۔ کیا تمہاری کمزور زندگی کا یہی سبب نہیں۔ کیا اسی لئے رُوح القدس تمہاری ساری ذات (نیچر) کو بھر نہیں دیتا؟ تم نے مسیح کی پیروی کرنے کو سب کچھ نہیں چھوڑا۔

دوم۔ وہ نہ صرف ایسے شخص تھے۔ جنہوں نے مسیح کی پیروی کرنے کو سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔ بلکہ اُنہیں اُس سے ایک گہرا تعلّق حاصل تھا۔ یسُوع نے فرمایا تھا کہ" اگر تم مجھے پیار کرتے ہو تو میرے حُکموں کو مانو اور مَیں باپ سے دعا کرونگا اور وہ تمہیں تسلّی دینے والا بھیجے گا"۔ اور وہ اُسے بدرجۂ کمال محبّت کرتے تھے۔ اُنہوں نے اُسے مصلوب ہوتے دیکھا تھا لیکن اُن کے دِل اُس سے جُدا

نہ ہو سکے۔ اُس کے بغیر اس دُنیا میں اُنہیں کوئی اُمید خوشی یا اطمینان نہیں ہو سکتا تھا۔ اور دوستو ہمارے اعتقاد اور مذہب میں بھی اکثر اوقات اسی امر کی کمی رہتی رہے۔ ہم یسُوع کو قبول کرتے اور اُس کے کلوری پر کے کام کو مانتے ہیں۔ ہم اپنا مُنجی جان کر اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہ سب کچھ بہتر تو ہے اور شاید نجات کے لئے کافی بھی ہو لیکن یہ یاد رہے کہ ہمارا اعتقاد اور مذہب یہ ہونا چاہیئے کہ یسُوع سے ہمیں ایک گہرا مضبوط اور ذاتی تعلّق حاصل ہو۔ اور ہر روز اُس سے رفاقت رہے۔ کہ یسُوع ہونا دیدنی خُدا ہے۔ دن بھر میرا دوست میرا رہنما اور میرا محافظ رہے۔ ہاں میرا مالک اور میرا پیشرو۔ بیشک وہ ایک نام کا مذہب ہے جس میں یہ خیال جگہ نہیں پاتا۔ آہ۔ ایسا مذہب کتنا زیادہ پایا جاتا ہے!

اگر تم پُوچھو کہ "کیسوک" کی تعلیم کیا ہے تو اُس کا خاص خاصہ یہی امر ہے۔ دو تین سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ ایک نوجوان مشنری عورت نے جنوبی افریقہ میں آکر اُن برکتوں کا ذکر کیا۔ جو اُسے کیسوک میں ملی تھیں۔ اُس نے مجھے بتایا۔ کہ کیونکہ میں بچپن ہی سے خُدا وند یسُوع مسیح سے محبّت رکھتی تھی اور خدا پرست دوستوں کے حلقے میں تعلیم پائی اور خدا پرست گھر میں رہی لیکن جب میں نے جانا کہ گہری برکت پانا کسے کہتے ہیں تو وہ مُجھے کیسا فرق معلوم ہوا۔ میں نے اُس سے پُوچھا۔ کہ "تم اپنے بچپن ہی سے خُدا پرست لوگوں میں رہی ہو۔ ہمیں بتاؤ تو کہ اس زندگی میں جو تم پہلے بسر کرتی تھیں اور اس زندگی میں جس میں داخل ہونے کا تمہیں بعد میں شرف حاصل ہُوا۔ کیا فرق ہے؟" اُس کا جواب تھا تو سادہ۔ پر تھا معنی خیز۔ اُس نے بڑے مؤثر لہجہ میں کہا۔ کہ فرق صرف یہی ہے کہ "یسُوع

سے ذاتی رفاقت"۔ لیکن یاد رہے کہ اِس کا کبھی آغاز بھی ہونا چاہیئے۔ بعض لوگ تو اپنے مذہب کی خاطر سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہیں۔ جھوٹے مذہبوں کی خاطر بہت لوگ اپنا سب کچھ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ بعض لوگ اپنی کلیسیا کی خاطر سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہیں۔ بعض اور بنی نوع کی خاطر سب کچھ ایثار کر دیں گے۔ لیکن یہی کچھ مطلوب نہیں۔ درکار تو یہ ہے کہ ہم مسیح کی خاطر سب کچھ چھوڑیں تاکہ وہ ہماری زندگیوں میں دخل پا کر ہمارے دلوں پر قبضہ کر لے۔ کیا تمہیں مسیح سے ذاتی تعلق اور رشتہ حاصل ہے اور کیا تم اُس میں خوشی پاتے ہو۔ میں تم سے یہ نہیں پوچھتا کہ کیا اِس بارے میں تمہیں تحصیلِ کامل حاصل ہے۔ مگر مَیں یہ پوچھتا ہُوں کہ کیا تم صِدق دلی سے کہہ سکتے ہو" اُسی کا مَیں طالب و کوشاں ہُوں اُسی کے لئے مَیں اپنے آپ کو تصدّق کر چکا ہُوں۔ یہی میری تمنّا یہی میری آرزو ہے۔ کہ ہر رات اور دن بھر مَیں یسُوع مسیح کا رہُوں"۔

سوم۔ پھر یہ شاگرد وہ لوگ تھے جو اپنے آپ سے مایوس و دل شکستہ ہو چکے تھے۔ اپنی ۳ سالہ تعلیم کے شروع میں اُنہیں اپنا سب کچھ چھوڑنا پڑا۔ اور اُس کے اختتام پر اُنہوں نے اپنی خودی کو چھوڑنا اور اپنے آپ سے انکار کرنا شروع کیا۔ اُنہوں نے اپنے جال۔ اپنے گھر اور اپنے دوست چھوڑ دیئے تھے۔ اور یہ خُوب کیا تھا۔ لیکن برابر تین سال تک اُن کی خودی کیسی مضبوط رہی! کتنی بار مسیح نے اُنہیں حلیمی کی تعلیم دی! لیکن وہ اُس کی سمجھ نہ سکے۔ بار بار اُن میں جھگڑا اُٹھا کہ ہم میں سے بڑا کون ہے۔ عشائی میز پر بھی وہ یہی گفتگو کر رہے تھے۔ کہ ہم میں سے مُقدّم کون ٹھہرے گا۔ اُنہوں نے اپنی خودی کو نہیں چھوڑا تھا جیساکہ

کئی بار ظاہر ہُوا۔ مسیح کی رُوح اُن میں کیسی کم پائی جاتی تھی۔

لیکن مسیح نے اُنہیں تعلیم و تربیت دی۔ اُس نے بار بار اُن پر ظاہر کیا کہ تکبّر کا گناہ اور حلیمی کا جلال کیا ہے اور جب وہ صلیب پر مُوا۔ تو وہ بھی ایک خوفناک موت مُوئے۔ خیال کرو کہ تیز مزاج۔ پُرجوش پطرس کیونکر اپنے خداوند کا اِنکار کرتا ہے۔ کیا تمہارا یہ خیال نہیں کہ ان تین دنوں کے رنج و مصائب میں صلیب دئے جانے کے دِن سے جی اُٹھنے کے دن تک سب سے دل شکن اور جانکاہ غم یہی تھا۔ وہ شرم محسوس کرتا تھا کہ اُس نے اپنے خداوند سے کیسا سلوک کیا۔ تب اُس نے اپنی خودی کو چھوڑنا اور اپنے آپ سے مایوس و دِل شکستہ ہونا سیکھا۔ عشاء کی میز پر بیٹھا وُہ اپنے آپ پر کیسا بھروسہ رکھتا تھا! "خواہ تجھ سے سب ٹھوکر کیوں نہ کھائیں۔ پر مَیں نہیں کھانے کا"۔ لیکن یسُوع اُسے اپنے ساتھ موت اور قبر میں لے گیا۔ اور تب پطرس نے معلوم کیا کہ بیشک مُجھ میں اپنی کوئی نیکی نہیں۔ وُہ اپنی خودی کو چھوڑنا سیکھ گیا تھا۔

تم میں سے بعض کہہ سکتے ہیں: مَیں نے سب کچھ مسیح کے لئے چھوڑ دیا ہے اپنا مال اسباب اپنا گھر اپنے دوست۔ اپنا رتبہ اور مَیں اس سے محبت بھی رکھتا ہوں لیکن پھر بھی میرا مُدعا پورا نہیں ہوتا۔ جس برکت کی مُجھے ضرورت ہے۔ وہ نہیں مِلتی۔ پیارے دوستو۔ کیا تم رضامند ہو کہ خُدا اپنی جانچنے والی روشنی سے تم پر ظاہر کرے کہ تم میں خود بینی اور خود اعتمادی کتنی ہے۔ مثلاً ذرا غور تو کرو۔ کہ لوگوں سے تمہارا سلوک کیسا ہے۔ جو کچھ تمہارے دل میں آئے تم وہی کہہ دیتے ہو۔ اور ابھی تک تم نے مسیح کی حلیمی۔ نرم دلی اور عاجزی پر غور کرنا نہیں سیکھا۔

یہ خودی ہے۔ تم اپنے خداوند کے لئے کام کرتے ہو۔ تم بھلائی کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ لیکن دراصل تم سارا وقت اپنے ہی لئے کام کرتے رہتے ہو۔ تم اپنی خودی پر تکیہ لگائے کام کرتے اور پھر اُمید رکھتے ہو کہ خُدا تمہاری مدد کرے اور تمہیں برکت دے۔ پر ایسا نہیں ہوتا لازم ہے کہ پہلے خُدا ہر ایک کی خودی کو مارے۔

کیا تم جانتے ہو کہ مسیح کی موت سے کیا مُراد ہے؟ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مسیح نے عملی طور پر باپ سے یوں کہا "یہ ہے میری زندگی جو مجھے ایسی عزیز اور قیمتی ہے۔ ہاں میری زندگی جو گُناہ سے بالکل پاک ہے۔ حیات میں مَیں نے اُسے تیرے سپُرد کیا ہوا ہے۔ لیکن اب مَیں اُسے موت میں بھی تجھے سونپتا ہُوں،، وہ یہ کہتا ہوا قبر میں گیا۔ کہ "تیرے ہاتھوں سونپتا ہُوں" اپنی رُوح تجھے دیتا اور تیرے سپُرد کرتا ہُوں"۔ اور تم جانتے ہو۔ کہ کیا واقع ہُوا چونکہ اُس نے اپنی زندگی کو کُلّی طور پر دے دیا۔ اور موت اور قبر کی گہری تاریکی میں سے گذرا تو خُدا نے بھی اُسے ایک نئی زندگی۔ نئے جلال اور نئی قوّت میں اُٹھایا۔ خُدا نے اُسے قبر ہی سے جلال میں سرفراز کیا۔ اُس کے جی اُٹھنے کا بھید موت تھی۔ اے ایماندار! اگر تو بھی چاہتا ہے کہ رُوح سے بھر جائے اور جلال کی نئی زندگی پائے تو جان رکھ کہ تجھے اپنی خودی کو مارنا اور دُور کرنا چاہیئے۔ رسول وُہ شخص تھے۔ جو اپنے آپ سے بالکل دِل شکستہ اور مایُوس ہو چکے تھے۔ ہاں وُہ شخص جو اپنا سب کچھ کھو بیٹھے تھے اور جو اپنے آسمانی باپ خُدا سے سب کچھ لینے کو تیّار تھے ۔

چہارم۔ پھر رسُول وہ شخص تھے جنہوں نے یسُوع سے رُوح کے

وعدے کو ایمان میں قبول کیا تھا۔ تم جانتے ہو۔ کہ اُس آخری رات مسیح نے رُوح القُدس کی بابت کئی مرتبہ فرمایا تھا اور جب وہ صعُود کرنے جانے کو تیاّر تھا تو اُس نے پھر کہا کہ تم تھوڑے دنوں بعد رُوح القُدس کا بپتسمہ پاؤ گے۔ اگر تم نے ان شاگردوں سے پُوچھا ہوتا کہ اِس سے کیا مُراد ہے؟ تو یقیناً وہ اس کا جواب نہ دے سکتے۔ شاید اُنہوں نے اس بھید کو اتنا بھی نہ سمجھا جتنا ہم سمجھتے ہیں۔ انہیں اس امر کا ذرا بھی خیال نہ تھا کہ کیا واقع ہوگا لیکن اُنہوں نے مسیح کے اس کلمے کو بدل مانا اور اگر اُن دس دنوں میں اُنہیں رائے زنی اور بحث کرنے کی ضرورت پڑی ہوگی تو اُنہوں نے یقیناً یوں کہا ہوگا: "جب وہ زمین پر تھا۔ تو اُس نے ہمارے لئے ایسے ایسے عجائبات کئے اور اب جبکہ وہ جلال میں ہے۔ وہ اِن سے بھی کہیں بڑھ کر عجائبات کریگا" اور وہ اِسی امر کے منتظر تھے۔

اب اِس وعدہ کو ایمان سے قبول کرنا اور یہ کہنا چاہئے کہ رُوح القدُس سے بھر جانے کا یہ وعدہ میرے ہی لئے ہے میں یسوُع کے ہاتھوں اُسے قبول کرتا ہوں۔ تم اُسے شاید نہ سمجھ سکو۔ شاید جیسا چاہتے ہو۔ اُسے محسوس بھی نہ کر سکو۔ شاید تم یہ معلوم کرو۔ کہ میں کمزور اور گنہگار اور مسیح سے دُور ہوں۔ لیکن تم آج اُس پاس آکر یہ کہہ سکتے ہو۔ اور ایسا کہنے کا تمہارا حق بھی ہے کہ یہ وعدہ میرے لئے ہے۔ کیا ایسا کرنے کو تم تیاّر ہو۔ کیا تم تیاّر ہو کہ ایمان سے یسوُع کے وعدے اور کلام اور اُس کی محبت پر اعتقاد رکھو گے؟

یقین ہے کہ ایسے ایماندار بھی ہونگے۔ جنھوں نے اپنے آپ کو بہ دل و جان مسیح کو دے دیا ہو اور اُس سے محبّت کرتے اور اپنے آپ کو خاکسار کرنا چاہتے ہونگے۔ لیکن اُن میں یہی ایک کمی ہے کہ اُنھوں نے یہ کہنا نہیں سیکھا کہ اُس نے وعدہ کیا اور وہ پُورا بھی کرے گا۔

حوصلہ افزائی کے لئے مَیں تمہیں یہ یاد دلانا چاہتا ہُوں کہ جب تمہیں خُدا سے کوئی وَعدہ ملے۔ تو وہ گویا اُس کے پُورے ہونے کے برابر ہے۔ وعدے کے ذریعہ تمہیں خدا سے ایک تعلّق حاصل ہو جاتا ہے۔ وعدے پر یقین رکھنے اور خُدا کو ماننے سے اُس کی عزّت کرو۔ اور اگر کسی تیاری کی ابھی تک ضرورت ہو۔ تو خُدا اُس سے واقف ہے اور اگر کوئی ایسی چیز ہے۔ جو تم پر ظاہر ہونی چاہئے۔ تو اگر تم خُدا کے منتظر رہو۔ تو وہ تم پر ظاہر کریگا۔ وعدے پر اعتقاد رکھو اور کہو۔ "رُوح القدس کی بھرپُوری میرے لئے ہے۔"

پنجم۔ اور پھر شاگردوں کا یہ آخری قدم تھا۔ اِس وعدے پر اعتبار کر کے اُنھوں نے ایک دِل ہو کے دُعا کی اور ہم بھی یاں اِسی لئے اِکھٹے ہوئے ہیں کہ دُعا میں خُدا کے منتظر رہیں۔ دُعا و مُناجات جس میں ستائش بھی ملی تھی۔ خُدا کے حُضور گئی۔ وہ اُمید وار رہے کہ خُدا جو آسمان پر ہے اُن کے لئے کچھ کرے گا آہ! ایسے مسیحی بھی پائے جاتے ہیں۔ جو پڑھتے سمجھتے سوچتے اور حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ پر تو بھی اُن کا مُدعا اُن کی گرفت سے نکل جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خُدا کے منتظر نہیں رہتے۔

جو کچھ ہم کہتے یا جو کچھ تم سمجھتے اور سوچتے ہو۔ اُسی کی طرف نہ دیکھو

"رُوح سے بھر جاؤ"

اگر تم برکت حاصل کرنا چاہتے ہو تو خُدا کی طرف دیکھو اور اُسی سے اُمید رکھو تاکہ وہ تمہارے لئے کچھ کرے مگر صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں۔ بعض لوگ غلطی سے اِس ایمان ہی کو جو برکت لاتا ہے برکت تصوّر کر لیتے ہیں۔ ایمان سے ہمیں وعدے میراث میں مل جاتے ہیں۔ ہاں۔ ایمان لاؤ اور خُدا پر بھروسہ رکھو۔ اُس کی طرف دیکھو تاکہ وہ تمہیں برکت دے۔ ہاں "رُوح القُدس سے بھر جاؤ"

یسوع نے فرمایا

اگر تم مجھ سے محبّت رکھتے ہو۔ تو میرے حکموں پر عمل کرو۔ اور مَیں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وُہ تمہیں دُوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔یعنی رُوحِ حق ❊

یُوحنّا ۱۴ : ۱۵ - ۱۶

رُوح القُدس کی بھرپُوری

کی

برکت



کی بھرپُوری کی برکت کا بیان شاید اس سے بڑھ کر کسی اَور طریق سے صاف اور واضح نہ ہوگا کہ مَیں اُس عجیب تبدیلی کا بیان کروں۔ جو پینتیکوست سے شاگردوں کی زندگی میں واقع ہوئی۔ نوشتوں میں یہ ایک بڑا عجیب سبق ملتا ہے کہ کیونکر یہ بارہ شخص تین برس تک مسیح سے تعلیم پاتے رہے اور پھر بھی جیسی زندگی اُنہیں بسر کرنی چاہئے تھی۔ وہ اُس سے بہت پرے رہے۔ اور پھر رُوح القُدس کے دلوں میں آجانے سے وہ دفعتاً عین خُدا کی مرضی کے مطابق بن گئے۔

اوّل۔ اُس تبدیلی پر غور کرو جو پنتیکوست نے اُن کے اُس تعلق میں پیدا کی۔ جو اُن کا مسیح سے تھا۔ اُس کی زمینی زندگی کے وقت اُن کے دلوں میں اُس کی سمائی نہ تھی۔ گو وُہ اکثر اُس کے ساتھ رہتے تھے اور اُسے

بدرجۂ کمال محبت بھی کرتے تھے۔ تو بھی وُہ اُن سے بالکل الگ اور جُدا تھا۔ ہاں مَیں بڑے ادب سے کہتا ہُوں کہ رُوح القُدس کے آنے تک مسیح کا اُنہیں تعلیم دینا کیسا ناکامیاب رہا! بار بار مسیح نے اُنہیں حلیمی کی تعلیم دی۔ اُس نے فرمایا کہ "مجھ سے سیکھو۔ کہ مَیں حلیم اور دل سے خاکسار ہُوں"۔ اُس نے بار بار کہا کہ "وُہ جو اپنے تئیں فروتن بناتا ہے۔ سرفرازی پائے گا"۔ تو بھی عشائے ربّانی کے وقت تک بھی اُنہیں یہ جھگڑا تھا۔ کہ ہم میں سے بڑا کون ہے۔ مسیح نے اُن کی مغروری پر فتح نہ پائی۔ یہ اُس کی تعلیم کے کسی نقص کے باعث نہ تھا۔ تو پھر اس کا کیا سبب؟ صرف یہی کہ: ابھی تک مسیح کو اُن کے دلوں میں جگہ نہیں ملی تھی اور وقت ابھی تک پُورا نہ ہُوا تھا۔ ہاں گو قادرِ مطلق۔ مُبارک شفیع اُن کے ساتھ تھا تو ساتھ۔ پر اُن کے دلوں میں اُسے بارِ دخول حاصل نہ تھا۔ ہاں دیکھو کہ اُن کا رویّہ بھی کیسا انوکھا اور مختلف رہا! اِس سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ جب تک رُوح القُدس ہم میں کام نہ کرے۔ کسی ظاہری تعلیم سے۔ خواہ خود مسیح سے کیوں نہ پائیں۔ یا اُس کے کلام سے جو مُقدّس نوشتوں میں ہے۔ ہمیں حقیقی اور پُوری برکت مِل نہیں سکتی۔

لیکن پنتیکوست کے دِن کیسی تبدیلی واقع ہوئی! "اُس دن تم جانو گے کہ مَیں تم میں ہُوں"۔ بھلا اس سے کیا مُراد ہے؟ کیا یہ کہ مسیح ہم میں یُوں مقیم ہوگا جیسے ہم اِس مکان میں ہیں؟ نہیں۔ ہم اس مکان میں ہیں۔ اور اس کے باہر جا سکتے اور ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ مَیں ایک مکان میں رہتا ہُوں لیکن اُسے چھوڑ کر کسی اور جگہ جا سکتا ہُوں۔ مکان میں اور مجھ میں کوئی زندہ تعلق نہیں۔ جیسا

بدن کے مختلف اعضاء میں ہوتا ہے۔ لیکن خُداوند یسُوع آیا۔ (مَیں بڑے ادب سے کہتا ہُوں، کہ شاگردوں کا حصہ بنے۔ ہاں اُن کے دلوں اور خیالوں اور محبت کو معمور کرے اور اگر زندہ مسیح ہمارے اندر رہتا ہو تو جو کچھ پطرس اور یعقُوب اور یُوحنا کو مسیح کے ساتھ ہوتے ہوئے حاصل تھا۔ اُس سے بڑھ کر آپ کو اور مجھے حاصل ہو گا۔

اور یہ تبدیلی کیونکہ واقع ہوئی؟ رُوح القُدس سے۔ "اُس دن"۔ یعنی جب رُوح آئے گا"۔ تم جانو گے کہ مَیں تم میں ہُوں"۔ کیونکہ باپ تم سے محبت کرے گا اور مَیں بھی۔ اور ہم آکر تمہارے دلوں میں سکونت کریں گے۔

آہ! کیا تمہارا دِل اس کا خواہاں اور آرزومند نہیں؟ مَیں نے بارہا محسوس کیا ہے کہ یسُوع بیت لحم میں ہے۔ اور یسُوع کلوری پر اور یسُوع تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور مَیں نے اُس کی عبادت کی ہے۔ اُس سے محبت رکھی ہے اور اُس میں بڑی خوشی بھی پائی ہے۔ لیکن تو بھی مجھے ایک بہتر اور گہرے اور نزدیکی رشتہ کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ کیا تمہیں بھی اِسی امر کی ضرورت نہیں کہ زندہ مسیح تمہارے اندر رہے؟ رُوح القُدس تمہیں یہی انعام دے گا اور آج ہم اسی کے لئے دعا و مناجات کرتے ہیں۔ کیا تم اپنے آپ کو اس برکت کے لئے سپُرد نہ کرو گے تاکہ رُوح القُدس سے بھر جاؤ اور مُبارک یسُوع تمہیں اپنے قبضہ میں کر لے؟ کیا اِس کے لئے تمہارا دِل مشتاق نہیں؟ کہ یسُوع دِل کے اندر رہے۔ ہاں وہی یسُوع جو قادرِ مطلق خُدا ہے۔ جو صلیب پر مُوا اور اب تخت پر بیٹھا ہے کاش کہ وہی ہماری زندگی ہو۔

"رُوح القدس کی بھرپوری کی برکت"

اور رُوح بھی اِسی لئے آتا ہے جیسا یسوع نے فرمایا کہ "وہ مجھے جلال دے گا۔ کیونکہ وہ مجھ سے لے کر تمہیں سکھائے گا۔" اچھا یسوع کا جلال کیا ہے؟ اُس کی محبت اور اُس کی قدرت۔ اور رُوح القدس مسیح کو ہمارے اندر ظاہر کرے گا۔ تاکہ مسیح کی عجیب محبت اُس کی الٰہی قربت میں ایک حقیقت ہو جائے اور مسیح کی قوت ہمارے اندر حکمران ہو۔ تم اُس عجیب دُعا کو جو افسیوں کے تیسرے باب میں ہے۔ جانتے ہو کہ "باپ انہیں رُوح القدس سے طاقت دے۔ تاکہ مسیح اُن کے دلوں میں سکونت کرے۔" رُوح القدس کی اعلیٰ طاقت ہی یہ کر سکتی ہے اور رُوح القدس ہی سے مسیح کی حضوری ہمیں حاصل ہوتی ہے۔

اُس تبدیلی کے متعلق جو شاگردوں کی حالت میں واقع ہوئی۔ ایک اور خیال پیدا ہوتا ہے۔ مسیح کو نہ صرف اُن کے دلوں میں جگہ نہ ملی تھی بلکہ وہ اُن کے ساتھ ہمیشہ رہتا بھی نہ تھا۔ ہر دم تو وہ اُس کے ساتھ رہ نہیں سکتے تھے۔ تمہیں یاد ہو گا کہ کیونکہ ایک دفعہ اُس نے انہیں سمندر کے پار بھیج دیا اور آپ دُعا مانگنے کے لئے پہاڑ پر گیا۔ پھر ایک اور مرتبہ وہ تین شاگردوں کو لے کر پہاڑ پر چڑھا اور باقی نیچے ٹھہرے رہے۔ جن کا وہاں فریسیوں سے مقابلہ ہوا۔ اور وہ بُری رُوح کو نکال نہ سکے۔ جُدائی کے اوقات قریب آئے اور آخر کار وہ خوفناک موت۔ ہاں اِس دُنیا میں اُس سے وہ شاذ ہی جُدائی واقع ہوئی۔ بیشک مسیح اُن کی زندگی تھا۔ مگر بعض اوقات وہ مسیح کے ساتھ رہتے تھے اور بعض وقت اُس سے جدا۔ کبھی تو اُس کے نزدیک اور کبھی بھیڑ اُسے گھیر لیتی تھی۔ تو وہ اُس پاس جا نہیں سکتے تھے۔

"رُوح القُدس کی بھرپُوری کی برکت"

لیکن دوستو! یسُوع کی حضُوری جو رُوح القدُس کے وسیلے سے واقعی قائم اور مُدام ہے۔ کیا تمہارا دِل اسی کا خواہاں نہیں؟ کیا تم نہیں جانتے۔ کہ بعض اوقات مہینے یا ہفتے کے لئے ایسی خوشی میں جینا کہ دن بھر ہمارے دِل سے سرود و نغمے نکلتے رہیں۔ کیا ہے! پھر تبدیلی واقع ہوتی اور تاریکی کے بادل ہر چہار طرف سے چھا جاتے ہیں۔ اور تم نہیں جانتے کہ یہ کیوں ایسا ہوتا ہے۔ بعض اوقات جسمانی بیماری یا افسردگی سے۔ کبھی اس زندگی کے اشکال و افکار۔ اور کبھی اپنی ناکامیابی کے خیال سے۔ اے خُدا کے فرزندو کاش کہ میں تم سے یہ بیان کر سکوں اور آپ بھی اسے ٹھیک دیکھ سکیں۔ یسُوع تمہیں پیار کرتا ہے۔ وہ ایک دم کے لئے بھی تم سے جُدا ہونے کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمیں یسُوع کی اس محبّت پر ایمان لانا ضرور ہے۔ کبھی کوئی ماں اپنے بچے سے جو اُس کی گود میں ہو۔ ایسی خوش نہیں ہوتی۔ جیسے خُدا کا مسیح تم میں ہو کے ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم سے بڑا ربط پیدا کرے اور ہمیشہ رفاقت رکھے۔ پیارے مومن! اسے اپنے دل میں جگہ دے اور آج ہی کہہ: "اگر ممکن ہو تو خُدا کی مدد سے مَیں یہ رُوح کی بھرپُوری حاصل کروں گا۔ تاکہ یسُوع ہمیشہ میرے دل میں رہے"۔

پھر اُس تبدیلی پر جو اُن کی اندرونی زندگی میں واقع ہوئی۔ غور کرو۔ پینتیکوست کے دن تک وہ ایک ناکامیابی اور کمزوری کی زندگی تھی۔ مَیں اُن کی مغروری کا ذکر کر چکا ہوں۔ مسیح کو بار بار اُن کی مغروری پر سرزنش کرنی پڑی۔ تم جانتے ہو کہ وہ وفادار تو رہنا چاہتے تھے۔ لیکن اُن کی مغروری

اور خود اعتمادی ہی ہمیشہ اُن کی ناکامیابی کا باعث ٹھہری پطرس نے اُسے کہا کہ "خداوند مَیں تیرا کبھی انکار نہ کروں گا" اور باقیوں نے بھی یہی کہا۔ تاہم اپنی مغروری اور خود اعتمادی کے باعث چند گھنٹوں کے عرصے میں وہ اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ اپنی فطرت (نیچر) کی برائی سے واقف نہ تھے یسوع نے اُنہیں حلیمی سکھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا لیکن ناکامیابی ہوئی۔ اور اُن کی کمزوری کا سبب یہی تھا پطرس نے کہا کہ مَیں تیرے ساتھ قید اور موت بھی اُٹھاؤں گا۔ لیکن ایک لونڈی کی بات پر وہ قسمیں کھانے اور کہنے لگا کہ "مَیں اس شخص کو نہیں جانتا" کیسی سخت کمزوری ہے لیکن پنتیکوست سے کیسی تبدیلی واقع ہوئی! مَیں یہ نہیں کہتا کہ اُنہیں گناہ پر فتح حاصل ہوئی۔ کیونکہ اس امر کا یہاں کچھ ذکر نہیں۔ البتہ رُوح القدس جو رب کا رُوح ہے۔ جب اُن کی زندگی ہوا۔ تو وہ زندہ یسوع۔ گناہ سے چھڑانے والے کی قوت وطاقت سے بھر گئے۔

پیارے دوستو! تم جانتے ہو کہ مسیح کا بڑا کام گناہ کو دُور کرنا ہے۔ اور وہ کیونکر دُور کرتا ہے؟ بہت مسیحیوں کا یہ خیال ہے کہ وہ صلیب پر سے دُور کرتا ہے۔ بعض ایک قدم آگے بڑھتے اور کہتے ہیں: "وہ آسمان پر سے دُور کرتا ہے۔" وہ مجھے صاف کرتا اور میری حفاظت کرتا ہے۔ لیکن گناہ کا سچ مچ دُور کرنا یہ ہے کہ اگر روشنی اندر آئے تو تاریکی دُور ہو جاتی ہے یسوع کی حضوری جب وہ رُوح القدس کے وسیلے ہم میں رہے ہمیں پاک کر سکتی ہے . . . . شاگردوں پر کیسی تبدیلی واقع ہوئی! دیکھو کہ وہ کیسی جرأت سے بار بار اُن کو جو اُنہیں موت کی دھمکی دیتے۔ یہ جواب دیتے ہیں کہ "انسان کی نسبت خدا کا

حکم ماننا زیادہ ضروری ہے"۔ وہ قید میں ڈالے جاتے اور آدھی رات کے وقت بھی اپنے خُدا کی تعریف کرتے ہیں ہاں! رُوح القدُس نے اُن کی زندگی میں کیسی عجیب تبدیلی پیدا کی۔

اِس سے ہمیں کیا تعلیم مِلتی ہے؟ ہم اکثر خودی کی زندگی اور رُوح القدُس کی زندگی کا بیان کرتے ہیں۔ کیا تم نے خُدا سے کہا ہے۔ شاید تم نے بارہا کہا ہوگا "اَے خُداوند مَیں اِس خودی کی زندگی سے کیونکر رہائی پاؤں"؟ کیا خُدا نے تمہارے دِل کی تہ کو چھُوا ہے کہ اب تم یہ کہنے لگے ہو: "اَے خُدا میری ناکامیابی کا سبب میری خود اعتمادی۔ خود رائی اور خود پسندی ہے"۔ یہ ملعون خودی ہر ایک بات میں اپنی ہی ہانکتی اور اپنا ہی بول بولتی ہے۔ مگر یسُوع کی حضوری کی قوّت کے سِوا کوئی اور قوّت نہیں جو اسے نکال سکے۔

شاید کسی مسئلہ علم الٰہیات کی تفہیم کے بارے میں تمہیں کچھ دِقّت ہو۔ شاید تم اس امر پر فکر کرو۔ کہ کتنا گناہ ابھی باقی ہے۔ اور کتنا نکالا گیا۔ لیکن یاد رہے کہ تمہیں صرف اسی امر پر اعتقاد رکھنا ہے اور اگرچہ تم ہر ایک امر کی تشریح و تفسیر نہیں کر سکتے تو اُوراایمان لاؤ۔ تو قدسیّت کی رُوح جو تمہیں عطا ہوگی۔ مسیح کی قدسیّت ہے۔ جو تمہارے دل میں رہتی ہے۔ اور اسی سے مطمئن رہو۔ اگر تم رُوح سے بھر جاؤ۔ تو تم میں خُدا کی قدسیّت کی قوّت آجائے گی۔ جس سے تم تقدّس کا مُبارک کام کر سکو گے۔

اور پھر رُوح کی بھرپوری کی عجیب برکت کا ایک اور پہلو ہے۔ اُس محبّت پر غور کرو۔ جس سے وہ ایک ہو گئے۔ مَیں اُن کے لڑائی جھگڑے کا ذکر

کر چکا ہُوں - اُن میں خود غرضی اور اکثر اوقات محبت کی کمی پائی گئی لیکن جب رُوح القدس اُترآیا - (اس امر کا خیال نہ کرو - کہ اُس نے ہرایک کے لئے فرداً فرداً کیا کیا) تو اُس نے انہیں ایک بدن میں ڈھال دیا - اور وہ اِس امر کے معترف و شناسا ہوئے کہ ہم ایک خُداوند یسُوع کے شرکا ہیں اور وہ ایک دوسرے سے ایسی محبت کرنے لگے - اور اُن سے ایسی ایسی باتیں سرزد ہوئیں کہ جن کی نظیر پہلے کبھی پائی نہیں گئی - اگرچہ وہ ایک دوسرے کے نزدیک بالکل اجنبی تھے تاہم انہوں نے اپنی چیزیں بیچیں - اپنا سارا مال واسباب دینا اور یہ کہنا شروع کیا - کہ "ہرایک کی چیز سب کی عام ملکیت ہے" - رُوح القدس ہی کے اُن کے دلوں میں آنے کا یہ نتیجہ تھا -

اور کیا تم نہیں جانتے کہ دُنیا میں تمہاری سب سے بڑی مشکل دُوسرے مسیحیوں سے تعلق رکھنا ہے؟ کیا گناہ کرنے کی یہی پہلی آزمائش نہیں؟ اکثر وہ لوگ جنہیں اکٹھا کام کرنا پڑتا ہے - مختلف طبیعتوں اور سیرتوں کے ہوتے ہیں - اور کیسی جلدی اُن میں اَن بَن ہو جاتی ہے! ایسے لوگ بھی ہیں جو کسی آلہٰی صداقت یا مسیح کے کام کرنے کے کسی عملی طریق کی بابت متفق الرائے نہیں ہوتے اور وہ کیسے ایک دُوسرے کے برخلاف بولتے اور لکھتے ہیں! آہ - اِس زمین پر مسیح کی کلیسیا میں کیسی کیسی جدائیاں ہیں! اُن لوگوں میں بھی جو خُدا سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں قدسیت اور کُلیۃً تقدس حاصل ہے - ہاں اُن میں بھی کیسی بار بار جُدائیاں آتی ہیں! یہ کیسا افسوسناک واقعہ ہے اپنے ملک ہی کی طرف غور کرو - کتنے سرگرم مسیحی ہیں جنہیں ایک دُوسرے کی نسبت بہت کچھ گلہ ہے - وہ بتا سکتے ہیں کہ میں کہاں غلطی

کرتا ہُوں اور مَیں بتا سکتا ہُوں کہ وُہ کہاں غلطی پر ہیں۔ لیکن ایسے مسیحی کتنے کم ہیں۔ جو گو بلحاظ خیالات اور رائے کے ایک دوسرے سے متفق نہ ہوں۔ پھر بھی کہہ سکتے ہوں۔ کہ "سب فرقوں سے بڑھ کر ایک ایسی یگانگت ہے۔ جس کا ہمیں اظہار کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے باپ کی حضوری میں دائمی رفاقت درکار ہے۔"

کیا تم ایک ایسا دل رکھنے کے خواہاں ہو۔ جو خُدا کے ہر ایک فرزند ہاں خُدا کے تمام فرزندوں کے لئے جو تمہارے اپنے حلقے سے باہر ہوں محبّت سے لبریز ہو؟ کیا تم محبّت کا ایسا دل رکھنا چاہتے ہو۔ جو اوروں کو گویا آگ لگا دے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ آسمان کی محبّت تم میں سے بہ نکلے؟ کیا تم چاہتے ہو کہ یسُوع کی خود نثارانہ محبّت تم پر قبضہ کرلے کہ تم تحمّل و برداشت کرسکو۔ اور مسیح۔ خُدا کے برّہ۔ کے دُکھ اُٹھانے۔ اُس کی نرم دِلی اور فروتنی اور حلیمی کے ساتھ ہر ایک کے (وہ کیسا ہی ناقابلِ پیار اور ناپسندیدہ کیوں نہ ہو) خادم اور مددگار ہو۔ پھر تمہیں رُوح سے بھر جانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے چلاّؤ۔ اُس پر دعویٰ جماؤ۔ اُسے منظور کرو۔ اور جب تک نہ پاؤ۔ چین نہ لو۔ یہ رُوح۔ خُدا کی محبّت کا رُوح۔ اور یسُوع کی مصلوب محبّت کا رُوح۔ اگر ہم یہ رُوح القُدس پائیں۔ تو خُدا کی محبّت ہمارے دلوں میں پھیل جائے گی۔ اور خُدا ہمیں ایسی یگانگت دے گا۔ جس کا ہمیں خیال بھی نہ ہو۔

اور پھر اُن کے کام کی بابت غور کرو۔ دیکھو پنتیکوست نے کتنی بڑی تبدیلی پیدا کی! میرے نزدیک ہم میں سے بہت محسوس کرتے ہیں کہ رُوح القُدس

سے بھر جانے کے متعلق یہ ایک بڑا ضروری امر ہے۔ اِس میں شک نہیں۔ کہ ایسے بہت سے کارندے ہیں۔ جو اُس طریق کے لئے جس سے خُدا اُن کی رہنمائی کرتا آیا۔ اُس کا شکریہ ادا کرتے ہیں، لیکن جو تو بھی محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہمیں ابھی کسی اَور چیز کی ضرورت ہے۔ یسُوع کی بابت خوشی سے ذکر کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابھی اِس امر کی شناخت حاصل نہیں ہوئی کہ خدا مجھ سے کام لے رہا ہے"۔ پر تو بھی خدا چاہتا ہے۔ کہ ہر ایک کارندے کو یہ شناخت حاصل ہو۔ کتنے سنڈے سکول کے اُستادوں اور بائبل کلاس کے منتظموں کو یہ شناخت حاصل ہے: مَیں کمزور۔ توتلا اور نادان ہوں۔ لیکن مَیں جانتا ہوں۔ کہ میرا خُدا مجھ سے کام لے رہا ہے۔ کیونکہ مَیں نے اپنے تئیں اُسی کے ہاتھوں سونپ دیا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ اُس کے لئے سب کچھ ہوں گا۔ اگرچہ میرا کام کمزور۔ اور بعض اوقات مجھے شرمندہ بھی ہونا پڑتا ہے پر کچھ مضائقہ نہیں۔ مَیں نے اپنے تئیں خُدا کے ہاتھوں دے دیا ہے تاکہ جس طرح چاہے مُجھ سے کام لے۔

کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ اِس کامل فروتنی اور محتاجی اور خاکساری کی رُوح میں ہاں بچّوں کے سے اِس توکّل میں کہ خُدا مجھے استعمال کرے گا۔ کام کرنے سے کیسی لا انتہا خوشی حاصل ہوتی ہے؟ ہاں! مَیں یہ کیونکر حاصل کروں؟ رسُولوں اور شاگردوں کے حال پر نظر ڈالو۔ خُداوند یسُوع نے اُنہیں تین کام کرنے کو بھیجا۔ انجیل کی مُنادی کرنے۔ بیماروں کو شفا دینے اور بُری رُوحوں کے نکالنے کو۔ جب وہ واپس آئے تو اُنہوں نے پچھلے دو امروں

بیماروں کے شفا دینے اور بُری رُوحوں کے نکالنے کا تو ذکر کیا۔ لیکن وہ مُرید بنانے کا تذکرہ نہیں کرتے۔ میرے نزدیک اُن کی مُنادی سے چنداں فائدہ نہ ہوا۔ یہ کام بھی ضروری تھا۔ لیکن اُس کے کوئی بڑے نتائج نہ نکلے۔

جب پنتیکوست کا دن آیا تو دیکھو اُن کی مُنادی۔ نہ صرف پطرس بلکہ وہ سب کے سب خُدا کے بڑے بڑے کاموں کا اعلان کر رہے تھے۔ اور کیسی برکت نازل ہوئی! اور نازل ہوتی گئی۔ کیسی دلیری اور کیسی کشادہ دِلی اُنہیں عطا ہوئی! وہ کیونکر سامریہ اور قیصریہ اور پھر انطاکیہ میں گئے۔ اور وہاں خُدا کے منتظر رہے۔ اور کیونکر چند سال ہی کے عرصے میں یُورپ میں انجیل پہنچ گئی۔ رُوح القُدس کی قوّت سے یہ سب کچھ ہوا۔ ہاں ہمیں بھی اپنے کام کے لئے اُسی قوّت کی ضرورت ہے۔ ہمیں بھی رُوحانی روشنی اور دانائی درکار ہے۔ تاکہ کام کے اُن بڑے بڑے کھیتوں کو جو ہمارے سامنے۔ ہاں ہمارے گرد نواح میں ہیں دیکھ سکیں۔

مَیں اُس شوق و دلچسپی کے لئے جو خُدا غیر مسیحی ممالک اور فارن مشنوں میں پیدا کر رہا ہے۔ اُس کا شکر کرتا ہُوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ ایک امر میں بڑی غفلت ہو رہی ہے۔ اور وہ کیا ہے؟ اُس دلچسپی کے لئے جو ہمارے تاریک مُلک میں غریبوں شرابیوں اور کس مُپرسوں کے لئے ہے۔ خُدا کا شکر ہو۔ لیکن کیا تمہاری مسیحیت میں یہ قوّت ہے۔ کہ تم اپنے امیر اور اعلیٰ درجے کے لوگوں میں دلیری سے انجیل سُناؤ؟ کیا تم ایسی کلیسیاؤں اور جماعتوں کے ممبر نہیں ہو۔ جہاں تم اتواروں کو بڑی بھیڑ کے بیچ بیٹھتے ہو جن کی بابت تمہیں معلوم

ہے کہ اُن کے دل ابھی تک تبدیل نہیں ہوئے اور وہ سچے مسیحی نہیں ہیں۔کیا الٰہی دانائی اور قوّت کی ضرورت نہیں جو ہمیں اس کام کے قابل بنائے۔ کیا ہمیں آلٰہی روشنی اور مکاشفہ کی ضرورت نہیں؟ کیا ہمیں قوّت کی ضرورت نہیں؟ کہ نئی محبّت اور دلیری سے دُعا مانگیں اور منتظر رہیں۔کام کریں۔اور یہ ذمّہ اُٹھائیں کہ انجیل صرف اُنہیں تک پہنچے گی جو چین یا افریقہ وغیرہ میں ہیں۔بلکہ انجیل اُن تک بھی پہنچے گی۔جن سے ہمارا روزمرّہ تعلّق ہوتا ہے۔خدا کا شکر ہو کہ پچھلے تیس سال میں اُس نے مسیحیوں کو کام کرنے کے لئے ایسا بیدار کیا ہے کہ پہلے کسی کے خیال میں بھی نہ تھا۔لیکن ہم سمجھ رکھیں کہ یہ صرف آغاز ہی ہے اور اگر مسیحی خدا سے صلاح ومشورہ کریں۔دُعا میں اُس کے منتظر رہیں اور کہیں کہ اَے خُدا! ہم تیرے کام کے لئے تیار ہیں۔تو کیا خدا اُس سے بڑھ کر کرنے کے قابل نہیں جو اُس نے پہلے کیا؟۔

لیکن ایک امر کی ضرورت ہے۔پنتی کوست کے دن اور اُس کے بعد سب کچھ روح ہی نے کیا۔رُوح ہی نے قوّت دی۔روح ہی نے دانش بخشی۔روح ہی نے پیغام دیا اور روح ہی نے دل تبدیل کرنے کی قوّت عطا فرمائی۔

اور اب مَیں تمام کارندوں سے خصوصاً اُن سے جو کام کرنے کے لئے قوّت کی ضرورت محسُوس کرتے ہیں کہتا ہُوں۔میرے بھائی! میری بہن! کیا تم یہ ہمہ دل یہ کہنے کو تیار ہو کہ مجھے اسی کی ضرورت ہے۔میں اب صاف دیکھتا ہُوں۔یسُوع نے مجھے رزمگاہ میں اپنے گولہ بارود سے

لڑنے کو نہیں بھیجا - اُس نے مجھے یہ نہیں کہا کہ جا اپنی ہی قوت سے سکھا اور منادی کر - بلکہ یسوع کی مراد تھی - کہ مَیں رُوح کی بھرپوری حاصل کروں خواہ مَیں اپنے گھر میں اپنے بچوں اور نوکروں کو تعلیم کیوں نہ دیتا ہوں - شاید اس کے سوا میں کوئی اور کام نہیں کر سکتا - اس کے لئے بھی مجھے رُوح القدس کی قوت درکار ہے - خواہ میرے زیرِ اہتمام چھوٹا سا سبت سکول یا بائبل کلاس ہو - خواہ کوئی بڑا کام - مجھے صرف ایک ہی امر کی ضرورت ہے کہ رُوح القدس کی قوت پاؤں اور رُوح سے بھر جاؤں -

مَیں یہ سوال پُوچھنے پر ختم کرتا ہُوں کہ کیا ہم سب اب یسوع سے یہ لینے کو تیار ہیں - وہ تو دینا چاہتا ہے - خُدا کی اس سے بڑھ کر کوئی اور خوشی نہیں کہ اپنے بیٹے کو عزت دے - اور جب رُوحیں رُوح القدس سے بھر جائیں تو یہی مسیح کی عزت ہے - کیونکہ وہ اِس امر سے ثبوت دیتا ہے کہ وہ اُن کے لئے کیا کچھ کر سکتا ہے - کیا ہم اس کے داعی نہ ہوں؟ -

مَیں تمہیں چار باتیں بتاتا ہُوں جو زینہ کا کام دیں گی - ہر ایک کو جو اس برکت کے لینے کا خواہاں ہے - پہلے یہ کہنا چاہئے: مجھے بھر جانا چاہئے - اپنے دِل کی گہرائی میں سے یہ خُدا سے کہو - یہ خُدا کا حکم ہے - اس کے بغیر مَیں ایسی زندگی ہی بسر نہیں کر سکتا جیسی مجھے بسر کرنی چاہئے -

پھر کہو: مَیں بھر سکتا ہوں - ممکن ہے کہ یہ وعدہ میرے لئے ہو - اس کا فیصلہ کرو - کہ تمام شکوک رفع ہوں - رسُول جو پہلے مغروری اور خودی کی زندگی سے ایسے بھرے تھے - رُوح القدس سے بھرپور ہو گئے -

"رُوح القدُس کی بھرپوری کی برکت"

کیونکہ وُہ مسیح سے لپٹے رہے اور اگر تم باوجُود اپنے گناہوں کے اُس سے لپٹے رہو۔ تو تم بھر سکتے ہو۔

پھر کہو کہ "مَیں بھر جانا چاہتا ہُوں"۔ انمول موتی پانے کے لئے چاہئیے کہ تم اپنا سب کچھ بیچ ڈالو۔ اور ہر ایک چیز چھوڑ دو۔ کیا تم رضامند نہیں؟ "ہاں خُداوند مَیں ہر ایک چیز چھوڑ دوں گا تاکہ تجھے پالوں۔ خُداوند مَیں یہ آج ہی تجھ سے حاصل کروں گا۔"

اور پھر آخری زینہ یہ ہے۔ "مَیں بھر جاؤں گا۔ خُدا دینا چاہتا ہے مَیں اُسے لُوں گا۔ مضائقہ نہیں کہ آج خواہ وہ طوفان میں آئے یا بڑی خاموشی میں یا خواہ وُہ آج آئے ہی نہ۔ کیونکہ خُدا تمہیں کل کے لئے تیار کر رہا ہے۔ لیکن کہو کہ "مَیں بھر جاؤں گا"۔ اگر مَیں اپنے آپ کو مسیح کے سپُرد کروں۔ تو وُہ مجھے مایوس نہیں ہونے دے گا۔ یہ اُس کا خاصہ ہے آسمان پر اُس کا یہی کام۔ اور اُس کی یہی خوشی ہے۔ کہ رُوح القدُس بلاانداز ہ عطا فرمائے۔ ہاں۔ آج اس کے داعی ہو کہ "مَیں بھر جاؤں گا۔" میرے "خُدا" یہ کہنا کیسا سنجیدہ ۔ گراں۔ مُبارک اور درست ہے۔ خُداوند کیا تو بھر دے گا۔ میرا دِل لرزاں کہتا ہے۔ "مَیں رُوح سے بھر جاؤں گا" ہاں ۔ خُدا سے کہہ۔ اے باپ مَیں بھر جاؤں گا۔ کیونکہ میرے مُنجی کا نام یسُوع ہے۔ جو سب کو گناہ سے بچاتا اور رُوح القدُس سے بھر دیتا ہے۔ اُسی کے نام کو جلال ہو!۔

جسمانی اور رُوحانی

اَے بھائیو۔ مَیں تم سے اُسی طرح کلام نہ کہہ سکا۔ جس طرح روحانیوں سے بلکہ جسمانیوں سے اور اُن سے جو مسیح میں بچے ہیں۔ ا کرنتھیوں ۳ : ۱ ؎



یہ باب اِس بیان سے شروع کرتا ہے کہ مسیحی تجربہ کے دو درجے ہیں بعض مسیحی جسمانی ہیں اور بعض رُوحانی رسُول نے اُس ادراک سے جو خُدا کے رُوح نے اُسے عطا فرمایا تھا پہچان لیا کہ کرنتھی جسمانی ہیں اور وہ انہیں یہی بتانا چاہتا تھا۔ پہلی چار آئتوں میں لفظ جسمانی چار بار آتا ہے۔

رسُول نے معلوم کر لیا۔ کہ اگر مَیں ان لوگوں سے جو رُوحانی نہیں۔ رُوحانی باتوں کا ذکر کروں۔ تو میری منادی محض عبث ٹھہرے گی۔ وہ تھے تو مسیحی سچے مسیحی۔ ہاں مسیح میں بچے۔ لیکن ان میں یہی ایک بڑا نقص تھا۔ کہ وہ جسمانی تھے۔ سو رسُول یُوں کہتا معلوم ہوتا ہے۔ "مَیں رُوحانی زندگی کی بابت تمہیں رُوحانی صداقتیں سکھا نہیں سکتا۔ کیونکہ تم اُنہیں سمجھ نہیں سکتے۔ وہ کوئی

کُندہ ناتراش تو نہ تھے۔ بلکہ بڑے ہوشیار اور صاحبِ علم۔ لیکن رُوحانی تعلیم سمجھنے کے بالکل ناقابل۔ اِس سے ہم سیکھتے ہیں کہ مسیح کی کلیسیا میں ایسے مسیحی بھی ہیں۔ جو بعض اوقات ایک برکت لیتے اور اُسے پھر کھو بیٹھتے ہیں۔ اس کا بھی سبب ہے کہ وُہ جسمانی ہیں۔ اور اگر ہم برکت کو قائم و بحال رکھنا چاہیں۔ تو چاہئے کہ ہم رُوحانی بن جائیں۔ ہاں ہمیں فیصلہ کرنا چاہئے کہ مسیحی زندگی کی کونسی طرز اختیار کریں۔ جسمانی یا رُوحانی۔ "رُوحانی کو اختیار کرو۔ اور خدا تمہیں بخوشی عنایت فرمائے گا۔

اگر ہم اس تعلیم کو بخوبی سمجھنا چاہیں تو چاہئے کہ پہلے دریافت کریں۔ کہ جسمانی حالت کیا ہے۔ جسمانی حالت کی چار خصوصیّتیں ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:۔

اوّل۔ جسمانی حالت دیر پا بچپن کی حالت ہے۔ تمہاری دلی تبدیلی ہوئے مدّت ہو چکی ہے۔ اور اس وقت تک تمہیں نوجوان ہونا چاہئے تھا۔ لیکن ابھی تک تم مسیح میں بچےّ ہو۔ "مَیں نے تمہیں گوشت نہ کھلایا۔ پر دُودھ پلایا۔ کیونکہ ابھی تک تم کو طاقت نہ تھی"۔ تم جانتے ہو کہ بچپن کی حالت کیسی مرغوب اور پیاری ہوتی ہے۔ ایک چھ مہینے کے بچّے سے بڑھ کر اور کونسی چیز پیاری ہو سکتی ہے۔ جس کے رُخسار سُرخ۔ چہرہ ہنس مکھ۔ جو ننّھے ننّھے ہاتھ پاؤں مارتا ہو۔ وہ کیسا پیارا ہوتا ہے! لیکن فرض کرو۔ کہ چھ مہینے بعد مَیں نے اُس بچےّ کو پھر دیکھا کہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ اور ذرا نہیں بڑھا تو والدین ضرور کہیں گے کہ ہمیں ڈر ہے کہیں اسے کوئی بیماری لاحق نہ ہو۔ وُہ بڑھتا نہیں۔ اور اگر تین برس بعد مَیں پھر آکر بچےّ کو جُوں کا تُوں

پاؤں - تو والدین بڑے مشوّش معلوم ہوں گے۔ وہ کہیں گے ڈاکٹر کہتا ہے کہ بچّے کو کوئی سخت بیماری لاحق ہے۔ وہ بڑھ نہیں سکتا۔ وہ حیران ہے کہ وہ زندہ کیونکر رہ سکتا ہے۔ دس سال بعد میں آکر کیا دیکھتا ہوں کہ بچّہ جوں کا توں ہے اور ذرا بھی نہیں بڑھا۔

بچپن کا زمانہ اپنے موقعہ اور وقت میں بڑا پیارا زمانہ ہے۔ لیکن دیر پا بچپن کی حالت ایک بوجھ و غم اور بیماری کی علامت ہے۔ بہت سے کرنتھی مسیحیوں کی یہی حالت تھی۔ وہ بچّے کے بچّے ہی رہے۔

بھلا ننھے بچّے کے کیا نشان ہیں؟ دو خاص نشان یہ ہیں۔ بچّہ نہ اپنی آپ مدد کر سکتا ہے اور نہ دُوسروں کی۔

بچّہ اپنی آپ مدد نہیں کر سکتا۔ بہت مسیحیوں کی زندگی ایسی ہی ہے۔ وُہ اپنے خادم الدّین کو بچّوں کی رُوحانی دایہ بناتے ہیں۔ یہ رُوحانی ننھے بچّے اپنے خادم الدینوں کو ہمیشہ دودھ پلانے اور خبر گیری کرنے میں مشغول رکھتے۔ اور کبھی اپنی مدد آپ نہیں کرتے ہیں۔ وہ مسیح کے کلام سے خود پرورشس پانا نہیں جانتے اور اِس لئے چاہیئے کہ خادم الدین اُن کی پرورش کرے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا سے تعلق رکھنا کیا ہے اور اِس لئے چاہیئے کہ خادم الدین اُن کے لئے دُعا کرے۔ وہ نہیں جانتے کہ اُن لوگوں کی سی جن کی مدد خدا کرتا ہے زندگی بسر کرنا کیا ہے اور اس لئے انہیں ہر وقت ضرورت رہتی ہے کہ کوئی اُن کا نگرانِ حال رہے۔ کہیں کنونشن میں تمہارے آنے کا بھی تو یہی سبب نہیں کہ تم چاہتے ہو کہ دایہ تمہیں رُوحانی خوراک کھلائیں۔

انجیل کی منادی اور کنونیشن کی باہمی رفاقت کے لئے خُدا کی حمد ہو لیکن تم جانتے ہو کہ بچّہ کیا کرتا ہے۔ وہ گھر کو ہر وقت جُنبش میں رکھتا ہے۔ اکثر ماں باہر نہیں جا سکتی یا اُس کی خبرداری کو نوکر گھر میں ٹھہرنا چاہیئے۔ بچّے کے لئے ہمیشہ کسی نہ کسی شخص کی ضرورت رہتی ہے۔ تم اُسے اکیلا چھوڑ نہیں سکتے۔ ایسے ہی کئی رُوحانی بچّے ہیں۔ جن کے پاس خادم الدین ہمیشہ جاتے رہتے ہیں اور جنہیں ہمیشہ مدد کی ضرورت رہتی ہے۔ بجائے اِس کے کہ وُہ خُدا کا عرفان حاصل کرنے کی تربیت پائیں اور مضبُوط ہوں۔ افسوس! اُن کے بچپن کی حالت ختم ہونے میں نہیں آتی۔ وُہ اپنی آپ مدد کر نہیں سکتے اور اِس لئے دوسروں کی بھی نہیں کرتے۔ کیا عبرانیوں کے خط میں ہم یہی نہیں پڑھتے؟ اُن کی عین یہی حالت تھی۔ ہم پڑھتے ہیں کہ جنہیں مسیحی ہوئے دیر ہو چکی اور جنہیں اب تک اُستاد بننا چاہیئے تھا۔ اُنہیں ہی ضرورت تھی کہ کوئی مسیحیّت کی بُنیادی اور اُصولی باتیں سکھائے اور جیسا مَیں نے کہا ایسے بہت لوگ ہیں جو دُوسروں کی مدد کرنے کے بجائے آپ ہی ہمیشہ مدد کے محتاج رہتے ہیں۔

پولُوس فرماتا ہے کہ تین مہینے کے رُوحانی بچّے کے لئے جسمانی ہونا اور نہ جاننا کہ گناہ کیا ہے اور نہ اُس پر فتح پانا کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن جب کوئی شخص سال بہ سال اُسی حالت میں رہے اور ہمیشہ گناہ سے مغلوب ہوتا رہے تو ضرور اُس میں کوئی بنیادی نقص ہے۔ بسوائے بیماری کے کوئی اور چیز بچے کو ہمیشہ اُسی حالت میں نہیں رکھتی اور اگر ہمیں بار بار یہ کہنا پڑے کہ "مَیں رُوحانی نہیں" تو پھر ہمیں یہ کہنے کے بھی قابل ہونا چاہیئے کہ "اَے خُدا مَیں جسمانی ہُوں۔ مَیں بیماری کی حالت میں ہُوں اور اس سے صحت پانا چاہتا ہُوں۔"

دوم ۔ جسمانی حالت کا دُوسرا نشان یہ ہے ۔ کہ گناہ اور ریا کامیابی غالب آتے ہیں ۔ گُناہ حکمران ہو جاتا ہے ۔ بھلا پولُوس اُن کے جسمانی ہونے کے کیا ثبوت پیش کرتا ہے ؟ وہ پہلے اُن پر الزام لگاتا اور پھر اُن سے سوال کرتا ہے : "جب ڈاہ اور جھگڑا اور جُدائیاں تم میں ہیں ۔ تو کیا تم جسمانی نہیں ہو" ؟ اور پھر ایک کہتا ہے ۔ "مَیں پولُوس کا ہُوں" اور دُوسرا کہ "مَیں اپلوس کا ہُوں" ۔ اور تیسرا کہ "مَیں کیفا کا ہُوں" ۔ تو کیا تم جسمانی نہیں ؟ کیا اس سے یہی ثابت نہیں ہوتا ؟ تمہاری چال اَور لوگوں کی سی ہے ۔ تمہارا رویہ آسمانیوں کا سا نہیں ۔ ہاں اُن لوگوں کا سا جو رُوح القدس کی محبت اور قوت میں رہتے ہوں تم جانتے ہو کہ وہ خدا جو ہم سے محبت رکھتا ہے نُور میں رہتا ہے ۔ اور محبت رکھنا اُس کا ایک حکم عظیم ہے ۔ مسیح کی صلیب صرف خُدا کی محبت کا نشان ہے ! اور رُوح القدس کا پہلا پھل محبت ہے ۔ یُوحنّا کی انجیل کا لُبِ لباب اور خلاصہ بھی محبت ہے جب لوگ اپنی طبعی عادتیں اور مغروری ۔ ڈاہ اور جُدائیاں چھوڑ نہیں سکتے ۔ جب ایک دُوسرے کے خلاف برملا بُرا بھلا کہتا ہے ۔ جب ایک شخص اپنے بھائی کو جس نے اُس کا قصور کیا ہو ۔ دل سے معاف نہیں کرتا جب ایک عورت اپنے ہمسائے کو نظرِ حقارت سے دیکھتی اور اُس کے حق میں نامہربان الفاظ استعمال کرتی ہے ۔ تو یہ سب جسمانی رُوح کے پھل نہیں تو اور کیا ہے ۔ بے محبتی کا ہر ایک اظہار جسمانی حالت سے تعلق رکھتا ہے ۔ جسم خود غرض ۔ مغرور اور بے محبت ہے ۔ اِس لئے ہر ایک گناہ جو محبت کے خلاف ہو ۔ صرف اسی امر کا ثبوت ہے کہ اِنسان جسمانی ہے ۔

"جسمانی اور رُوحانی"

تم کہتے ہو۔ کہ "مَیں نے اُسے فتح کرنے کی کوشش کی۔ لیکن نہ کرسکا"۔ یہی تو مَیں آج تمہارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہُوں۔ جسمانی حالت میں ہو کر رُوحانی پھل لانے کی کوشش نہ کرو۔ محبّت کرنے کے لئے تمہیں رُوح القدس درکار ہے۔ جسمانیّت پھر آپ ہی مغلوب ہو جائے گی۔ وہ تمہیں رُوح عنایت فرمائیگا کہ محبّت میں چل سکو۔

یہ امر صرف اُنہیں گناہوں پر صادق نہیں ٹھہرتا۔ جو محبّت کے خلاف ہیں۔ بلکہ کئی ایک اور بھی گناہ ہیں۔ دُنیا داری۔ رُوپیہ کی محبّت۔ کاروبار کے تفکّرات۔ تحصیل دولت کے لئے ہر ایک چیز کا قربان کر دینا۔ عشرت اور خوشی اور رُتبہ کی طلب۔ یہ باتیں جسمانی نہیں تو پھر اَور کیا ہیں؟ جسم کو اِس سے لذّت حاصل ہوتی۔ دنیا اسی کی آرزو رکھتی اور اِسی میں خوشی کرتی ہے اور اگر تم دُنیا کی طرح جیئو تو یہ اِس امر کا ثبوت ہے کہ دُنیا کی رُوح جو جسم میں ہے۔ تم میں بھی ہے۔ جسمانی حالت کا ثبوت گناہ کے زور سے مِلتا ہے۔

پچھلے دنوں کسی نے مجھ سے پُوچھا۔ کہ "دُعا میں ہماری محبّت کی کمی کا کیا باعث ہے"۔ وہ جاننا چاہتا تھا۔ کہ خُدا سے پُر محبّت رفاقت رکھنے کا طریق کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ مَیں نے جواب میں کہا۔ کہ "بھائی جب تک تم یہ دریافت نہ کر لو۔ کہ جسمانی حالت سے باہر آنا ضروری ہے۔ تم اُسے ہرگز تحصیل کر نہیں سکتے"۔ جسم کو خدا میں کوئی خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی تو تمہاری مُشکل ہے۔ اپنے روزنامچہ میں یہ پکّا ارادہ لکھ لینا کہ "مَیں زیادہ دُعا مانگوں گا"۔ بالکل عبث ہے۔ تم زبردستی نہیں کر سکتے۔ بلکہ چاہیئے۔ کہ کلہاڑے کو درخت کی جڑ پر لگاؤ۔

جسمانی دِل ہی کو کاٹ ڈالو۔ بھلا تم اُسے کیونکر کاٹ سکتے ہو؟ تم خود تو کاٹ نہیں سکتے۔ چاہئیے کہ رُوح اللہ گناہ کا اِلزام اور مسیح کی صلیب لے کر آئے اور جسم کو موت کے حوالے کر دے تو خُدا کا رُوح آپ ہی تم میں آجائیگا اور پھر تم دُعا اور خُدا اور اپنے ہمسائے سے محبّت رکھنا سیکھ جاؤ گے اور حلیمی اور رُوحانی دِل اور آسمانی مزاج تمہارا نصیب ہو گا۔" جسمانی حالت ہی ہر ایک گُناہ کی جڑ ہے۔

سوم۔ یاد رہے کہ جسمانی حالت بڑی بڑی رُوحانی نعمتوں کے ساتھ بھی موجُود رہ سکتی ہے۔

یاد رکھو کہ رُوحانی نعمتوں اور رُوحانی فضل میں بڑا فرق ہے اور اکثر لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے۔ مثلاً کرنتھیوں کو بڑی عجیب رُوحانی نعمتیں حاصل تھیں۔ پہلے باب میں پولُوس کہتا ہے "مَیں خُدا کا شُکر کرتا ہُوں۔ کہ تم سب طرح کے کلام اور علم میں غنی ہو"۔ یہ ایسی عجیب بات تھی جس کے لئے خدا کی حمد ہو۔ دُوسرے خط میں وہ یوں کہتا ہے "تم کسی نعمت میں پیچھے نہیں۔ فیاضی کی نعمت بھی حاصل کرو"۔ اور بارھویں باب میں وہ کیونکر پیشینگوئی کی بخششوں اور اُس ایمان کا جو پہاڑوں کو بھی ہلا سکتا اور دیگر چیزوں کے علم کا جن کی وہ شوق سے کوشش کر رہے تھے۔ ذکر کرتا ہے اور اُنہیں یہ بھی بتاتا ہے کہ جب تک اُن میں محبّت نہ ہو۔ یہ سب نعمتیں بے فائدہ اور عبث ٹھہریں گی۔ وہ بخششوں اور نعمتوں پر تو خوشی کرتے۔ لیکن فضل کی اُنہیں ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ لیکن پولُوس اُنہیں محبّت رکھنے اور فروتن بننے کا ایک عمدہ طریق دکھاتا ہے۔ محبّت سب سے اعلیٰ چیز

ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز سے بڑھ کر محبت ہی خُدا کی مانند ہے۔

یہ کیسا سنجیدہ امر ہے اور ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کو نبوت کی بخشش عطا ہو اور وہ غریبوں یا محتاجوں کے لئے کسی خاص کام میں بڑا کامیاب اور وفادار کارندہ بھی ہو۔ لیکن اپنی تیزیٔ فیصلہ یا مغروری یا کسی اور چیز سے اس امر کا ثبوت دے کہ حالانکہ رُوحانی نعمتیں عجیب ہیں اور رُوحانی صفات اس سے پرے ہیں تو خبردار! کہیں شیطان تمہیں اس خیال سے دھوکا نہ دے۔ کہ مَیں خدا کے لئے کام کرتا اور وُہ مجھے برکت دیتا ہے۔ اور لوگ میرے دست نگران ہیں اور مَیں اُن کی مدد کا ذریعہ ہوں۔" پیارے مسیحی! یہ امر بڑا سنجیدہ ہے۔ کہ ایک جسمانی آدمی رُوحانی نعمتیں حاصل کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس خیال سے ایک بڑا سرگرم اور کامیاب شخص بھی خُدا کے حضور گھُٹنے ٹیکتا ہے۔ کہ باوجودیکہ خُدا کا رُوح مجھ میں کام کر رہا ہے۔ کہیں مَیں فروتنی یا محبت یا پاکیزگی یا قدسیت کی کمی سے جسم کو راہ تو نہیں دے رہا۔ خُدا اُس کے نام کے وسیلے ہمارے دلوں کو جانچے اور پرکھے۔

چہارم۔ جسمانی حالت اِنسان کو رُوحانی صداقت قبول کرنے کے بالکل ناقابل بنا دیتی ہے۔ شاید تم ہزاروں مسیحیوں کو کلام کے بھُوکے پاتے ہو۔ وہ سُنتے اور کہتے ہیں "آہا۔ کیسی خوبصورت صداقتیں۔ کیسی صاف اُصولی باتیں اور کلام اللہ کی کیسی عمدہ تفسیر!" اور پھر بھی وُہ ایک قدم آگے نہیں بڑھتے۔ یا دو ایک ہفتوں تک کچھ ترقی کرتے معلوم نہیں ہوتے۔ اور پھر وہ برکت اُن سے جاتی رہتی ہے۔ اِس کا کیا باعث ہے؟ ان میں ضرور کوئی اندرُونی نقص ہے۔

جسمانی حالت ۔ روحانی صداقت کے قبول کرنے میں سدِ راہ ٹھہرتی ہے۔

مجھے ڈر ہے کہ ہم اپنے گرجوں میں ایک بڑی فاش غلطی کرتے ہیں جسمانی لوگوں کو ہم وہ باتیں سُناتے ہیں۔ جو صرف رُوحانیوں کے لائق ہیں۔ وُہ اُنہیں ایسی دلکش تصوّر کرتے کہ اُنہیں اپنے ذہنوں میں جگہ دیتے۔ اور بخوشی کہتے ہیں۔" واہ ۔ واہ یہ صداقت کا ایک کیسا نادر خیال ہے جس کو انسان پیش کرسکتا ہے۔" تو بھی اُن کی زندگیاں غیر تبدیل شدہ رہتی ہیں۔ باوجُود اِس سب رُوحانی تعلیم کے وُہ جسمانی کے جسمانی ہی رہتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس کنونینشن میں خُدا سے یہ دُعا کرنی چاہیئے کہ "اَے خُداوند مجھے جسمانی دِل میں رُوحانی تعلیم لینے سے بچا" تمہارے برکت پانے کا ثبوت یہی ہے ۔ کہ تم جسمانی حالت سے نکل کر رُوحانی حالت میں سرفراز کئے گئے ہو۔ خُدا ایسا کرنے کو راضی ہے ۔ آؤ اُس کی منّت کریں اور اُسے حاصل کریں میرا خیال ہے کہ لفظ جسمانی کے معنے اس بیان سے بخوبی واضح ہو گئے ہوں گے ۔

پنجم ۔ اب یہاں یہ بڑا ضروری سُوال پیدا ہوتا ہے ۔ کہ کیا ممکن ہے ۔ کہ انسان جسمانی حالت سے نِکل کر رُوحانی حالت میں آجائے؟ اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے؟ مَیں اِس کا جواب دینا اور اِس کی تحصیل کے ذرائع پیش کرنا چاہتا ہُوں مَیں نے خُدا سے دُعا مانگی ہے کہ وُہ میری مدد کرے کہ مَیں ایسی سادگی سے بول سکوں ۔ جیسے چھوٹے بچّوں سے ۔ کیونکہ مَیں ہر ایک دیانندار ۔ پُرشوق دل سے جو رُوحانی ہونے کا خواہاں ہے ۔ یہ کہنا چاہتا ہُوں ۔ کہ ہاں تم آج ہی جسمانی حالت سے نِکل کر رُوحانی حالت مَیں آسکتے ہو ۔ اور اس کے

لئے کیا کچھ ضروری ہے؟

میرے نزدیک پہلا امر یہ ہے کہ اِنسان رُوحانی زندگی کی دید حاصل کرے اور اس میں ایمان رکھے۔ بغیر جانے ہمارے دل بے ایمانی سے ایسے بھرے ہیں کہ ہم یہ امر قبول نہیں کرتے کہ ہم آج ہی رُوحانی ہو سکتے ہیں۔

کیمپ سے رخصت ہونے سے پیشتر مَیں نے ایک دلچسپ واقعہ سُنا۔ مَیں ایک بڑے مسیحی تجربہ والے شخص سے اپنے اِنگلستان آنے کا ذکر کر رہا تھا۔ مَیں نے پُوچھا۔ کہ" انگلستان میں مسیحیوں کی کیا حالت ہے۔ تم اُن میں کام کرتے رہے۔ اور اُن کے حال سے بخوبی واقف ہو"۔ اُس نے جواب میں کہا۔ کہ" میرے نزدیک اُن میں بے ایمانی اِنتہا درجہ کی ہے"۔ پھر اُس نے مجھے ایک بڑے ہونہار جوان کا حال سُنایا۔ جو انگلستان میں مسیح کی خدمت کرتا تھا۔ اس جوان کو بڑی بڑی بخششیں مِلی تھیں اور میرے دوست کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ اتنی بخششوں کے ہوتے ہوئے وُہ کیوں بڑی بڑی برکات سے محرُوم تھا۔ ایک دن یہ دونوں دن بھر دُعا میں لگے رہے۔ تاکہ معلوم کریں کہ کونسا امر جوان کے برکت حاصل کرنے کا سدِّ راہ تھا۔ رفتہ رفتہ اُنہیں معلوم ہُوا کہ سب مشکلوں کی جڑ بے ایمانی ہے۔ اُس کے نزدیک تقدّس کی زندگی بسر کرنا ممکن نہ تھا۔ اُسے یقین نہ تھا کہ خُدا ایسی برکت دینے کو تیار ہے۔ اُس دن جوان کو ایک مجلس کرانی تھی لیکن اُس کے دوست نے کہا کہ مَیں تمہارے بدلے کرا دوں گا۔ تم اپنے گھر کو جاؤ۔ اور کل صبح نو بجے واپس آنا۔ وُہ دُوسری صبح واپس آیا اور اُنہوں نے باہم گفتگو اور دُعا کی۔ اُس دن

نوجوان نے معلوم کیا کہ پُورے کامل بھروسے سے خُدا پہ توکل کرنا اور تسلیم مُطلق میں زندگی بسر کرنا کیا ہے۔ اُس نے خُدا سے برکت پائی۔ اور اُس وقت سے اُس کے کام میں وہ چند برکت واقع ہوئی عزیزو ایمان لاؤ کہ اگر تم تیار اور رضامند ہو۔ تو خُدا کے نزدیک ممکن ہے کہ تمہیں رُوحانی آدمی بنا دے صرف کوشش کرو۔ تاکہ رُوحانی زندگی کی صاف وید حاصل کر لو۔

وُہ وید کیا ہے؟ تم جانتے ہو کہ کلام اللہ زندگی کی دو قوّتوں جسم اور رُوح کا بیان کرتا ہے۔ جسم یعنی ہماری زندگی کا جو گُناہ کی قوّت کے نیچے ہے اور رُوح اللہ یعنی خُدا کی زندگی کا ہماری زندگی کی جگہ لینا۔ جس امر کی ہمیں ضرورت ہے اور جو بائبل ہمیں سکھاتی وہ یہی ہے۔ کہ ہم اپنی ساری زندگی ہاں اپنی قوّت اور طاقت کا ہر ایک خیال خُدا کے سپرد کر دیں۔ آپ ناچیز بن جائیں تاکہ مسیح کی زندگی اور رُوح کو حاصل کریں کیونکہ وہی ہمارے لئے سب کچھ کرے گا ایمان لاؤ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے۔

تم کہتے ہو۔ کہ "یہ حالت ایسی عالی۔ قدّوس اور پُر جلال ہے۔ کہ مَیں اُس تک پہنچ نہیں سکتا"۔ بیشک تم خود تو پہنچ نہیں سکتے لیکن خُدا اُسے تم پاس بھیج دے گا۔ تمہارا اُوپر پہنچنا محال ہے۔ تم پہنچ نہیں سکتے۔ لیکن اگر تم ایمان لاؤ اور خُدا اپنی ابدی محبّت سے چاہے۔ کہ کسی مافوق الفطرت طریق میں آسمان سے رُوح القدُس کی قوّت تم پر نازل کرے۔ تو خُدا تمہارے لئے تمہاری درخواستوں اور خیالوں سے بڑھ کرے گا۔

میرا اپنا اعتقاد ہے کہ ہاں انسان کے لئے یہ ممکن ہے کہ ہر روز

ایسی زندگی بسر کرے کہ جیسی رُوح القدس سے ہدایت پائے۔ مَیں کلام اللہ میں پڑھتا ہُوں کہ "خدا اپنی محبت رُوح القدس کے وسیلے دلوں میں پھیلاتا ہے"۔ کیونکہ جتنے رُوح القدس سے تربیت پاتے ہیں وہ سب خدا کے فرزند ہیں"۔ اور اگر ہم سرِ نو پیدا ہوئے ہیں۔ تو ہمیں رُوح سے یا رُوح میں چلنا چاہئے"۔ عزیز دوستو! ہاں یہ ممکن ہے۔ اِسی زندگی کے لئے خدا ہمیں بلاتا اور مسیح ہماری شفاعت کرتا ہے۔ جونہی اُس نے اپنا خون بہایا۔ وہ آسمان پر چڑھ گیا تاکہ اپنے لوگوں پاس رُوح القدس بھیجے۔ جلال پاتے ہی اُس کا پہلا کام رُوح القدس کا دینا تھا۔ اگر تم یہ مانو کہ مسیح کا خون ہمیں پاک صاف کر سکتا۔ اور جلال یافتہ مسیح ہمارے دلوں میں اپنا رُوح بھیج سکتا ہے۔ تو تم نے راہِ راست میں پہلا قدم اُٹھایا ہے۔

اگر تم اپنے کو بڑا خوار اور لاچار معلوم کرو۔ اور مسیح سے لپٹے رہو تو وہ تمہیں رُوح سے بھر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اُسی کا حکم ہے کہ "رُوح سے بھر جاؤ"۔

دُوسرے۔ یہی کافی نہیں کہ انسان اُس رُوحانی زندگی کی جو اُسے بسر کرنی چاہئے۔ ویسی ہی کرے۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ سچ مچ دیکھ سکے۔ کہ مَیں جسمانی ہُوں۔ یہ ایک بڑا مشکل اور سنجیدہ اور ضروری سبق ہے۔ غور کرو کہ ناتبدیل دِل انسان اور ایماندار کے گناہوں میں کیسا فرق ہے۔ جس شخص کا دل ابھی تک تبدیل نہیں ہوا۔ اُسے چاہیئے کہ پہلے اپنے گناہوں کا شناسا ہو۔ اور پھر اُن کا اقرار کرے۔ اچھا یہ تو تم مانتے ہو۔ لیکن تم خصوصاً کس امر کے ملزم ٹھہرے؟ گناہ کی بُرائی یا گناہ کے جُرم و سزا کے لیکن اندرونی رُوحانی گناہوں کی

پہچان و اقرار کیسا کم تھا! تمہیں اُن کا کچھ علم نہ تھا۔ اندرونی گناہوں کا اعتراف بہت کم ہوتا ہے۔ تبدیلیٔ دل کے وقت عموماً یہ پہچان حاصل نہیں ہوتی۔ تو پھر انسان اِن پوشیدہ گناہوں اور اندرونی گنہگاری سے کیونکر رہائی پائے؟ مسیحی ہونے کے بعد رُوح القدس جسمانی زندگی کو مجرم ٹھہراتا ہے۔ اور پھر ہم اُس پر ماتم کرتے۔ شرمسار ہوتے۔ اور پولوس کی مانند چلّا اُٹھتے ہیں "آہ! میں کیسا کم بخت ہوں۔ میں ہوں تو ایماندار۔ لیکن اس گناہ کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا" وہ مدد کے لئے چاروں طرف دیکھتا اور کہتا ہے۔ میری رہائی کہاں سے آئے گی؟ جد و جہد سے وہ اُس کی تلاش کرتا ہے۔ لیکن جب تک اپنے آپ کو کلیۃً طور پر مسیح کے قدموں میں نہ گرائے۔ اُسے پا نہیں سکتا۔ اِس امر کو کہیں فراموش نہ کر دیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ رُوحانی آدمی بنو۔ اور رُوح القدس سے بھر جاؤ۔ تو چاہئے کہ یہ بخشش آسمان سے آئے۔ صرف خُدا ہی اِسے دے سکتا ہے۔

اگر قدّوس خدا کی حضوری جو ابدیّت کو گھیرے ہے اور جس سے عالم بھرا ہے۔ ہم میں ظاہر ہو۔ تو ہماری زندگی اور ہماری دُعا و منادی کیسی مختلف ہو جائے۔ اِس کے لئے خدا ہمیں پہلے بالکل دل شکستگی کی حالت میں لانا چاہتا ہے۔ کسی نے مجھے کہا کہ مرنے کی بلاہٹ کیسی ہولناک ہے۔ ہاں اگر تمہیں اپنی ہی قوّت میں مرنا ہو۔ تو یہ بڑی ہولناک ہے۔ لیکن کاش کہ تم صرف اتنا سمجھ لو۔ کہ خدا نے یسُوع کو دے دیا کہ وہ اپنی جان دے۔ خُدا چاہتا ہے کہ تمہیں مسیح میں ایسا پیوند کر دے کہ تم جسم کی ملعون

قوّت سے رہائی پا سکو! آہ ایمان لاؤ۔ کیونکہ خاکسار اور حلیم ہونا (تاکہ تم صرف خدا ہی پر ایمان لانا سیکھ جاؤ) ایک بڑی بھاری برکت ہے۔ پولوس ایک جگہ کچھ یوں کہتا ہے: "مجھ پر موت کا فتویٰ تھا۔ تاکہ مَیں اپنے پر نہیں بلکہ خُدا پر جو مُردوں کو جلاتا ہے۔ ایمان لاؤں۔ اپنی جسمانیت سے ملزم ٹھہرنے کی حالت میں ہی تمہیں اس جگہ آنا چاہیئے۔ جسم مجھ پر حکمرانی کرتا اور غالب آتا ہے۔ مَیں اُسے فتح نہیں کر سکتا" اَے میرے خُدا مجھ پر رحم کر۔ خُدایا مدد کر۔" اور خُدا مدد کریگا۔ ہاں! اپنے کو مجرم مان کر اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے خُدا کے حضور سرِ تسلیم خم کر دو۔

پھر تیسری بات یہ ماننا ہے کہ ہم ایک دم میں جسمانی سے رُوحانی حالت میں بدل سکتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ جسمانی حالت سے نکل کر رُوحانی میں چلے جائیں لیکن وہ کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔ جسمانی حالت سے نکل کر رُوحانی میں جانے کے لئے وُہ زیادہ مُنادی اور تعلیم کی جُستجو کرتے ہیں مثلاً جس "بچے" کا مَیں نے ذکر کیا۔ وُہ گو عُمر میں دس سال کا ہو گیا۔ تو بھی کچھ مہینے کا "بچہ" ہی رہا۔ اُسے بیماری لاحق تھی۔ اور اُسے صحت پانا ضرور تھا۔ پھر وُہ بڑھ سکتا تھا۔ جسمانی حالت ایک بڑی سخت بیماری کی حالت ہے۔ جسمانی مسیحی مسیح میں ایک "بچہ" ہے۔ پولوس لکھتا ہے کہ وُہ خُدا کا فرزند تو ہے۔ لیکن سخت بیماری اُسے لاحق ہے۔ اور اِس لئے وُہ بڑھ نہیں سکتا۔ اُسے صحت کیونکر ملے؟

صحت خُدا کے پاس سے آتی ہے۔ اور وُہ تمہیں ابھی دینے کا

خواہاں ہے۔

مَیں تمہیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہُوں۔ کہ جو شخص آج رُوحانی ہو جائے وُہ ابھی تک رُوحانی بالغ نہیں۔ ہم اُس جوان مسیحی سے جس نے رُوح القدس کی بھرپُور ی ابھی پائی ہے۔ وہی کچھ توقّع نہیں رکھ سکتے۔ جو ہم اُس مسیحی سے رکھیں گے، جسے رُوح القدس سے بھرے بیس برس ہو چکے ہیں رُوحانی زندگی میں بہت کچھ نموّ اور بلوغیّت ہوتی ہے۔ لیکن جب مَیں ایک ذریعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ تو میری مُراد یہ ہے۔ کہ تم اپنی جگہ بدل سکتے اور جسمانی زندگی میں ٹھہرے رہنے کے بجائے ایک دم میں رُوحانی زندگی میں داخل ہو سکتے ہو۔

اِن دونوں فقروں کے استعمال پر غور کرو۔ جسمانی آدمی میں رُوحانی خصلت کا کچھ حِصّہ تو پایا جاتا ہے لیکن تمہیں معلُوم ہو کہ اکثر چیزیں اپنا نام اُسی صِفت سے پاتی ہیں۔ جو اُن کا خاصہ ہو۔ ایک چیز دو تین کاموں میں مستعمل ہو سکتی ہے۔ لیکن وُہ اپنا نام اُسی سے پائے گی جو سب میں غالب ہے کسی چیز کی مختلف صفات و خصُوصیتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن نام اُسی کے بموجب دیا جائیگا جو سب سے نمایاں اور مؤثر ہو۔ پولُوس کرنتھیوں کو گویا یُوں کہتا ہے کہ "تم جو مسیح میں بچے ہو"۔ جسمانی ہو۔ تم جسم کی قوّت کے نیچے ہو۔ اور اپنی طبعی عادتوں اور بے محبّتی کو راہ دے رہے ہو۔ اور باوجُود اپنی نعمتوں کے نہ تو تم بڑھتے اور نہ ہی رُوحانی صداقت قبول کرنے کے قابل ہو۔"

اور رُوحانی شخص وُہ ہے جو ابھی تک پُوری کاملیّت کو نہیں پہنچا۔ اور

ترقّی اور نموّ کی ابھی بہت گنجائش ہے۔ لیکن اگر تم اُس پر نظر ڈالو تو اُس کی سیرت اور چلن کا یہ خاص نشان پاؤ گے کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جس نے اپنے کو بالکل رُوح اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ کامل تو نہیں۔ البتہ وہ ٹھیک جگہ پر کھڑا کہہ رہا ہے: "خداوند خُدا مَیں نے اپنے کو خاکسار کر دیا ہے تاکہ تیرے رُوح سے ہدایت پاؤں۔ تُو نے مجھے قبول کیا اور مجھے برکت دی ہے۔ اور رُوح القدس اب میری ہدایت فرماتا ہے"۔ اِس خیال کو خوب ذہن نشین کر لو۔ کہ خُدا کی مدد سے ہم آج ہی ایک طرف کی جگہ چھوڑ کر دوسری طرف جا سکتے ہیں۔

شاید تم نے وہ واقعہ سُنا ہو۔ جس کا اکثر بشارتی عبادتوں میں ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ کیونکر ایک شخص کسی خادم الدین کے خط کھینچنے اور اُس کا مطلب سمجھانے سے مسیحی ہُوا۔ ایک بیمار سترّ برس کا بوڑھا تھا۔ ایک خادم الدین اُسے برابر ملنے کو جاتا اور مسیح کے خُون کی بابت اُس سے گفتگو کیا کرتا تھا۔ وہ شخص جواب دیتا کہ "ہاں۔ مَیں یسُوع کے خون کی بابت جانتا ہوں کہ وہ ہمیں بچا سکتا ہے۔ اور معافی کی بابت بھی کہ اگر خُدا ہمیں معاف نہ کرے۔ تو ہم بہشت میں داخل ہو نہیں سکتے"۔ پھر بھی خادم الدین نے دیکھا۔ کہ اُس بوڑھے مرد کو گناہ کی ذرا بھی پہچان حاصل نہیں۔ جو کچھ خادم الدین کہتا۔ وہ اُس کے جواب میں ہاں کہہ دیا کرتا تھا۔ لیکن اُس میں نہ زندگی تھی اور نہ ہی وہ گناہ سے قائل تھا۔ خادم الدین کہتا ہے۔ کہ جب میں بھی مایوس ہونے لگا۔ تو مَیں نے دُعا کی کہ "اَے خُدا میری مدد کر کہ مَیں اُس شخص کی حالت اُس پر ظاہر کر سکوں"۔ دفعتہً اُس کے دل میں ایک خیال پیدا ہُوا۔ اس شخص

کے کمرے میں فرش پر ریت بچھی تھی۔ خادم الدین نے اپنی چھڑی سے ریت پر ایک خط کھینچا۔ خط کے ایک طرف تو اُس نے یہ الفاظ لکھے "گناہ"۔ "موت"۔ "دوزخ" اور دوسری طرف "مسیح" "زندگی"۔ "بہشت"۔ بوڑھے مرد نے پوچھا کہ یہ کیا کرتے ہو۔ خادم الدین نے کہا "سنو! کیا تمہارے خیال میں بائیں طرف کا کوئی لفظ اُٹھ کر دہنی طرف کو جا سکتا ہے۔ جواب ملا کہ بیشک نہیں۔ خادم الدین نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ایسے ہی گنہگار بھی جو بائیں طرف ہو۔ دہنی طرف کو جا نہیں سکتا۔ یہ خط بنی آدم کو دو حصّوں میں جُدا کرتا ہے جنہوں نے نجات پائی وہ دہنی طرف ہیں اور جنہوں نے نجات نہیں پائی وہ بائیں طرف۔ صرف مسیح ہی تمہیں بائیں طرف سے دہنی طرف کو لا سکتا ہے۔ تم کس طرف ہو؟ اس کا کچھ جواب نہ ملا۔ خادم الدین نے اُس کے ساتھ دعا کی اور دعا کر کے گھر کو گیا تاکہ خدا اُسے برکت دے۔ وہ پھر دوسرے دن آ کر پوچھنے لگا کہ تم کس طرف ہو۔ اُس نے ایک بڑی آہ کھینچکر کہا۔ کہ طرفِ غلط پر۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں اُس شخص نے انجیل کو مانا اور مسیح کو قبول کیا۔

مَیں چاہتا ہُوں کہ آج اس کمرے کے عین درمیان میں ایک خط کھینچ دوں۔ اور اُن سے جو صاحب ایمان ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ خدا نے اپنا رُوح قدس ہماری ہدایت کو دیا ہے اور جو جانتے ہیں۔ کہ رُوح القدس کی خوشی کیا ہے۔ کہوں کہ دہنی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ اور تم سب کو جنہوں نے آج معلوم کیا ہے کہ ہم ابھی تک جسمانی ہیں۔ کہوں کہ بائیں طرف آ کر کہو "اے خدا مَیں اقرار کرتا ہُوں کہ میری مسیحی زندگی زیادہ تر جسمانی

ہاں۔ جسم کی قوت کے نیچے ہے"۔ اور پھر میں یہ امر تمہارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تم خود اپنے آپ کو جسم سے بچا نہیں سکتے اور نہ ہی اُس سے رہائی پا سکتے ہو۔ جب تک کہ تم مسیح کو نئے سرے سے قبول نہ کرو۔ تب مسیح تمہیں نئی زندگی میں سرفراز کر سکتا ہے۔ تم مسیح کے ہو اور مسیح تمہارا ہے۔ تمہیں اب صرف اسی اُمر کی ضرورت ہے کہ اپنے آپ کو اُس کے قدموں میں گرا دو۔ اور وہ اپنی تصلیب کی قوت تم پر ظاہر کرے گا تاکہ تم جسم پر فتح پاؤ۔ اپنے آپ کو گناہوں کے اقرار اور اپنی خوار و لاچار حالت سے اپنے کو خدا کے برّے کے پاؤں میں ڈال دو کیونکہ وہی تمہیں رہائی دے سکتا ہے۔

اب مَیں چوتھے خیال کا اظہار کرتا ہُوں۔ پہلا یہ تھا کہ انسان کو چاہئے کہ روحانی زندگی کی دید حاصل کرے۔ دُوسرا اپنی جسمانی حالت کا قائل اور مقرّ ہو۔ تیسرا یہ دیکھے کہ ایک طرف سے دُوسری طرف تک جانے کے لئے صرف ایک ھی قدم درکار ہے اور پھر آخر میں اُسے اس ایمان میں آخری قدم اٹھانا چاہئے کہ مسیح اُس کی حفاظت کرنے کے قابل ہے۔ یہ کوئی خیالی بات نہیں۔ یہ کوئی ایسا تقدّس بھی نہیں جو ہماری اپنی طاقت میں ہو۔ نہ کوئی ایسی تسلیم کی حالت ہے۔ جو ہم اپنی مرضی سے اختیار کر سکیں۔ یہ صفات موجود ہو سکتی ہیں۔ لیکن ضروری امر یہ ہے کہ ہم مسیح کی طرف دیکھتے رہیں تاکہ وہ ہمیں کل اور پرسوں اور ہمیشہ کے لئے اپنی حفاظت میں رکھے۔ خدا کی زندگی کا اپنے میں پا لینا ضرور ہے۔ ہمیں ایسی زندگی درکار ہے۔ جو ہر ایک آزمائش کے مقابل قائم رہے۔ ہاں ایسی زندگی جو دوسری کنوینشن

تک ہی نہیں۔ بلکہ موت تک بحال رہے۔ خُدا کے فضل سے ہم اِس امر کا تجربہ پانا چاہتے ہیں۔ کہ مسیح قادرِ مطلق کی ہمارے دلوں میں رہنے اور بچانے والی قوّت کیا کچھ مگر سکتی اور خُدا ہمارے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔

خُدا منتظر ہے۔ مسیح منتظر ہے۔ رُوح القدُس منتظر ہے۔ کیا تم اپنی غلطی نہیں دیکھتے۔ کیوں تم جنگل میں پریشان و سرگرداں رہے ہو۔ کیا تم اِس اچھّی سرزمین۔ اِس زمینِ موعودہ کو نہیں دیکھتے۔ جہاں خُدا تمہیں رکھنا اور برکت دینا چاہتا ہے۔ کالب اور یشوع اور جاسُوسوں کا معاملہ یاد کرو۔ دس آدمیوں نے کہا کہ ہم ان کو ہرگز فتح نہیں کر سکتے۔ دُو نے کہا کہ ہاں ہم کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خُدا نے وعدہ کیا ہے۔ آج خُدا کے وعدُں پر قبضہ کر لو۔ سُنو کلام اللہ کیا فرماتا ہے "یسُوع مسیح میں زندگی کی رُوح کی شرع نے مجھے گناہ اور مَوت کی شرع سے چھُڑا دیا ہے۔" ایسے وعدے پر قبضہ کرو۔ اور داعی ہو کہ خُدا تمہارے لئے رُوح القدُس کے وسیلے وُہی کرے جو اُس نے پیش کیا ہے۔

آؤ۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر آج کوئی نیا تجربہ۔ نیا خیال۔ اور روشنی نہ ہو۔ بلکہ ظاہراً چاروں سو تاریکی چھائی ہو۔ تو ابدی خُدا کے کلام پر اپنے قدم جما لو۔ خُدا نے باپ کی حیثیّت سے وعدہ کیا ہے کہ اپنے ہر ایک بھُوکے بچے کو رُوح القدُس عطا فرمائے گا۔ تو پھر کیا وہ تمہیں نہ دے گا؟ اُنہیں جو مانگتے ہیں۔ وہ اپنے رُوح القدُس دینے سے کیونکر انکار کر سکتا ہے؟ بھائیو۔ جیسے یہ سچ ہے کہ کلوری پر مسیح تمہیں دیا گیا۔ اور تم اُس کے خون پر ایمان لائے

ہو۔ ویسے ہی یہ بھی سچ ہے کہ رُوح القُدس تمہارے اور میرے لئے دیا گیا ہے۔ اپنے دلوں کو کھولو۔ اور رُوح القُدس سے بھر جاؤ۔ آؤ اور پاک صاف ہونے کے لئے مسیح کے خون پر ایمان لاؤ۔ ہر ایک گناہ کی جسمانیت کا اقرار کرو۔ اور اُسے خون کے چشمے میں پھینک دو۔ اور پھر زندہ مسیح پر ایمان رکھو تاکہ وُہ تمہیں اپنی رُوح کی برکت سے مالا مال کرے۔

خُدا سب میں سب کچھ ہو

اِس کے بعد آخرت ہوگی۔ اُس وقت وہ ساری حکومت اور سارا اختیار اور قُدرت نیست کرکے بادشاہی کو خُدا یعنی باپ کے حوالہ کردے گا۔ کیونکہ جب تک کہ وہ سب دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُس کو بادشاہی کرنا ضرور ہے۔ سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائے گا وہ مَوت ہے۔ کیونکہ خُدا نے سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کردیا ہے مگر جب وہ فرماتا ہے کہ سب کچھ اُس کے تابع کردیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کچھ اُس کے تابع کردیا وہ الگ رہا اور جب سب کچھ اُس کے تابع ہوجائے گا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہوجائیگا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کردیں تاکہ سب میں خُدا ہی سب کچھ ہو۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۴-۲۸)



آخری الفاظ پر میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہُوں۔ اس بیان میں کیسا بڑا بھید ہے۔ ہم خُداوند مسیح کے دو بڑے فروتنی کے کاموں کا اکثر ذکر کرتے ہیں۔ اُس کا آسمان سے آنا۔ زمین پر اِنسان۔ ہاں

خادم کی صورت اختیار کرنا اور اس کا صلیب کے راستے قبر میں۔ ہاں لعنت کے نیچے فروتنی کی گہرائی میں اتر جانا۔ لیکن یاں کیسا بڑا بھید ہے۔ کہ ابدی جلال میں ایک ایسا وقت بھی ہوگا۔ جب خود ابنِ آدم باپ کے تابع ہو جائے گا۔ اور بادشاہت باپ کے ہاتھوں سونپ دے گا۔ اور "خدا سب میں سب کچھ ہوگا۔" یہ راز میرے فہم سے باہر ہے لیکن مسیح کی اپنے باپ کی تابعداری کرنے کے لئے حمد و تعریف ہو۔

میں یہ گراں قدر سبق سیکھتا اور آج اسی کا ذکر کرتا ہوں کہ مسیح کے آنے اور بحالیت اور ہمارے دلوں میں اس کے کام کرنے کا تمام مدعا اس ایک خیال میں بیان ہو سکتا ہے۔ کہ خدا سب میں سب کچھ ہو۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو کیا ہی ضرور ہے۔ کہ ہم بھی اسے آج اپنی زندگی کا مدعا بنائیں اور زندگی بھر اس پر عمل کرتے رہیں۔ اگر ہم نہ جانیں کہ مسیح کا یہ مدعا ہے۔ تو ہم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہم سے کیا کچھ توقع رکھتا اور ہم میں اپنا کیا کام کرے گا۔ لیکن اگر ہم سمجھ لیں کہ ہر ایک چیز کا انجام یہی ہے کہ اس کے تابع ہو تو ہمیں اپنی زندگی کے لئے ایک ایسا اصول مل جائے گا۔ جو خود مسیح کی زندگی کا اصول تھا۔ آؤ یہ دعا کرتے ہوئے ہم تھوڑی دیر کے لئے فکر کریں، اے خدا ہم اس روز عظیم حاضر ہونے کی امید رکھتے ہیں جب مسیح تجھے بادشاہت سونپ دے گا۔ اور "تو سب میں سب کچھ ہوگا۔" ہمیں امید ہے کہ وہاں حاضر ہوں گے تاکہ ایسا ہوتا دیکھیں اور ہمیشہ تک اس میں خوشی کرتے رہیں۔ اے خدایا آج ہی ہمیں اس امر کی تھوڑی سی پہچان عنایت کر۔ خداوند خدا

اپنی جگہ لے۔ وہ جگہ جس کے لینے کا تجھے حق حاصل ہے۔ اور اپنا جلال ظاہر کر تاکہ ہر ایک دل خاکسار ہو۔ اور سبھوں کی یہی ایک اُمید اور یہی ورد ہو۔ کہ خُدا سب میں سب کچھ ہو اَے خُداوند ہماری سُن اور بخش کہ آج ہی ہر ایک دِل پُورے طور پر تیرے تابع ہو۔ آمین

مسیح اسی کے انجام دینے کو دُنیا میں آیا۔ بحالیت کا مُدعا یہی ہے۔ اِن دو خیالوں پر غور کرو:۔

اوّل۔ مسیح نے کیونکر اپنی زندگی میں اُسے پہچانا اور اُس پر عمل بھی کیا کہ "خُدا سب میں سب کچھ ہو"۔

دوم۔ ہم بھی اپنی زندگی میں اُسے کیونکر پا سکتے ہیں۔

اگر تم خُداوند مسیح کی زندگی پر نظر ڈالو۔ تو اُس میں پانچ بھاری منزلیں پاؤ گے۔ اوّل اُس کی پیدائش پھر اُسکی زندگی اور اُسکی موت اور اُس کا جی اٹھنا۔ اور اُس کا آسمان پر صعود کر جانا۔ تم دیکھو گے کہ کیونکر اِن سب باتوں میں خُدا سب کچھ ہے۔

اُس کی پیدائش پر غور کرو۔ اُس نے اپنی زندگی خُدا سے پائی۔ یہ خدا کی قُدرتِ کاملہ کا کام تھا۔ کہ وہ کنواری مریم سے پیدا ہو۔ اُس کا مشن خُدا کی طرف سے تھا۔ اور اُس نے بار بار ذکر کیا کہ مَیں خُدا کی طرف سے بھیجا گیا ہُوں۔

مسیح نے اپنی زندگی باپ سے پائی اور ہمیشہ اِس امر کا اظہار کرتا رہا اور یہ پہلی بات ہے جو ہر ایک مسیحی کو اُس سے سیکھنی چاہیئے۔ ہمیں اپنے مسیحی ہونے پر یہ کہنا نہ چاہیئے:۔ "مَیں نے یہ کیا اور مَیں نے وہ کیا" اور (شاید کبھی کبھی یہ فقرہ بھی ملا دینا کہ) خُدا نے میرے لئے یہ کیا۔ بلکہ چاہیئے کہ ہم خُدا کے حضور میں یہ

کہیں: جیسے یہ سچ ہے کہ قادرِ مطلق خُدا نے کنواری مریم کے وسیلے اپنے بیٹے کو اِس زمین پر انسانی جسم میں بھیجا اور اُسے اپنی زندگی دی۔ ویسے ہی یہ بھی سچ اور برحق ہے۔ کہ خُدا نے میرے دل میں اپنی زندگی دی ہے۔

دُوسری منزل پر غور کرو۔ وُہ زندگی جو مسیح کو بطور انسان کے گذارنی تھی وُہ اُس سے اُس قوت میں بسر کی جو خُدا نے اُسے دی۔ اُس نے اُسے کیونکر نبھایا؟ وہ ہمیں بتاتا ہے۔ کہ "مَیں اپنے آپ سے کچھ نہیں کرسکتا۔" وُہ صاف فرماتا ہے کہ جب تک باپ نے مجھے ارشاد نہ کیا۔ مَیں نے اپنے ذہن سے ایک لفظ بھی نہ نکالا۔ دن رات اور ہر دم وہ اسی خیال میں رہا کہ خُدا سب کچھ ہے۔ اور مَیں صرف وہ ظرف ہُوں۔ جس میں خُدا اپنا جلال ظاہر کرتا ہے۔ یہ تھی مسیح کی زندگی۔ خُدا پر کلیۃً۔ دائم اور متواتر انحصار۔ اور خُدا سچ مچ اُس کی زندگی میں ہر ایک ساعت سب میں سب کچھ تھا اور اِسی امر کے ثابت کرنے کو مسیح آیا۔

خیال کرو کہ انسان اِسی لئے خلق کیا گیا کہ وہ ایک ایسا ظرف بنے۔ جس میں خُدا اپنی دانش اور خوبی اور خوبصورتی اور قوت اُنڈیل سکے۔ مسیحی کی توقیر یہی ہے۔ یہ خُدا ہی ہے جو سرافیم و کرّوبین کو آگ کا شعلہ بناتا ہے۔ خُدا کا جلال اُن میں سے گذرتا اور وُہ آپ اپنے میں کچھ نہیں رکھتے۔ وہ صرف ایسے ظرف ہیں۔ جو خُدا نے تیار کئے اور خُدا سے آئے تاکہ خُدا کا جلال اُن میں جلوہ گر ہو۔

ابنِ اللہ کا بھی یہی حال تھا۔ گناہ ہاں ہولناک گناہ افتادہ فرشتوں اور انسان سے سرزد ہوا۔ اُنھوں نے اپنے آپ کو خُدا کے خلاف کھڑا کیا اور خُدا

کے جلال کو قبول نہ کیا۔ اور باہر کے اندھیرے میں اوّل شیاطین اور پھر انسان جا گرے۔ مسیح انسان کے بحال کرنے کو آیا۔ وہ انسانوں کی طرح انسان بن کر ہمارے درمیان رہا۔ اور دن بدن ہر ایک چیز کے لئے باپ کا محتاج رہا۔ خیال کرو۔ کہ جب تک باپ اُسے نہ دے وہ روٹی کو چھوتا بھی نہ تھا۔ اُسے طاقت تھی کہ پتھر کو روٹی بنالے اور وہ بہت بھوکا بھی تھا۔ لیکن اُس نے ایسا نہ کیا جب تک کہ باپ اُسے نہ کہے کہ میرے بیٹے لے یہ کھا۔ مسیح زندگی بھر خُدا کا محتاج اور دن رات اُس کا منتظر رہا۔ اور یہ وہی مرد ہے۔ جو ایک دن جلال میں ایسا کرے گا۔ کہ "خُدا سب میں سب کچھ ہو"

پھر اُس نے نہ صرف اپنی زندگی خُدا سے پائی اور اُس کی احتیاج میں بسر کی۔ بلکہ اُسے خُدا کو دے دیا۔ اُس نے یہ فرمانبرداری کے باعث کیا۔ فرمانبرداری کیا ہے؟ اپنی مرضی کو دوسرے کی مرضی کے حوالے کر دینا۔ جب سپاہی اپنے جنرل یا طالب علم اپنے اُستاد کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے تو وہ اپنی مرضی چھوڑ دیتا۔ (اور میری مرضی ہی میری زندگی ہے) اور اپنے آپ کو دُوسرے کے اختیار حکومت اور قوّت کے سپُرد کر دیتا ہے۔ مسیح نے بھی یہی کیا۔ "میں اپنی مرضی بجا لانے کو نہیں آیا۔" دیکھ میں تیری مرضی پُوری کرنے کو آیا ہُوں۔" گتسمنی میں اُس نے کہا "میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی ہو۔" پھر اُس نے ایک قدم آگے بڑھا کر صلیب پر اُس امر کو پُورا کیا۔ جس کا گتسمنی میں فیصلہ ہو چکا تھا۔ اُس نے اپنی زندگی خُدا کو دے دی۔ اور اُس سے ہمیں یہ سکھایا کہ زندگی اسی قابل ہے کہ ہم اُسے موت تک خُدا کو واپس دے دیں۔ اگر تم اپنی زندگی میں اپنے ہی لئے

جیئو۔ تو تم اُس کا غلط استعمال کرتے اور اُس کے مناسب استعمال سے اُسے پرے رکھتے ہو۔ اَے مسیحی آج ہی مسیح سے یہ سبق سیکھ لے کہ زندگی اور مرضی اور بدن اسی لئے ہیں کہ ہم اُنہیں خُدا کو دے دیں اور پھر خُدا اُنہیں اپنے جلال سے بھر دے گا۔ ہاں خُداوند یسوع آیا اور اُس نے اپنی زندگی موت تک دے دی۔

اِن دِنوں ہم تصلیب اور مَوت کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ مَیں تمہیں صرف اتنا کہنا چاہتا ہُوں۔ کہ صرف گناہ کے حق میں مرنا اور صلیب پانا ہی ضرور نہیں۔ یہ تو صداقت کا صرف نِصف۔ ہاں نفی والا پہلو ہے۔ واجب ہے کہ ہم اس کی طرف دُوسرے پہلو سے بھی نظر ڈالیں: مسیح نے اپنی زندگی مَوت کو کیوں دی اور اُس سے اُسے کیا حاصل ہُوا؟ اُس نے اپنی زمینی زندگی دے دی اور خُدا نے اُسے ایک آسمانی زندگی عطا کی۔ اُس نے فروتنی کی زندگی چھوڑ دی اور خُدا نے اُسے اپنی رفاقت اور جلال کی زندگی دی۔ اَے مسیحی! کیا تُو چاہتا ہے کہ اِس زمین ہی پر تجھے خُدا کی رفاقت اور جلال اور قوت اور خوشی کی زندگی حاصل ہو؟ یاد رکھ کہ اُس کی تحصیل کا صرف ایک ہی طریق ہے۔ اپنی زندگی خُدا کو دے دے۔ یہی ایک طریق ہے کیونکہ مسیح نے بھی یہی کیا۔ اُس نے اپنی زندگی موت تک خُدا کے ہاتھوں سونپ دی ۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مسیح کی زندگی میں خُدا سب کچھ تھا۔ ہاں خُدا سب میں سب کچھ تھا؟ مسیح نے بڑے پُرجلال طریق سے ثابت کیا کہ خُدا سب میں سب کچھ ہو سکتا ہے اور اُسے ہونا چاہئے بھی۔

تیسری منزل پر غور کرو۔ وُہ مُردوں میں سے پھر جلایا گیا۔

مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے کیا معنے ہیں؟ اگر تم اُس کے معنے بخوبی سمجھنا چاہو۔ تو پہلے صلیب کے معنے دریافت کرو۔ مسیح نے اپنی زندگی چھوڑ دی۔ اور اس سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔ اُس نے بڑی بیکسی میں اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دیا تاکہ خُدا کا منتظر رہے اور دیکھے کہ خُدا کیا کرتا ہے۔ اُس نے فرمایا "مَیں اپنے آپ آسمانی زندگی لے نہیں سکتا جب تک میرا باپ مجھے نہ دے مَیں اُس کا منتظر رہوں گا" قبر اُس کی فروتنی تھی "میرا جسم اُمید میں رہے گا" وہیں وہ منتظر رہا جب تک کہ خُدا باپ نے اُسے ابدی جلال میں اُٹھا نہ لیا قبر میں مسیح کو بہت تھوڑی دیر ٹھہرنا پڑا۔ صرف تین دن کے کچھ حصّے کے لئے لیکن اِس سے ہم وہ سبق سیکھتے ہیں۔ جو ہمیں مسیح سے سیکھنا چاہیئے کہ ہم اپنی ساری زندگی کو کلیۃً طور پر خُدا کے ہاتھوں سونپ دیں تاکہ وہ ہمارے ساتھ جو کرنا چاہے سو کرے۔ اور "خُدا سب میں سب کچھ ہو" خُدا پر پوری پوری احتیاج رکھتے ہوئے اپنے آپ کو موت تک دے دو۔ اپنا سب کچھ کھو دو۔ اور خُدا تمہیں پھر جلال میں کھڑا کرے گا۔ اگر مسیح اپنے آپ کو نہ دے دیتا اور خُدا کو سب کچھ کرنے نہ دیتا۔ تو وہ کبھی تخت پر نہ بیٹھ سکتا اور نہ اُس بادشاہت کی تیاری کے کام کو ختم کرتا۔ جو اُسے باپ کو سپرد کرنی ہے۔

اُس کے آسمان پر صعود کر جانے اور جلال میں داخل ہونے کا بھی یہی حال ہے۔

وہ پانچ منزلیں جن پر ہم نے غور کیا یہ ہیں: مسیح نے اپنی زندگی خُدا سے پائی۔ اُس نے خُدا کی احتیاج میں اُسے بسر کیا۔ اُس نے موت میں اُسے خُدا

کو دے دیا۔ اور وہ زندگی اُس نے اپنے جی اُٹھنے میں پھر خدا سے حاصل کی اور وہ خدا پاس چڑھ گیا۔ اور اُس نے خدا کے ساتھ ہمیشہ کا جلال پایا۔

یاد رکھو کہ آسمانی تخت صرف خدا کے برّے ہی کا تخت نہیں۔ بلکہ وہ برّے اور خدا کا تخت ہے۔ مسیح نے باپ کے ساتھ تخت کا حصّہ لیا کیونکہ باپ اوّل ہے۔ آسمانی تخت پر بھی ہمارا جلال یافتہ مسیح باپ کی بمنزلۂ باپ اور خدا کی بمنزلۂ خدا عزّت کرتا ہے۔ یہ ایک بڑا گہرا بھید ہے لیکن یہ، بیٹے کا باپ کی مُبارک تابعداری کرنا ہے۔ آؤ اس پر دھیان کریں۔ یہاں تک کہ ہماری رُوحیں اِس خیال اور مُبارک سچائی سے بھر جائیں کیونکہ وہ تابعداری و فرمانبرداری جو خدا ہر ایک سے طلب کرتا اپنے بیٹے سے بھی پاتا ہے اور چونکہ مسیح جلال کے تخت پر اسی رُوح میں بیٹھا ہے اسلئے وہ ایک دن بادشاہت باپ کے سپرد بھی کر سکتا ہے۔

اب ذرا غور کرو۔ مسیح اِس لئے آیا کہ اِس ہولناک لعنت کو جو گناہ کے سبب آئی اور اس ہولناک ہلاکت کو جو انسان کی مغروری اور خود افزائی کے سبب واقع ہوئی دُور کرے اور اُس نے تینتیس[۳۳] برس ایسی زندگی بسر کی کہ خدا سب میں سب کچھ ہو۔

اچھا اب یہ بتاؤ کہ کیا خدا نے اُسے ناکام یا مایوس کیا؟ نہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ اُس نے باپ کو عزّت دینے کے لئے اپنے آپ کو فروتن کیا اسلئے خدا نے اُسے ابدی جلال کے تخت پر سرفراز کیا اور اپنے ساتھ۔ اپنے برابر۔ تخت پر جگہ دی۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ خدا ہمیں برکت دے تو احتیاج اور فروتنی

کو دے دیا۔ اور وہ زندگی اُس نے اپنے جی اُٹھنے میں پھر خدا سے حاصل کی اور وُہ خدا پاس چڑھ گیا۔ اور اُس نے خُدا کے ساتھ ہمیشہ کا جلال پایا۔

یاد رکھو کہ آسمانی تخت صرف خُدا کے برّے ہی کا تخت نہیں۔ بلکہ وُہ برّے اور خدا کا تخت ہے۔ مسیح نے باپ کے ساتھ تخت کا حصہ لیا کیونکہ باپ اوّل ہے۔ آسمانی تخت پر بھی ہمارا جلال یافتہ مسیح باپ کی بمنزلۂ باپ اور خُدا کی بمنزلۂ خُدا عزّت کرتا ہے۔ یہ ایک بڑا گہرا بھید ہے لیکن یہ، بیٹے کا باپ کی مُبارک تابعداری کرنا ہے۔ آؤ اس پر دھیان کریں۔ یاں تک کہ ہماری رُوحیں اِس خیال اور مُبارک سچائی سے بھر جائیں کیونکہ وُہ تابعداری و فرمانبرداری جو خُدا ہر ایک سے طلب کرتا اپنے بیٹے سے بھی پاتا ہے اور چونکہ مسیح جلال کے تخت پر اسی رُوح میں بیٹھا ہے اسلئے وہ ایک دن بادشاہت باپ کے سپرد بھی کرسکتا ہے۔

اب ذرا غور کرو۔ مسیح اِس لئے آیا کہ اِس ہولناک لعنت کو جو گناہ کے سبب آئی اور اس ہولناک ہلاکت کو جو انسان کی مغروری اور خود افزائی کے سبب واقع ہُوئی دُور کرے اور اُس نے تینتیس ۳۳ برس ایسی زندگی بسر کی کہ خُدا سب میں سب کچھ ہو۔

اچھا اب یہ بتاؤ کہ کیا خُدا نے اُسے ناکام یا مایُوس کیا؟ نہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ اُس نے باپ کو عزّت دینے کے لئے اپنے آپ کو فروتن کیا اسلئے خدا نے اُسے ابدی جلال کے تخت پر سرفراز کیا اور اپنے ساتھ۔ اپنے برابر۔ تخت پر جگہ دی۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ خُدا ہمیں برکت دے تو احتیاج اور فروتنی

کی جگہ ہی میں برکت ملے گی۔

دُوسرا خیال یہ ہے کہ کیا ہمیں ایسا ہی جینا چاہئیے۔ جیسا کہ مسیح جیا تاکہ خُدا سب میں سب کچھ ہو؟ کیا خُدا کے سب میں سب کچھ ہونے کے لئے ہماری نسبت مسیح پر زیادہ بارِ فرائض ہے۔ بہت لوگوں کا یہی خیال ہے لیکن بائبل تو ہمیں یہ نہیں سکھاتی۔ یہ بار ہم پر زیادہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ وُہ تو خدا کا بیٹا خُدا کے ساتھ خُدا ہے۔ لیکن ہم خاکی مخلوق ہیں۔ ہاں! ہماری ہستی کا مدعا اس مبارک مُدّعا کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا کہ خُدا ہم میں اور ہمارے نزدیک سب میں سب کچھ ہو۔ کیا ہم نے اس راز کو بخوبی سمجھا اور کوشش کی ہے۔ کہ مسیح کے ہم خیال و ہم زبان ہو کر کہہ سکیں کہ مجھے واجب و لازم ہے کہ مَیں اپنا سب کچھ چھوڑ دوں۔ تاکہ خُدا اپنی جگہ پائے اور سب میں سب کچھ ہو۔

لیکن ہم ایسی زندگی کو کیونکر پا سکتے ہیں؟۔ اگر ہمارا مقصد اور مُدعا یہ نہ ہو کہ خُدا کو سب کچھ ہونا چاہئے۔ تو ہماری تقدّس کی تعلیم محض عبث اور رائگاں ہے۔ جب تک یہ سچ نہ ہو کہ ہماری زندگی میں خُدا سب کچھ ہے تو ہمارے اپنے آپ کو زندہ قربانی دے دینے کا خیال بالکل بے سود ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کمزوری۔ ناکامیابی۔ برکتوں کے کھو دینے اور تاریکی میں چلنے کی اتنی شکایات کا کیا سبب ہے۔ صرف یہی کہ خُدا ہمارے درمیان اپنی جگہ نہیں پاتا۔ مَیں اُن لوگوں کا ذکر نہیں کرتا۔ جنہوں نے تقدیس نہیں پائی یا نیم تقدیس شُدہ ہیں بلکہ اُن کا جو ہمارے درمیان سب سے بہتر دیندار تصوّر کئے جاتے ہیں۔ آہ!

خدا اپنی جگہ نہیں پاتا۔ اور آج اے خدا کے مقدسو اپنے سارے دل سے دعا کرو۔ کہ خدا ہم میں سے ہر ایک کی زندگی میں اپنی جگہ پائے اور خدا کی بے بیان عظمت اور اُس کا وہ دعویٰ جو ہم پر ہے ایسا ظاہر ہو کہ ہم خاک میں بیٹھ کر بکمال عجز و انکسار کہیں "اے خدا تو ہی سب کچھ ہو۔ سب پر قبضہ کر۔ سب کچھ تیرا ہی ہو"۔ خدا ہماری مدد کرے کہ ہم ایسا کر سکیں۔

بھلا وہ کون سے طریق ہیں۔ جن سے رُوح دن بھر کم و بیش مسیح کی سی زندگی بسر کر سکے۔ تاکہ "خدا سب میں سب کچھ ہو"؟

اوّل انتظار و تکلیف گوارا کر کے خدا کو اُس کی جگہ دو۔ اپنے خدا پر نظر کرو۔ اُس پر زیادہ دھیان لگاؤ۔ اور یہ دریافت کرنے کی کوشش کرو۔ کہ وہ کونسی جگہ یعنی چاہتا ہے۔ یونہی مُہمل خیالات سے مطمئن نہ ہو جاؤ: بیشک آسمانوں پر اُس کا تخت ہے اور خدا وہاں ہے۔ کیونکہ یاد رہے کہ خدا کوئی ظاہری وجود نہیں ہے۔ ایک خاص جگہ اور تخت تو ہے۔ جہاں خدا کا جلال خاص طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن خدا کا ایک اندرونی وجود بھی ہے۔ وہ نیچر (کائنات) میں بھی رہتا ہے اور کتنا زیادہ اپنے بحال شدوں اور مقدسوں کے دلوں میں ہے۔ ایسی پہچان حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کہ خدا کی جگہ کیا ہے۔ الفاظ اس اظہار میں قاصر ہیں۔ میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ خدا تمام زندگی کا منبع و چشمہ ہے۔ دُنیا میں ہر ایک شے کی زندگی اُسی سے ہے اور اگر تم خدا کو سچ مچ اُس کی جگہ دو۔ تو تمہیں اس امر کی کیسی پہچان حاصل ہو جائے گی کہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو خُدا سے نہ آتی ہو کیونکہ خدا سب چیزوں میں ہے بائبل کہتی ہے کہ وہ سبھوں میں سب کچھ

کرتا ہے۔ اب تم یوں کہنا شروع کرو گے کہ اگر خدا ہر جگہ اور ہر چیز میں ہے۔ تو مجھے اُسے نیچر اور مشیت اور ہر ایک چیز میں دیکھنا چاہئے۔ چاہئے کہ میں خدا کو ہر وقت دیکھتا رہوں۔ ایماندار اس حالت میں آسکتا ہے۔ جب وہ خدا کو ہر ایک چیز میں دیکھنے لگے اور خدا کو اُس کی جگہ دینا شروع کر دے۔ وہ صبح خدا کو اُس کی جگہ دئیے اور یہ کہے بغیر اُٹھ نہیں سکتا: "خداوند خدا اے تو جو پُر جلال ہے۔" "تو ہی سب میں سب کچھ ہے۔" وہ اپنے رفیقوں اور ہم خدمتوں سے کہتا ہے: بھائیو۔ مجھے ڈر ہے کہ اپنی پریئر میٹنگوں (دُعائیہ عبادتوں) میں خدا کو اُس کی جگہ لینے نہیں دیتے۔ ہم اسی لئے دُعا کرتے ہیں کہ ہمارا ایک خدا ہے۔ جس کے حضور ہم دُعا کر سکتے اور اُس کی بابت کچھ جانتے بھی ہیں۔ لیکن ہماری رُوحوں میں ابدی خدا کی پہچان کتنی کم ہے! ہماری چھوٹی چھوٹی مجلس دُعائیہ میں آسمان کا ابدی خدا حاضر ہے اور اگر وہ اپنی جگہ پائے تو وہ جلسے کا اہتمام کریگا۔ اور برکت دے گا۔ اور اپنی قدرت کاملہ سے کام کرے گا۔

ذرا غور کرو! دیکھو ہمارا صدر انجمن کیونکر جلسے کا اہتمام کرتا ہے۔ ایک سے کہتا دُعا مانگ اور دُوسرے سے تقریر کر۔ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ گیت گاؤ اور دیگر احکام و ہدایات دیتا ہے۔ اس کمرے میں اُس کی گویا ایک چھوٹی سی باوشاہت ہے۔ وہ سب انتظام کرتا ہے اور تم اُس کے مشکور ہو۔ لیکن آہ! لوگ خدا کو کنونشن یا پریئر میٹنگ کا اہتمام کرنے نہیں دیتے کیا ہم صدر انجمن اور تقریر کرنے والوں اور ہر ایک زمینی بخشش کے لئے خدا کا شکر نہیں کرتے؟ کاش کہ ہم کنونیشن میں اور ہر اتوار کو گرجا میں اور پریئر میٹنگ میں اور خلوت میں یہ سمجھنا

سیکھیں کہ "مجھے وقت دینا چاہئے کہ میرا خدا اپنی جگہ لے"۔

کیا خدا اپنی جگہ لے گا؟ وہ تو اِسی کا منتظر ہے۔ خُدا اِسی کا آرزومند وخواہاں ہے اور نہ صرف خلوت اور پریئر میٹنگ اور گرجا اور کنونشن میں ہی بلکہ ہر ایک گھر کا مالک ہے اور میز پر وہی مختار کار ہو۔ نوکروں کو حکم دے اور ہر ایک چیز کا اہتمام کرے۔ ہاں خدا راضی ہے۔ کہ تمہارے اور میرے دل میں مالک اور خُدا کی جگہ لے۔ بھائیو! کیا ہم نے اُس پُر جلال خدا کو وہ جگہ دی ہے جس کا وہ مستحق ہے۔ چاہئے کہ ہم اپنے اپنے دلوں میں کہیں کہ نہیں افسوس نہیں۔ اگر ہم نے وہ جگہ۔ جو مسیح کی بحالیت نے اُسے دی اور جو مسیح اُسے ہم میں دینا چاہتا ہے خود لے لی ہو۔ تو خدا ہمیں معاف کرے۔ آؤ آج ہی رات رخصت ہونے سے پیشتر کہیں، "خُدا اپنی جگہ پائے گا۔۔۔۔ میرا دل حاضر ہے"

اِس بارے میں میں مسیح کی کلیسیا کی بابت اور بھی کہہ سکتا ہوں۔ کیا واں خدا کو اپنی جگہ حاصل ہے؟ افسوس! نہیں۔ کاش کہ خدا ہمیں فروتن بنائے اور ہم میں یہ اعلیٰ واکمل آرزو ڈال دے کہ "خدا سب میں سب کچھ ہو"۔

میرا پہلا سبق یہ ہے: خُدا کو اُس کی جگہ دو۔ اور اُس کے لئے اِنتظار کرو۔ اور تکلیف اُٹھاؤ۔ محتاط اور خاموش رہو۔ نبی فرماتا ہے: "اَے سارے جسم خُدا کے حضور خاموش رہ"۔ چاہئے کہ جسم ذلیل کیا جائے۔ منتظر رہ اور خدا کو وقت دے تاکہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے۔

دوم۔ ہر ایک امر میں خُدا کی مرضی کو قبول کرو۔

مَیں خُدا کی مرضی کہاں پاتا ہوں؟ خُدا کی مرضی اُس کے کلام میں ملتی ہے۔

"خدا سب میں سب کچھ ہو"

میں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سُنا ہے۔ کہ "میرا اعتقاد ہے کہ اِس کتاب کا ہر ایک لفظ خدا کی طرف سے ہے"۔ اور یہ بھی سُنا ہے کہ "میں اِس کتاب کے ہر ایک وعدے کو قبول کرتا ہوں"۔ لیکن میں یہ بہت کم سُنتا ہوں کہ "میں ہر ایک حکم کو جو اِس کتاب میں ہے مانتا ہوں"۔ آؤ ہم اِسے ہی اپنا وردِ زبان بنائیں۔ اگر تمہیں پسند ہو۔ تو اپنی بائبل کے پہلے صفحے پر یہ الفاظ لکھ لو۔ جو میں نے ایک دفعہ کسی جوان کی بائبل پر لکھے: "میں خدا کے ہر ایک وعدے کو جو اِس کتاب میں ہے قبول کرتا اور اُس کے ہر ایک حکم کو ماننا چاہتا ہوں"۔ خدا کو "سب میں سب کچھ" ہونے دینے کی راہ میں یہ پہلا قدم ہے۔ اپنی زندگی دے دو تاکہ وہ خدا کی مرضی کا گویا مجسّم اظہار اور اوتار ہو جائے۔

اور پھر نہ صرف بائبل میں بلکہ مشیّت میں بھی خُدا کی مرضی کو قبول کرو۔ ہزاروں مسیحیوں نے ابھی تک یہ سبق نہیں سیکھا۔ کیا جانتے ہو کہ اِس کا مطلب کیا ہے؟ جب یوسف کے بھائیوں نے اُسے بیچ ڈالا۔ تو اُس نے اِس معاملے میں خدا کے ہاتھ کو دیکھا۔ لکھا ہے کہ جب وہ فوطی فار کے ہاں غلام بن کر گیا تو خدا اُس کے ساتھ تھا"۔ جب اُسے گھر سے جدا ہونا پڑا۔ تو وہ خدا سے جدا نہ ہوا تھا۔ جب سِمعی نے داؤد پر لعنت کی۔ تو اُس نے زبانِ حال سے کہا: "یہ خدا ہے"۔ اِس واقعہ میں اُس نے خدا کو دیکھا۔ سِمعی کی لعنت میں وہ خُدا سے مِلا۔ کیونکہ خدا نے اُسے لعنت کرنے دی۔ جب یہوداہ مسیح کو بوسہ دینے اور پکڑوانے کو آیا جب سپاہیوں نے اُسے باندھا، پطرس نے اُس سے انکار کیا کیفا نے اُسے مجرم ٹھہرایا۔ اور جب پلاطس نے اُسے لوگوں کے حوالے

کر دیا۔ تو مسیح نے ہر ایک چیز میں خدا کو دیکھا۔ مسیح پیالے کو اس لئے پی سکا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ باپ کا ہاتھ اُسے پکڑے ہوئے ہے۔

ہمیں بھی یہ سبق سیکھنا چاہئے کہ ہر ایک آزمائش اور تکلیف میں۔ خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ فوراً خدا کو دیکھیں۔ واں اپنے خدا سے ملیں اور خدا کو سب میں سب کچھ ہونے دیں"۔ تمہارے باپ کی مرضی کے بغیر تمہارے سر کا ایک بال بھی نہیں گرتا۔ ہر ایک آزمائش اور تکلیف میں اپنے باپ کی مرضی کو پہچانو۔ ابن اللہ آپ کیسا تھا ہے بلکہ چھوٹے چھوٹے جھگڑوں رگڑوں میں بھی۔ اگر نوکر تمہیں تکلیف دیتا۔ بچہ تمہیں دق کرتا۔ کوئی دوست غفلت سے تمہارا دل دکھاتا۔ یا دشمن تمہیں ملامت اور تمہارے نیک نام کو بدنام کرتا ہے۔ یا اگر کوئی اور مشکل تمہیں ستا رہی ہے۔ تو تم کیوں نہیں کہتے کہ یہ میرا خدا ہے۔ جو مختلف صورتوں میں میرے پاس آتا ہے مَیں اُس سے ملوں گا۔ اُسے جلال دُوں گا۔ اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کردُوں گا۔ وہی مجھے اپنی حفاظت میں رکھے گا۔

مشکل میں خدا سے ملنے اور اُسے پہچاننے میں دو بڑے استحقاق ہیں۔ پہلے گو مشکل میرے اپنے ہی قصور کا نتیجہ ہو۔ اگر مَیں اُس کا اقرار کردوں تو مَیں کہہ سکتا ہوں کہ خدا نے مجھے اِس قصور اور اس مشکل میں پڑنے دیا کہ تاکہ مجھے سبق سکھائے اور مَیں اُس کا جلال ظاہر کروں۔ اگر کوئی باپ اپنے بچے کو کسی دُور جگہ مدرسہ میں لے جائے تو بچہ بھروسہ رکھتا ہے کہ وہ اس کی ضروریات بہم پہنچانے کا بندوبست کرے گا۔ باپ خوشی سے تو اپنے بچے کو اپنی آنکھوں کے سامنے سے دُور نہیں کرتا اور اگر کسی تمہارے اپنے ہی کام سے وہ تمہیں مشکل میں ڈالے تو تم کامل یقین رکھ سکتے ہو کہ خدا تمہیں فضل بھی دے گا۔ فروتن اور صابر بنو۔ اور اِس مصیبت اور تنبیہ سے کامل کئے جاؤ تاکہ ہر ایک

چیز میں خدا اپنی جگہ پا سکے۔ جب تم یہ کہہ سکو۔ کہ "تو ہی مجھے یہاں لایا ہے بلکہ انسان نہیں اور تو ہی مجھے اِس سے نکال سکتا ہے" تو تم اُس پر دگنا بھروسہ رکھنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ ہاں! اگر تم ہر ایک مشیّت میں خدا کو "سب میں سب کچھ" ہونے دو۔ تو تم کیسی مبارک زندگی گذرانو گے۔ کوئی چیز تمہیں خدا کی محبّت سے جو مسیح یسوع میں ہے۔ جُدا نہیں کر سکتی۔ اُس کی محبّت میں تمہارے لئے ایک عجیب جگہ تیّار کی گئی ہے۔ کاش کہ تم جانو کہ ہر ایک مشکل کی کلید یہ ہے کہ "خدا سب میں سب کچھ ہے۔" اور دِن بدن اپنی دعاؤں میں بہ سرگرمی تمام مناجات کرو کہ "خدا سب کچھ ہو۔"

سوم - اوّل یہ تھا کہ خدا کو اُس کی جگہ دو۔ دوم۔ اُس کی مرضی کو قبول کرو۔ اب سوم۔ اُس کی قدرتِ کاملہ پر توکّل رکھو۔ ہر دم اُس پر بھروسہ و تکیہ کئے رہو۔ کاش میں تمہیں وہ نظارہ ٹھیک دکھا سکتا جس کی اب مجھے ایک جھلک سی نظر آتی ہے کہ ہماری ساری مسیحی زندگی میں ہر لحظہ خدا کی قدرتِ کاملہ ظاہر ہونے والی ہے۔ پولوسؔ اِس کا بار بار ذکر کرتا ہے۔ یہ خدا ہی ہے۔ جو تم میں اثر کرتا ہے کہ تم اُس کی مرضی کے مطابق چاہو اور کام بھی کرو۔ اُس کی مرضی کے مطابق چاہنا اور اُس کی تابعداری کرنے کی آرزو رکھنا۔ یہ خدا کا کام ہے جو وہ تم میں کر رہا ہے۔ پر یہ اُس کے کام کا صرف ایک حصّہ ہے لیکن اگر تم اُسے اپنی زندگی میں عملی طور پر سب کچھ ہونے دو۔ تو وہ تم میں اثر کرے تاکہ تم اُس کی مرضی کے مطابق چاہو۔ اور وہ تمہیں توفیق دے تاکہ اُس کے مطابق کام بھی کرو۔ عبرانیوں کے خط میں لکھا ہے کہ "سلامتی کا خدا . . . ہر ایک اچھے کام میں تمہیں کامل کرے تاکہ تم اُس کی مرضی

پوری کرو۔ اور یسوع مسیح کے وسیلے تم میں وہ کچھ کرے جو اُس کی نظر میں پسندیدہ ہو" یہ دیکھو میری گھڑی۔ جیسے گھڑی ساز نے اُسے بنایا۔ اُسے چلایا۔ کاٹا۔ صاف کیا اور جلا بھی دی اور اُس میں چھوٹے چھوٹے چکر اور کمانیاں لگائیں۔ ایسے ہی خدا ہر لمحہ تمہاری زندگی کو کامل کرنے میں مشغول ہے۔ خدا رضامند ہے کہ ہمارے جلسے میں ساڑھے چھ سے ساڑھے آٹھ بجے تک ہر دم کام کرے۔ مگر وہ زیادہ قوت سے کیوں کام نہیں کرتا؟ صرف اِسی لئے کہ تم اپنے کو اُس کی قوت میں تسلیم نہیں کرتے۔ تم اُس کی جگہ اُسے بخوبی نہیں دیتے اور اُس کا انتظار نہیں کرتے۔ اُسے کہو "میرے خدا! مَیں یہاں حاضر ہوں۔ مَیں تجھے تیری مناسب جگہ دیتا ہوں"۔

فرض کرو کہ ایک مُرقع خود بخود ہل سکے اور جب کبھی مصوّر ایک نا تمام تصویر کو کھینچنے کے لئے آئے تو کمرے کی دوسری طرف جا کھسکے۔ اِس حالت میں مصوّر اپنی تصویر کھینچ نہیں سکے گا۔ لیکن فرض کرو۔ کہ مرقع یوں کہے: "اَے مصوّر اب مَیں ایک ہی جگہ ساکن رہوں گا۔ اپنا کام کر اور اپنی خوبصورت تصویر کو تکمیل کر۔" تب مصوّر بخوبی اپنا کام کر سکے گا۔ اور اگر تم خدا سے کہو: "تو قادر مطلق کاریگر ہاں عجیب مصوّر ہے۔ مَیں چپ چاپ ہوں۔ دیکھ مَیں یہاں موجود ہوں مجھے تیری قوت پر بھروسہ ہو۔" آہ یقین رکھو۔ کہ خدا تم میں عجائب و غرائب کام کرے گا۔ سوائے عجائبات کے خدا کچھ اور کرتا ہی نہیں۔ اُس کی ہاتھ کی کاریگریوں ہاں اُس کی فطرت پر غور کرو۔ کوئی چھوٹی سی چیز گھاس کا تنکا یا چھوٹا سا کیڑا یا کوئی پھول لو۔ اہل سائنس ان کی بابت کیا کیا عجائبات بتاتے ہیں اور کیا خدا میرے اور تمہارے دلوں

میں عجائبات نہیں دکھائے گا؟ ہاں بیشک۔ بھلا وہ اُن سے زیادہ کیوں نہیں کرتا؟ تم ہی اُسے کرنے نہیں دیتے۔ ہاں اُسے اُس کی جگہ دینا۔ اُس کی مرضی قبول کرنا۔ اور پھر اُس کے قادرانہ کام پر بھروسہ رکھنا سیکھو۔

"مَیں اپنے آپ کو تیری قوّت کے یُوں سپُرد کرتا ہُوں۔ جیسے مٹّی کمہار کے ہاتھوں میں ہو۔ کاش کہ تیری محبّت آمیز مرضی سے جو تمام حکموں اور فرمانوں سے برتر ہے صُورت پذیر ہُوں۔ تجھی سے جسم اور زندگی پاؤں اور اب اور ہمیشگی کے لئے تیرا ہی بنا رہوں۔"

اَے مومن! کیا تمہارے حق میں یہ صادق ٹھہرتا ہے کہ جیسے کمہار۔ مٹّی کو ڈھالتا اور اُسے ایک صُورت میں تبدیل کرتا ہے۔ ویسے ہی خُدا تم سے کہنے کو تیّار ہے۔ چاہئے کہ ہم ایمان لائیں اُس کی قدرتِ کلّی پر بھروسا رکھیں اور خصوصاً یہ مانیں کہ اُسے قدرت ہے کہ وُہ وُہ کام کرے جو ہمارے فہم سے باہر ہیں ہاں اُن سے بڑھ کر جو ہم مانگتے۔ یا خیال میں لا سکتے ہیں خُدا اِس امر کا منتظر بیٹھا ہے۔ کہ تمہارے لئے وُہ وُہ کام کرے۔ جو تمہارے خیال میں بھی نہیں۔ ہاں تمہارے دل کی ہر ایک خواہش اور ہر ایک پیغام جو تم نے سُنا اور جس کی بابت تم نے کہا ہے کہ کاش مَیں اُسے پاتا۔ ہر ایک دُعا جو تم نے مانگی ہے۔ اُس سے ایمان لاؤ کیونکہ یہ سب کچھ خُدا کرنے کو رضامند بلکہ منتظر بیٹھا ہے۔ ہر ایک مشکل اور ہر ایک واقعہ میں خُدا تمہاری مدد کو حاضر ہے۔ اُس پہ بھروسہ رکھو۔ اُس کی تمجید کرو۔ اور اُسے "سب میں سب کچھ" ہونے دو۔

اور اگر تم خُدا کو عزّت اور جلال دینا چاہتے ہو تو اُس کی بادشاہت اور

"خُدا سب میں سب کچھ ہو"

جلال کے لئے ہر ایک چیز قربان و نثار کرو۔ اگر خُدا سب میں سب کچھ ہو۔ تو پھر ایسی باتوں کا خیال نہ کرو۔ کہ مجھے خوش رہنا۔ پاک بننا۔ ہاں خدا کی منظوری لینا چاہئے۔ نہیں۔ مسیح کی زندگی کا بنیادی اُصول انسان کے لئے اپنے آپ کو خدا کے حضور قربانی گذرانتا تھا۔ اسی کے انجام دینے کو وہ دنیا میں آیا۔ اور یہی اُصول ہر ایک بحال شدہ رُوح کا ہے۔ لیکن آہ اِسے اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے۔

لیکن یاد رکھو۔ کہ تمہارا خُدا چاہتا ہے۔ کہ دُنیا پر حکومت کرے۔ اور تمہارا مسیح تخت پر جلوس فرما ہو اور تمہاری جو اُس کے سپاہی ہو۔ ہدایت کرتا اور چاہتاہے کہ فتح پر فتح دے کر تمہیں برکت دے۔ کیا تم نے اپنے آپ کو خدا کے جلال کے لئے سپرد کر دیا ہے؟ آہ! افسوس! ایک معمولی سپاہی تو کہتا ہے کہ اپنے بادشاہ اور مُلک کے لئے جو ہو سو ہو اور جب میرا جرنل مجھے لڑنے اور فتح کرنے کو کہے۔ تو ہر چہ بادا باد۔ اپنا گھر اور اپنا آرام و آسائش مَیں سب کچھ چھوڑتا ہُوں۔ مَیں اپنی جان نثار کرتا ہُوں۔ کیا زمینی بادشاہ ایسی اطاعتیں اور خدمت گذاریاں لیں۔ اور ہم تم خدا کے جلال اور اُس کے "سب میں سب کچھ" ہونے کا یوں ہی زبانی زبانی ذکر کریں۔ جبکہ ہمیں یہ بُلاہٹ آ رہی ہے کہ مسیح کو اُس بادشاہت کے تیّار کرنے میں مدد دیں۔ جو اُسے باپ کو سونپنی ہے۔ ہاں بھائی مسیح کہہ رہا ہے۔ کہ مَیں تمہاری مدد کا محتاج اور منتظر ہُوں۔

کیا ہر ایک کو یہ کہنا واجب نہیں۔ کہ خُدا کو لازم و واجب ہے کہ "سب میں سب کچھ" ہو۔ اس مطلب رسانی کے لئے مَیں ہر ایک چیز نثار کر دوں گا۔ خُدا ہماری مدد کرے کہ ہم مسیح کی بادشاہت کے پھیلانے کے لئے آج نئے سرے سے

اپنے آپ کو تقدس اور تصدق کر دیں - اور خواہ وہ دور دراز ملکوں میں مشن کا کام ہو یا اپنے وطن ہی میں مسیحی کام یا وہ کوئی ایسا کام ہو جسے ہم ابھی تک کرنا نہیں جانتے۔ خیر جو کچھ ہو۔ چاہئے کہ ہر ایک اپنے آپ کو بخوشی و رضامندی تمام ایک زندہ قربانی گذارے - اور پھر مسیح کمزور سے کمزور سے بھی خدا کے جلال کے لئے کام لے گا۔

اگر تم چاہتے ہو کہ کوئی اپنا دستور العمل ٹھہراؤ تو یہ لو" اپنے خدا کے جلال کے لئے سب کچھ نثار کر دو"۔ لیکن اگر تم نہیں جانتے کہ "کیا نثار کروں اور کیا چھوڑوں" تو اُسی سے پوچھو۔ دیانتدار۔ سرگرم۔ سادہ اور بچے کے سے بنو اور کہو خداوند جو کچھ میرے پاس ہے سو تیرا ہے۔ ہر ایک آسائش تیری ہے - اگر تجھے اپنی بادشاہت کے لئے درکار ہو۔ تو یہ لے - مَیں تیری نذر کرتا ہوں۔ کیا ابدیت میں کوئی شخص اُس عالی نظارے کے لئے جب ابن ایک نئے معنے میں کہے گا۔ کہ "پورا ہوا" اور بادشاہت باپ کو سونپ دے گا کہ "خدا سب میں سب کچھ ہو" ہاں کیا کوئی ایسے نظارے کے لئے اپنے آپ کو نادار مفلس بنانے پر کُڑکُڑائے اور تاسف کرے گا؟ مومن! کیا تمہیں وہاں حاضر ہونے کی اُمید ہے؟ کیا تمہیں اُمید ہے کہ اُس عالی نظارے کے جلال میں حصہ پانا تمہارا نصیب ہوگا۔ اور کیا تم آج یہ کہنے کو تیار ہو" اے خدا اس جلال کے لئے جو کچھ مَیں کر سکوں۔ دیکھ مَیں اُس کے لئے یاں حاضر ہوں"۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دو۔

چہارم - خدا کے منتظر رہو۔

مَیں خُدا کی بابت کلام کرتا رہا۔ اور آپ سُنتے رہے ہیں یہ تو ایک بات ہوئی۔ لیکن خدا کو اُس کے جلال میں اپنی رُوحوں میں پہچاننا ایک دُوسری بات ہے۔ مَیں بتا چکا ہُوں کہ تمہیں کیا کرنا چاہیئے۔ تمہیں دھیان۔ فکر اور اس امر کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرنا واجب ہے کہ خُدا کو ہماری زندگی میں کونسی جگہ لینی چاہیئے لیکن یہی کافی نہیں تمہیں کچھ اَور بھی کرنا چاہیئے۔ مَیں نے کہا کہ اپنے آپ کو خُدا کی مرضی کے سپرد کر دو خُدا کی قوّت کو ثابت کرو۔ اور دُنیا بھر میں خُدا کا جلال ظاہر کرو۔ لیکن خاص امر یہ ہے کہ خُدا کے منتظر رہو۔

بھلا ہمیں یہ کیوں کرنا چاہیئے؟ اس لئے کہ صرف خُدا ہی اپنے آپ کو ظاہر کرسکتا ہے۔ یاد رکھو کہ جب خُدا آدم یا نُوح یا ابراہیم یا مُوسیٰ پاس آیا تو خود خُدا آسمان سے اُتر کر اُنہیں مِلا اور کسی نہ کسی صُورت میں اپنے آپ کو اُن پہ ظاہر کیا۔ یہ سب کچھ پرانے مکاشفے کے دنوں میں ہُوا۔ اور ان دنوں خُدا کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کرے۔ لیکن یہ صرف اُس کی اپنی ہی مرضی کی بات نہیں۔ یہ اس پر منحصر ہے کہ کیا اُس نے کوئی ایسا دل پایا ہے جو اُس کا بھوکا ہو؟ کاش کہ خُدا ہمیں ایسی بُھوک دے اور ہمیں داؤد کے ہم زباں ہو کر کہنا سکھائے: "میری رُوح خُدا کی پیاسی ہے"۔ خُدا کے منتظر رہو۔ اور اپنی خلوت میں اُسے اپنی زندگی کا ایک حصّہ بناؤ۔ اگر لوگ کہیں کہ کیا تم ہمیں کوئی بنانا چاہتے ہو؟ تو اُن کی باتوں کا خیال نہ کرو۔ یاد رہے کہ ہم مسیح کے ہر ایک حصّے سے کچھ نہ کچھ سبق سیکھ سکتے ہیں۔ میرے نزدیک اگر تم خُدا کے حضور خلوت میں صرف یہی ایک دُعا کرنا سیکھو۔ کہ خُداوند خُدا اپنے آپ کو میرے دل کی گہرائیوں میں

ظاہر کرے" تو تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچے گا۔ اور گو تم کسی رویا کے منتظر نہیں اور گو تمہیں کوئی مکاشفہ حاصل نہیں ہوتا اس کی جستجو کرنی بھی واجب نہیں، تو بھی چاہیئے کہ رُوح اپنے آپ کو خُدا کے حضور کھول دے اور اُس کی منتظر رہے تاکہ وُہ اندر آسکے۔ "سچ مچ تو ایک خُدا ہے جو اپنے آپ کو چھپاتا ہے" تم اُسے ہر وقت دیکھ نہیں سکتے۔ لیکن اگر تم اُس کے اندر آنے کے لئے تیار رہو۔ تو وہ آکر تم پر قبضہ کرے گا اور اپنے آپ کو ظاہر کریگا اور تم میں اپنا بڑا کام کریگا۔

خُدا کے منتظر رہو۔ چاہیئے کہ تمہاری مجالس دُعائیہ میں پہلا کام یہی ہو۔ ہماری خلوتی اور مجالسی دُعاؤں میں یہ بھاری نقص ہے۔ کہ ہم فوراً یوں دُعا کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ گویا سب کچھ ٹھیک ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہاں خُدا ایسا کرے گا اور اِس امر کی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ رُوح میں مقدّس خوف اور ادب اور بچّوں کے سے بھروسے سے اُسکی عبادت و پرستش کریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ "اے باپ تجھے پسند آئے کہ تو نزدیک آکر مجھ سے ملے"۔

ایمانداروں کی ذمہ داری بڑی بھاری ہے۔ ہم اعتراف کرتے ہیں۔ کہ ہم میں سے بہتوں کو ایک ایسا بھید مِل گیا ہے جو اور مسیحیوں کو حاصل نہیں ہم کسی پر عیب نہیں لگاتے۔ لیکن اقرار کرتے ہیں کہ خُدا نے ہمیں کچھ عجیب بات سنائی ہے۔ چاہیئے کہ ہم برملا دلیری سے اِس کا اقرار کریں۔ لیکن اگر یہ سچ ہے تو چاہیئے کہ ہم خُدا کی زیادہ نزدیکی اور قربت۔ اور اُس کی صفات زیادہ حاصل کریں۔ تاکہ اور مسیحیوں کو سکھا سکیں کہ وُہ خُدا کو کیونکر پا سکتے ہیں" تم انتظار کئے بغیر خُدا کو پا نہیں سکتے"۔ مَیں کہتا ہوں کہ "خُدا کے منتظر رہو"۔

یہی منزلیں ہیں۔ جن سے ہم اپنے دلوں اور زندگیوں میں یہ پہچان پا سکتے ہیں: "خُدا سب میں سب کچھ" ہے۔ ہاں یہ وہ منزلیں ہیں جن سے ہم اُس پُر جلال جماعت میں جو اس عالیشان نظارے کے موقع پر ہوگی۔ شامل ہونے کو تیار ہوتے ہیں۔ جب مسیح بادشاہت باپ کو سونپ دے گا تاکہ "خُدا سب میں سب کچھ ہو۔"

رُوحُ القُدس کے لئے الگ کئے ہُوئے

انطاکیہ میں اُس کلیسیا کے متعلق جو وہاں تھی کئی نبی اور مُعلّم تھے۔ یعنی برنباؔس اور شمعوؔن جو کالا کہلاتا ہے اور لُوکیؔس کرینی اور مناہیم جو چوتھائی مُلک کے حاکم ہیرودیؔس کے ساتھ پلا تھا اور ساؤل۔ جب وہ خُداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے۔ تو رُوح القُدس نے کہا میرے لئے برنباؔس اور ساؤؔل کو اس کام کے واسطے مخصوص کر دو۔ جس کے واسطے مَیں نے اُن کو بُلایا ہے۔ تب اُنہوں نے روزہ رکھ کر اور دُعا کر کے اور اُن پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں رخصت کیا۔ پس وہ رُوح القُدس کے بھیجے ہوئے سلوکیہ کو گئے۔ اعمال ۱۳: ۱-۴



یاں یہ دریافت کرنے کو فراہم ہوئے ہیں کہ خُدا کی اپنے کام کے بارے میں کیا مرضی ہے تاکہ اُس کی انجام وہی کے لئے اُس سے قوّت و برکت پائیں۔ اِس سند کے حوالہ میں ہم اپنی ہدایت کے لئے چند سنہلے خیالات پاتے ہیں یعنی خُدا ہم سے کیا طلب کرتا اور ہمارے لئے کیا کرے گا۔ اِن سے

ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ رُوح القدُس خُدا کے زمینی کام میں ھدایت کرتا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خُدا کے لئے ٹھیک ٹھیک کام کریں۔ اور وُہ اُس ہیں برکت دے تو لازم و واجب ہے کہ رُوح القدُس سے ہمارا تعلّق ٹھیک ٹھیک ہو۔ اور ہم اُسے ہر روز وُہ عزّت کی جگہ دیں جس کا وہ حقدار ہے اور سب کاموں خصوصاً ہماری اندرونی زندگی میں وہ ہمیشہ خاص و اعلیٰ جگہ پاتا رہے۔ مَیں تمہیں چند اُمور کی طرف توجّہ دلاتا ہُوں۔ جو اِن آیتوں میں پائے جاتے ہیں۔

اوّل۔ اپنی بادشاہت کے بارے میں خُدا کے اپنے منصوبے ھیں۔ انطاکیہ میں اُس کی کلیسیا قائم ہو چکی تھی۔ ایشیا اور یُورپ کے بارے میں خُدا کے خاص ارادے اور تدبیریں تھیں وہ اُس کے خیال میں آ چکی تھیں اور اُس نے اپنے خادموں پر ظاہر کیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ سپہ سالار مہم کو ترتیب دیتا اور اُس کے جنرل اور افسر اُس کی خاص خاص تدبیروں سے واقف نہیں ہوتے وُہ اکثر سر بمُہر احکام پاتے ہیں اور بغیر سبب دریافت کئے اُن پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ یُونہی آسمانی خُدا نے ملکِ پنجاب کی نسبت بڑی بڑی تدبیریں کی ہیں کیونکہ اس میں تو ہم شک نہیں لا سکتے۔ اب خُدا جانتا ہے کہ کیا کام یہاں [illegible] چاہتا ہے کس طریق سے کرے گا۔ مبارک ہے وہ شخص جو خُدا کے بھیدوں میں دخل پاتا اور اُس کی زیرِ ہدایت ہو کر کام کرتا ہے۔

کچھ عرصہ گزرا شہر ولنگٹن میں جہاں مَیں رہتا ہُوں ہم نے ایک مشن انسٹیٹیوٹ کھولا۔ رسمِ افتتاح کے وقت پرنسپل صاحب نے اپنی تقریر میں کچھ فرمایا۔ جو مجھے اب تک نہیں بھُولا۔ اُس نے کہا کہ پچھلے سال ہم بُنیادی پتھر رکھنے

کو فراہم ہوئے۔ تو ہم نے کیا پایا؟ کوڑا۔ پتھر۔ اینٹیں اور ایک پُرانی عمارت کا خرابہ۔ ہم نے بُنیادی پتھر رکھا اور بہت تھوڑے لوگوں کو علم تھا کہ کیسی عمارت تیار ہونے کو ہے۔ سوائے میر عمارت کے کوئی شخص بھی اُس سے بخوبی واقف نہ تھا۔ اُس کے دل میں تو عمارت کا نقشہ صاف صاف جما تھا۔ اور جونہی ٹھیکہ دار اور معمار اور بڑھئی اپنے کام پر آئے تو اُنہوں نے اُس سے اپنے کام لئے اور ادنیٰ سے مزدور کو بھی اُس کا فرمانبردار رہنا پڑا۔ عمارت اُٹھی اور یہ خوبصورت عالیشان مکان تیار ہوا۔ ایسے ہی لیکچرار نے فرمایا یہ عمارت جس کی ہم آج رسم افتتاح ادا کرتے ہیں۔ ایک ایسے کام کا بنیادی پتھر رکھنا ہے جس کی بابت صرف خُدا ہی جانتا ہے۔ کہ اُس کا انجام کیا ہوگا۔ لیکن خُدا کے اپنے کارندے ہیں اور اُس کے کام کا نقشہ صاف صاف کھینچا ہے۔ ہمارا یہ کام ہے کہ منتظر رہیں تاکہ خُدا ہم پر اپنی اتنی مرضی ظاہر کرے جتنی ضروری ہے۔

ہمارا یہی کام ہے کہ وفادار اور فرمانبردار رہیں اور اُس کے احکام کی تعمیل کریں۔ کلیسیائے جامع اور اس مُلک کی کلیسیا کے لئے خُدا کے اپنے منصوبے ہیں۔ لیکن آہ۔ ہم اکثر اوقات اپنے منصوبے باندھتے اور اپنی مرضی اور طریق سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ جب تک خُدا ہمارے آگے آگے نہ چلے۔ ہم ایک قدم آگے نہ بڑھیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہماری کمزور کوششوں میں برکت دے۔ خُدا نے اپنے کام اور اپنی بادشاہت کے پھیلانے کے منصوبے باندھے ہیں اور یہ کام رُوح القدس کے سپرد کیا گیا ہے۔

یہاں بھی پنجاب کا کام رُوح القدس کا کام ہے۔ خُدا ہماری مدد کرے کیونکہ

جب تک رُوحُ القدُس ہماری ہدایت نہ فرمائے۔ ہم خُدا کے صندوق کو چھُونے سے ڈرتے ہیں۔

دوم۔ خُدا رضامند اور قابل ہے کہ اپنے بندوں پر اپنی مرضی ظاہر کرے۔ ہاں خُدا مبارک ہے اور ابھی تک آسمان سے ہدایات آتی ہیں۔ جیسے ہم یاں پڑھتے ہیں کہ رُوح القدُس نے کیا فرمایا۔ ویسے ہی رُوح القدُس اب بھی اپنی کلیسیا اور اپنے لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ اِن آخری دنوں میں اُس نے اکثر کلام کیا ہے۔ وہ فرداً فرداً لوگوں کے پاس آیا اور اپنی الٰہی تعلیم سے اُنہیں وُہ کام کرنے کو دئیے۔ جو اوّل اوّل دُوسروں کی سمجھ میں نہ آئے اور اُنہوں نے اپنی رضا و عقل ظاہر نہ کی۔ رُوح القدُس ہمارے زمانہ میں بھی اپنے لوگوں کو سکھاتا ہے۔ خُدا کا شکر ہو۔ کہ ہماری مشن سوسائٹیوں۔ ہوم سوسائٹیوں اور ہزاروں طرح کے کاموں میں رُوح القدُس کی ہدایت ظاہر ہے۔ ہاں میرے نزدیک ہم سب یہ اقرار کرنے کو تیار ہیں کہ وہ بہت کم ظاہر ہوتی ہے۔ ہم نے ابھی تک خُدا پر بھروسہ کرنا نہیں سیکھا۔ اور اس لئے چاہتے ہیں۔ کہ اِس اپنے کنوینشن میں خُدا کے حضور سنجیدگی سے اقرار کریں کہ اَے خُدا ہم تیرا زیادہ انتظار کرنا چاہتے ہیں تاکہ تُو اپنی مرضی ہم پر ظاہر کرے۔

صرف قوت پانے ہی کے لئے خُدا سے درخواست نہ کرو۔ بعض مسیحیوں کا کام کرنے کا اپنا اپنا طریق ہے لیکن چاہئے کہ خُدا قوّت و برکت دے۔ انسان اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ خُدا سے فضل ملے۔ شاید اسی لئے خُدا اکثر اتنا تھوڑا فضل اور اتنی کم کامیابی دیتا ہے۔ آؤ ہم سب خُدا کے

حضور کہیں کہ جو کوئی خُدا کی مرضی کے مطابق عمل کریگا۔ اُس سے خُدا کی قوت باز رکھی نہیں جائے گی۔ اور اُس پر ضرور خُدا کی برکت نازل ہوگی۔ اور اس لئے ہماری یہی آرزو ہے کہ خُدا کی مرضی ہم پر ظاہر ہو۔

اگر تم پوچھو۔ کہ کیا آسمان سے ان ہدایات کا پانا اور اُنہیں سمجھنا آسان ہے تو میرا یہ جواب ہے "ہاں ان کے لئے جو آسمان کی رفاقت میں رہتے۔ اور جو خُدا کے منتظر ہیں۔ یہ آسان ہے"۔ ہم کئی بار استفسار کرتے ہیں کہ خدا کی مرضی کیونکر دریافت ہوسکتی ہے؟ حیرانی و پریشانی کی حالت میں لوگ بڑی سرگرمی سے دُعا کرتے کہ خُدا اُنہیں فوراً جواب دے لیکن خُدا اپنی مرضی اُسی دل پر ظاہر کرتا ہے۔ جو فروتن اور حلیم اور خالی ہو۔ ہاں خاص مصیبتوں اور حیرانی کی حالت میں خُدا اُسی شخص پر اپنی مرضی ظاہر کرسکتا ہے جس نے چھوٹی چھوٹی باتوں اور روزانہ زندگی میں اُس کی اطاعت کرنا اور اُسے عزت دینا سیکھا ہو۔

سوم۔ دل کی اُس حالت پر غور کرو جس پر رُوح خُدا کی مرضی ظاہر کرتا ہے۔ ہم یاں کیا پاتے ہیں؟ "کئی شخص خُدا کی بندگی کرتے اور روزہ رکھتے تھے کہ رُوح القدس ان پر اُتر کر کام کرنے لگا"۔ بعض اشخاص اس آیت کو یوں ہی سمجھتے ہیں۔ جیسے یہ ہماری کسی آجکل کی کمیٹی کے متعلق ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فلاں جگہ ابھی خُدا کا کام شروع نہیں ہوا۔ ہمارے مشن اور جگہوں میں بھی ہیں۔ اور ہم اُس جگہ کام شروع کرنے پر ہیں۔ ہم نے اُس کا بالکل فیصلہ کرلیا ہے اور اب اُس کی بابت دُعا کرتے ہیں۔ لیکن پہلے دنوں میں معاملات کی صُورت بالکل دگرگوں تھی۔ مجھے شک ہے کہ آیا کسی کو یُورپ کا کبھی خیال بھی ہو کیونکہ

"رُوح القدس کے لئے الگ کئے ہوتے"۔

بعد میں پولوس نے بھی ایشیا کو آنا چاہا۔ حتّٰی کہ خُدا کی مرضی سے وُہ رات کو رویا دیکھ کر اُلٹا پھرا۔ ان مردوں کی حالت پر غور کرو۔ خُدا نے بڑے بڑے عجائب کام کئے اُس نے کلیسیا کو انطاکیہ تک پھیلایا اور بڑی بڑی برکتیں دیں۔ یاں یہ لوگ خُدا کی بندگی دُعا اور روزہ سے کر رہے ہیں۔ وُہ اِس امر کے کیسے دلی قائل ہیں کہ ہر ایک طرح کی ہدائت قوّت و برکت سیدھی آسمان سے آنی چاہیئے۔ ہمیں اپنے خُداوند کی جو مُردوں سے جی اُٹھا رفاقت اور اُس سے پوری یگانگت حاصل کرنی ضرور ہے۔ پھر وُہ ہمیں بتائے گا کہ اُسے کیا درکار ہے۔ دیکھو ان کی اُس وقت کی حالت۔ وُہ کیسے خالی۔ دانا۔ بےکس۔ خوش و شادمان لیکن فروتن تھے۔ وہ یہ کہتے معلوم ہوتے ہیں: "اَے خُداوند ہم تیرے خادم ہیں دُعا اور روزہ میں ہم تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے تیری کیا مرضی ہے"؟۔

کیا پطرس کے ساتھ یہی واقع نہ ہوا؟ وہ بالا خانہ پر روزہ رکھتا اور دُعا مانگتا تھا۔ اور اُسے قیصریہ جانے کے حکم اور رویا کا ذرا بھی خیال نہ تھا۔ اُسے ذرا بھی معلوم نہ تھا۔ کہ میرا کام کیا ہوگا۔ خُدا کرے کہ اِس کنونیشن میں بھی ہمارا یہی رویّہ اور یہی حالت ہو جائے۔ اور ہم اِس امر کو خُوب دلنشیں کر لیں۔ کہ اُنہیں دلوں پہ جنہوں نے اپنے آپ کو کلّی طور پہ خُداوند یسوع مسیح کے سپرد کر دیا ہے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو دُنیا۔ ہاں معمولی مذہبی ریاضتوں سے بھی الگ کر لیا۔ اور سرگرم دُعا میں خُداوند یسُوع مسیح کی طرف تاکتے رہتے ہیں۔ ہاں ایسے ہی دلوں پہ خُدا کی آسمانی مرضی ظاہر ہو گی۔

"رُوح القُدس کے لئے الگ کئے ہوئے"

تیسری آیت میں "روزہ" کا لفظ دوبارہ آتا ہے۔ "انہوں نے روزہ رکھا اور دُعا مانگی"۔ جب تم دُعا کرتے ہو۔ تو خداوند یسوعؔ کے فرمان کے بموجب خلوت میں جانا اور دروازہ بند کرنا پسند کرتے ہو۔ تم اپنے کاروبار۔ دوستوں۔ آسائشوں اور تمام باتوں کو جو تمہارے خیالوں کو پھیرتی ہوں۔ الگ کرتے اور اپنے خُدا کے ساتھ الگ رہنا چاہتے ہو۔ لیکن ایک طرح سے یہ مادی دنیا وہاں بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ تمہیں کھانا چاہیئے۔ یہ لوگ مادی اور بیدنی دُنیا کی تاثیروں سے بھی اپنے آپ کو الگ رکھنا چاہتے تھے اور اس لئے انہوں نے روزہ رکھا۔ وہ اتنا ہی کھاتے تھے۔ جو اُن کی نیچر کی ضرورتوں کے پورا کرنے کو کافی ہوتا اور انہوں نے اپنی رُوحوں کے جوش میں خُدا کے حضور روزہ رکھ کر اس امر کا اظہار کرنا چاہا کہ ہم دُنیا کی ہر ایک چیز کو اپنے سے نکال دینا چاہتے ہیں۔ کاش کہ خُدا ہمیں یہ آرزو اور ہر ایک چیز سے علیحدگی بخشے کیونکہ ہم خُدا کا انتظار کرنا چاہتے ہیں کہ رُوح القُدس خُدا کی مبارک مرضی کو ہم پر ظاہر کرے۔

چہارم: خُدا کی مرضی جو رُوح القُدس ظاہر کرتا ہے۔ اس ایک کلمہ میں پائی جاتی ہے: رُوح القُدس کے لئے الگ کیا جانا۔ آسمانی پیغام کی کلید یہی ہے "برنباسؔ اور ساؤلؔ کو اس کام کے لئے جس کے لئے میں نے انہیں بلایا ہے۔ میرے لئے الگ کرو"۔ یہ کام میرا ہے۔ اور مجھے ہی اس کا فکر ہے۔ میں نے ان مردوں کو چُنا اور انہیں بُلایا ہے اور میں چاہتا ہوں۔ کہ تم جو زمین پر مسیح کی کلیسیا کے کارکن اور وکیل ہو۔ انہیں میرے لئے الگ کرو۔

اِس آسمانی پیغام کے دونوں پہلوؤں پر غور کرو۔ یہ شخص رُوح القدُس کے لئے الگ کئے جانے تھے۔ اور کلیسیا نے اُنہیں الگ کرنا تھا۔ رُوح القدس کو کامل بھروسہ تھا کہ یہ لوگ اِس کام کو بخوبی انجام دیں گے۔ وہ آسمانیوں کی رفاقت میں رہتے تھے اور رُوح القدُس نے اُنہیں کہا۔ کہ "اِن کے الگ کرنے کا کام تم ہی کرو۔" رُوح القدُس نے اِن مردوں کو بھی تیار کیا تھا۔ اور ان کی بابت کہا۔ کہ "اُنہیں میرے لئے الگ کرو۔"

کارندوں کی ضرورت اور زندگی کی اصل یہ ہے۔ سوال یہی ہے۔ کہ کِس بات کی ضرورت ہے کہ جس سے خُدا کی قوّت ہم پر زیادہ ٹھہرے۔ اور اُن بیچارے خستہ حال لوگوں اور ورطۂ تباہی میں پڑے ہوئے گنہگاروں پر جن کے درمیان ہم کام کرتے ہیں۔ خُدا کی برکت بکثرت نازل ہو؟ اِس کا جواب آسمان سے یُوں آتا ہے کہ "رُوح القدُس کے لئے مرد الگ کرو۔" بھلا اِس کا کیا مطلب؟ تم جانتے ہو۔ کہ دُنیا میں دو رُوحیں ہیں۔ مسیح نے جب رُوح القدُس کی بابت فرمایا تو یُوں کہا۔ کہ "دُنیا اُسے قبول نہیں کر سکتی"۔ پولُوس نے کہا۔ کہ "ہم نے دُنیا کی رُوح نہیں۔ بلکہ وہ رُوح پائی ہے جو خدا کی طرف سے ہے" ہر ایک کارندے کے لئے ضرور ہے۔ کہ دُنیا کی رُوح اُس سے نکل جائے۔ اور خدا کی رُوح اندرونی زندگی۔ ہاں سارے وُجود پر قبضہ کر لے۔

مجھے یقین ہے۔ کہ ایسے کارندے بھی ہیں۔ جو خُدا کے حضور دُعا و زاری کرتے ہیں۔ کہ رُوح القدُس اُن کے کام پر قوّت کا رُوح بن کر اُتر آئے اور جب وہ قوّت اور برکت پاتے تو اُس کے لئے خُدا کا شکر کرتے ہیں۔ لیکن خُدا کچھ اِس سے

زیادہ اور اعلیٰ چاہتا ہے۔ وُہ چاہتا ہے۔ کہ ہم رُوح القدُس کی ایسی جستجو کریں کہ وہ ہمارے دِل اور زندگی میں قوّت کا رُوح بن کر آئے۔ خودی کو فتح کرے۔ گناہ کو نکال دے اور یسُوع کی مُبارک اور خوبصورت شبیہہ ہم میں ڈھال دے۔

رُوح کی قوّت کو بطور بخشش اور بطور تقدّس زندگی کے فضل کے حاصل کرنے میں بڑا فرق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص میں رُوح کی قوّت تو ہو۔ لیکن اگر رُوح بطور فضل اور قدسیّت کی رُوح کے زیادہ نہ ہو۔ تو اُس کے کام میں نمایاں نقص رہے گا۔ وُہ کئی ایک کی دلی تبدیلی کا باعث ہو سکتا ہے۔ لیکن وُہ لوگوں کو رُوحانی زندگی کے کسی اعلیٰ درجے تک پہنچنے میں ذرا مدد نہیں دے سکتا۔ اور اُس کے گذر جانے پر اُس کے کام کا بڑا حصّہ بھی گذر جائے گا۔ لیکن جو شخص رُوح القدُس کے لئے الگ کیا گیا ہے۔ وُہ یہ کہہ سکتا ہے کہ باپ! بخش کہ رُوح القدُس مجھ پر۔ میرے گھر میں۔ میری طبیعت پر۔ میری زبان کے ہر ایک لفظ۔ میرے دل کے ہر ایک خیال ہاں۔ بنی نوع کی طرف میرے جذبات پر حکمران ہو۔ بخش کہ رُوح القدُس مجھ پر پُورا پُورا قبضہ کرے۔ کیا تمہارے دل کا یہی مدّعا اور یہی آرزو رہی ہے۔ کہ تم ایسے مرد یا عورت بنو۔ جو رُوح القدُس کے لئے الگ اور جُدا کئے گئے ہو؟ اِس آسمانی آواز کو ذرا سُنو۔ رُوح القدُس نے کہا کہ "میرے لئے جُدا کرو"۔ ہاں رُوح القدُس کے لئے جُدا کرو۔ خدا کرے کہ اُس کا کلام ہمارے دِلوں میں ایسی جگہ پکڑے کہ ہمیں پرکھے اور اگر ہم معلوم کریں کہ ابھی تک ہم دُنیا سے بالکل الگ نہیں ہوئے یا اگر خدا ہم پر ظاہر کرے۔ کہ خودی کی زندگی خود رائی اور خودستائی ابھی تک ہم میں ہے تو چاہیئے کہ ہم اپنے آپ کو اُس کے حضور فروتن اور عاجز بنائیں۔

"رُوح القدُس کے لئے الگ کئے ہُوئے"

ہم نے اشتہار دیا ہے کہ یہ فروتنی کے دن ہوں گے اور ہم فراہم ہوئے ہیں کہ اپنے آپ کو خُدا کے حضور فروتن بنائیں اور اُس کی منّت کریں کہ وُہ آپ ہی اپنے پُرزور ہاتھ کے نیچے ہمیں فروتن بنائے۔ مرد! عورت! بھائی۔ بہن۔ تم وُہ کارندے ہو۔ جو رُوح القدُس کے لئے جُدا کئے گئے ہو۔ کیا یہ سچ ہے؟ کیا یہی تمہاری خواہش و آرزو رہی؟ کیا اسی لئے تم نے اپنے آپ کو خُدا کے حضور پیش کیا ہے؟ کیا ایمان کے وسیلے خُداوند یسُوع مسیح کی قوّت ہیں جو جی اُٹھا اور قادرِ مطلق ہے۔ تم اِسی کے اُمیدوار رہے ہو؟۔ اگر نہیں تو یہ ہے ایمان کی بُلاہٹ اور برکت کی کلید۔ "رُوح القدُس کے لئے جُدا کرو"۔ کاش کہ خُدا ہمارے دِلوں پر یہ الفاظ کندہ کرے۔

مَیں نے کہا۔ کہ رُوح القدُس نے اُس کلیسیا سے یُوں کلام کیا۔ جیسے وُہ اُس کام کے کرنے کے قابل تھی۔ رُوح القدُس نے اُن پر اعتبار کیا۔ خُدا کرے کہ ہماری کلیسیائیں۔ ہماری مشنری سوسائٹیاں۔ ہمارے کارندوں کی مجالس اور ہمارے تمام ڈائریکٹر کونسلیں اور کمیٹیاں وُہ مرد اور عورتیں ہوں۔ جو رُوح القدُس کیلئے کارندے جُدا کرنے کے قابل ہوں۔ اس کے لئے بھی ہم خُدا سے دُعا کر سکتے ہیں۔ کاش کہ پیشتر اس کے کہ کل شام ہم ایک دُوسرے سے جُدا ہوں خُدا ہماری ہدایت کرے کہ سب بطور ایک جماعت کے ایک دوسرے کو رُوح القدُس کے لئے جُدا کریں اور ہر ایک اپنے آپ کو رُوح کے لئے جُدا کرے اور اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کہے کہ دُعا میں اُس کے شریک ہوں خُدا ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم ایک دُوسرے کے لئے یہ کام کر سکیں۔

پنجم ۔ رُوح القُدس کے کام میں اُس کے شریک ہونے سے حق شناسی اور کام کرنے کا طریق حاصل ہو جاتا ہے ۔ اُن لوگوں نے کیا کیا؟ اُنہوں نے پولُوس اور برنباس کو جُدا کیا اور پھر اِن دونوں کی بابت لکھا ہے کہ رُوح القُدس کے بھیجنے سے وُہ سلوکیہ میں گئے ۔ ہاں! کیسی رفاقت ہے رُوحُ القُدس آسمان پر سے کام کا ایک حصہ کرتا ہے اور اِنسان زمین پر دوسرا حصہ ۔ اِس زمین پہ اُن لوگوں کے تقرر (آرڈینیشن) کے بعد خُدا کے الہامی کلام میں لکھا ہے ۔ کہ وُہ رُوح القُدس سے بھیجے گئے"۔

اور دیکھو ۔ کہ اس رفاقت سے وہ کیونکر دُعا کرتے اور روزہ رکھتے تھے وہ کچھ عرصہ سے خُدا کی بندگی کرتے اور شاید کچھ دنوں سے روزہ بھی رکھتے تھے۔ رُوح القُدس اُن سے کلام کرتا کیونکہ اُنہیں باہمی کام کرنا اور ایک دوسرے کا رفیق ہونا ہے ۔ اور وہ فوراً زیادہ دُعا اور روزہ کے لئے فراہم ہوتے ہیں ۔ اِس رُوح میں وہ اپنے خُداوند کے حُکم کو مانتے ہیں ۔ اِس سے ہمیں یہ سبق مِلتا ہے کہ نہ صرف ہمارے مسیحی کام کے شروع ہی میں بلکہ برابر ہمیں اپنی سب قوت دُعا میں پانی چاہیے ۔ اگر مسیح کی کلیسیا کے متعلق کوئی ایسا امر ہے جو بعض وقت میرے دل میں بڑے رنج و غم کے ساتھ خلش کرتا ہے ۔ اگر میری اپنی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے جس سے مَیں شرمسار ہوں ۔ اگر کوئی ایسا راز ہے جس کی بابت مَیں محسوس کرتا ہُوں ۔ کہ مسیح کی کلیسیا نے اُسے نہ سمجھا اور نہ ہی قبول کیا ہے ۔ اگر کوئی ایسا خیال ہے ۔ جو مُجھ سے یہ دُعا کرائے تاکہ وُہ خُدا اپنے فضل سے ہمیں نئی نئی باتیں سکھا تو یہ وُہ عجیب قوت ہے جو دُعا کو رُوحانی بادشاہت میں حاصل

ہے۔آہ۔ہم نے اس سے کتنا کم فائدہ اُٹھایا ہے۔

ہم نے بنیئن صاحب کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جب مسیحی کو معلوم ہُوا۔ کہ وہ چابی جو اس قید خانہ کے دروازوں کو کھول سکتی ہے اُس کی بغل ہی میں ہے تو اُس کے چہرے پر کیسی اُمید۔ خوشی اور فتحمندی کے آثار نمودار ہوئے ہمارے پاس وہ چابی ہے۔ جو پنجاب کی گمراہی کے دروازوں کو کھول سکتی ہے لیکن آہ۔ ہم خُدا سے دُعا مانگنے کی نسبت اپنے کام میں زیادہ مشغول ہیں۔ خُدا سے گفتگو کرنے کی نسبت انسان سے گفتگو کرنے کا ہمیں زیادہ خیال ہے۔اِن مردوں سے سیکھو۔ کہ وہ کام جو رُوح القدُس نے ہمیں دیا۔ طلب کرتا ہے کہ ہم زیادہ دُعا اور روزہ رکھیں۔ دُنیا کی رُوح اور اُس کے آرام و آسائش سے ازسرِنو جُدا ہوں اور خدا اور اُس کی رفاقت کے لئے اپنے تئیں ازسرِنو تقدّس کریں۔ اُن لوگوں نے اپنے آپ کو روزہ اور دُعا کے لئے جُدا کیا۔ اور اگر ہمارے معمولی مسیحی کام میں زیادہ دُعا ہو۔ تو ہماری اندرونی زندگی میں زیادہ برکت ہوگی۔ اگر ہم یہ محسوس کریں اور دُنیا کو اُس کا ثبوت اور شہادت دیں کہ میری قوّت صرف مسیح سے ہر دم تعلّق رکھنے اور خدا کو ہر دم اپنے میں کام کرنے دینے میں ہے۔اور اگر ہمارے دل کی یہ حالت ہو۔ تو کیا خُدا کے فضل سے ہماری زندگیاں مقدّس نہ ہو جائیں گی؟ اور کیا وہ بکثرت ثمرور نہ ٹھہریں گی؟۔

کلام اللہ میں اِس تنبیہہ سے بڑھ کر جو گلتیوں کے تیسرے باب میں ہے شاید ہی کوئی اور سنجیدہ ہوگی۔کہ "رُوح سے شروع کرکے کیا اب جسم سے کامل ہُوا چاہتے ہو؟" کیا اس کے معنے جانتے ہو؟ مسیحی کام میں اس مسیحی زندگی کی طرح

"روح القدس کے لئے الگ کئے ہوئے"

جو دُعا سے روح القدس میں شروع ہو۔ بڑا بھاری خطرہ ہے۔ کہ وہ رفتہ رفتہ جسم کی طرف پھر نہ جائے۔ کلام اللہ فرماتا ہے۔ کہ کیا تم روح سے شروع کرکے اب جسم سے کامل ہُوا چاہتے ہو"۔ اپنی پہلی حیرانی۔ پریشانی اور بیکسی کی حالت میں ہم نے خدا سے بہت دُعا کی۔ اور خدا نے جواب دیا اور برکت دی اور ہمارا انتظام کامل اور ہمارے کارندوں کی تعداد بڑھ گئی۔ لیکن آہستہ آہستہ انتظام اور کام میں ہم ایسے مشغول ہو گئے کہ روح کی وہ قوت جس میں ہم نے جب ہم چھوٹی سی جماعت تھے کام شروع کیا تھا۔ بالکل جاتی رہی۔ آہ۔ اس پر خوب غور کرو۔ نئے سرے سے دعا۔ اور روزہ رکھنے ہاں زیادہ دُعا اور زیادہ روزہ رکھنے سے شاگردوں کی اس جماعت نے روح القدس کے حکم کو نبھایا۔ "اے میری جان۔ تُو صرف خدا ہی کا انتظار کر۔" یہی ہمارا سب سے اعلیٰ کام ہے۔ روح القدس اُسی دُعا کے جواب میں ملتا ہے۔ جو زندہ ایمان سے کی جائے۔

تم جانتے ہو۔ کہ جب سرفراز مسیح نے تخت پر جلوس فرمایا تو دس دنوں تک اُس کے پایۂ تخت پاس اُس کے منتظر شاگرد آہ وزاری اور دُعا و مناجات کرتے رہے۔ بادشاہت کا قانون یہی ہے کہ بادشاہ تخت پر ہو۔ اور خادم پایۂ تخت کے پاس۔ کاش کہ خدا ہمیں ہمیشہ وہیں پائے۔

ششم۔ جب روح القدس کام میں ہدایت کرتا اور کام اُس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا تو کیسی عجیب برکت نازل ہوتی ہے تم اُس مشن کی کیفیت سے آگاہ ہو۔ جس پر برنباس اور سوس بھیجے گئے تھے تم جانتے ہو کہ اُنہیں کیسی بڑی قوت عطا ہوئی۔ روح القدس نے اُنہیں بھیجا۔ جہاں جہاں وہ گئے اُن کے کام پر کیسی برکت نازل ہوئی۔

"رُوح القدُس کے لئے الگ کئے ہُوئے"

رُوح القدُس برابر اُن کا ہادی و رہنما بنا رہا۔ تمہیں یاد ہو گا۔ کہ کیونکر پولوس رُوح القدُس کی ہدایت سے دوبارہ ایشیا جانے سے رُکا رہا اور یورپ کو گیا۔ اِس چھوٹی سی جماعت اور اُن کی خدمت پر کیسی عجیب برکت نازل ہوئی۔

ہمیں بھی یہ ایمان لانا لازم ہے کہ خُدا پاس ہمارے لئے بھی برکت ہے۔ رُوح القدُس جس کے ہاتھوں خُدا نے یہ کام سونپا ہے "مقدس ثالوث کا کارکُن" کہلاتا ہے۔ رُوح القدُس پاس صرف قوّت ہی نہیں۔ بلکہ اُس پاس محبّت کی رُوح بھی ہے۔ وہ تاریک دُنیا اور پنجاب اور اُس کے ہر ایک کام پر فکر کرتا اور برکت دینے کو رضامند ہے۔ زیادہ برکت کیوں نہیں آتی؟ اس کا عرف ایک ہی جواب ہوسکتا ہے "جیسا واجب تھا۔ ہم نے رُوح القدُس کو عزت نہیں دی۔ کیا یہاں کوئی ہے جو اپنا ہاتھ اُٹھا کر کہہ سکتا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں۔ کیا ہر ایک غور پسند دِل رو رو کر کہنے کو تیار نہیں کہ خُدا مُجھے معاف کرے مَیں نے جیسا چاہئے تھا۔ رُوح القدُس کو عزّت نہیں دی مَیں نے اُسے رنجیدہ کیا ہے اور جہاں لازم تھا۔ کہ رُوح القدُس عزّت پاتا۔ مَیں نے واں اپنی خودی اپنے جسم اور اپنی مرضی کو کام کرنے دیا ہے۔ خُدا مُجھ پر رحم کرے مَیں نے خودی اور جسم اور مرضی کو وہ جگہ دی ہے۔ جو خُدا چاہتا تھا کہ رُوح القدُس کو ملے۔ آہ یہ گناہ ہمارے خیال اور ہماری سمجھ سے بڑھ کر ہے۔ تو پھر کوئی تعجب کی بات نہیں کہ مسیح کی کلیسیا میں اِتنی کمزوری اور ناکامیابی کیوں نہ ہو۔

پطرؔس کی توبہ

اور خُداوند نے پھر کر پطرؔس کی طرف دیکھا۔ اور پطرؔس کو خُداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ آج مُرغ کی بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا انکار کریگا۔ اور وہ باہر جاکر زار زار رویا۔ لُوقا ۲۲: ۶۱ و ۶۲

پطرس کی دلی تبدیلی کا موقعہ یہ ہے۔ مسیح نے اُسے کہا تھا کہ "تُو اب میری پیروی نہیں کر سکتا"۔ وہ مسیح کی پیروی کرنے کے قابل نہ تھا۔ کیونکہ ابھی تک اُس کی خودی کا خاتمہ نہیں ہُوا تھا۔ وہ اپنے سے واقف نہ تھا اور اِس لئے وہ مسیح کی پیروی نہ کر سکتا تھا۔ لیکن جب وہ باہر جاکر زار زار رویا۔ تو اُس میں یہ بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔ مسیح نے اُسے پیشتر کہا تھا کہ "جب تُو پھرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا"۔ اِس موقعہ پر پطرؔس گناہ سے پھر کر مسیح کی طرف آیا۔ پطرؔس کی سرگذشت کے لئے خُدا کا شکر ہو کیونکہ۔ بائبل کے کسی اَور مُقدّس سے ہمیں ایسی تسلی نہیں ملتی۔ جب ہم اُس کے کیریکٹر (سیرت اور چلن) پر جو

کمزوری اور ناکامیابی سے بھرا تھا۔ نظر ڈالیں۔ اور یہ بھی خیال کریں۔ کہ مسیح نے رُوح القدس کی قوت سے اُسے کیا کا کیا بنا دیا۔ تو ہم میں سے ہر ایک کا دِل اُمید سے بھر جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ پیشتر ازیں کہ مسیح اُسے رُوح القدس سے معمور کرتا اور اُسے نیا آدمی بناتا۔ پطرس کو باہر جا کر زار زار رونا۔ ہاں فروتن اور عاجز بننا پڑا۔ اگر ہم اُس کی تبدیلی کو بخوبی سمجھنا چاہیں تو ہمیں چار باتوں پر غور کرنا ضروری ہے۔ اوّل مسیح کے دلدادہ شاگرد پطرس پر غور کریں۔ پھر جب وہ خودی کی زندگی بسر کرتا تھا۔ سوچیں۔ پھر اُس کی توبہ کو دیکھیں۔ اور آخر میں اِس امر پر دھیان کریں کہ مسیح نے رُوح القدس سے پطرس کو کیا کا کیا بنا دیا۔

اوّل مسیح کے دلدادہ شاگرد پطرس پر غور کرو۔ مسیح نے پطرس کو بلایا۔ کہ اپنے جال چھوڑ کر اُس کی پیروی کرے۔ پطرس نے فوراً ایسا کیا اور بعد میں وہ اپنے خداوند سے کہہ سکتا تھا۔ کہ "ہم نے سب کچھ چھوڑا اور تیری پیروی کی ہے"۔ اُس نے مسیح کی پیروی کرنے کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔ بیشک پطرس کو تسلیم مُطلق کا پایہ حاصل تھا کیونکہ وہ اپنے خداوند کی سچی فرمانبرداری کرتا تھا۔ تمہیں یاد ہے کہ مسیح نے اُسے کہا: "گہرے میں چل کر جال ڈال"۔ مچھوا پطرس جانتا تھا۔ کہ اُس جگہ مچھلیاں نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ ساری رات محنت کرتے رہے۔ اور اُنہیں کچھ نہ ملا تھا۔ لیکن تو بھی اُس نے کہا "تیرے کہنے پر میں جال ڈالتا ہوں"۔ اس نے مسیح کی فرمانبرداری کی۔ وہ بڑا صاحب ایمان تھا۔ جب اُس نے مسیح کو سمندر پر چلتے دیکھا تو کہنے لگا: "خداوندا گر تُو ہے۔ تو مجھے

حکم کر کہ تیرے پاس آؤں"۔ وہ مسیح کے فرمان پر کشتی سے نکل پانی پر چلنے لگا۔

پطرس روحانی طور پر صاحب بصیرت بھی تھا۔ جب مسیح نے شاگردوں سے پوچھا "تم کیا کہتے ہو کہ میں کون ہوں"؟ تو پطرس یہ جواب دینے کے قابل تھا "تو مسیح۔ زندہ خدا کا بیٹا ہے"! اور مسیح نے کہا "مبارک ہے۔ تو شمعون بریونس کیونکہ جسم اور خون نے یہ تجھ پر ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے"۔ مسیح نے اس کی بابت فرمایا۔ کہ وہ ایک "چٹان" ہے اور بادشاہت کی چابیاں اس پاس ہیں۔ پطرس ایک اعلیٰ درجے کا آدمی اور مسیح کا دلدادہ شاگرد تھا۔ تو بھی پطرس میں کئی کمزوریاں تھیں!

پھر پطرس کی طرف دیکھو۔ وہ خودی کی زندگی بسر کرتا۔ خود پسندی خود اعتمادی اور خودستائی کا طالب اور خواہاں تھا۔ تمہیں یاد ہوگا۔ کہ جب مسیح نے اسے کہا۔ "خون اور جسم نے تجھ پر ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے"۔ تو اس کی تھوڑی دیر بعد ہی مسیح نے اپنی تکلیفوں کا ذکر شروع کیا۔ اس پر پطرس نے یہ کہنے کی جرأت کی: "خداوند تجھ پر سلامتی ہو۔ یہ تجھ پر کبھی واقع نہ ہوگا"۔ تب مسیح کو کہنا پڑا: "اے شیطان مجھ سے دور ہو۔ کیونکہ تو ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا۔ جو خدا سے ہوں۔ بلکہ ان کی جو انسان سے ہوں۔ پطرس اس وقت اپنی خود رائی پر تکیہ لگائے۔ اپنی دانش پر بھروسہ رکھے۔ مسیح کو مرنے سے روک رہا تھا۔ یہ کیونکر ہوا؟ پطرس اپنے پر بھروسہ رکھتا اور الٰہی باتوں میں اپنے ہی خیالات کا پابند تھا۔ ہم بعد میں دیکھتے ہیں کہ شاگردوں میں یہ سوال اٹھا۔ کہ ہم میں سب سے بڑا کون ہے تو پطرس بھی ان میں شامل تھا۔

اور اپنے زعم میں وہ اپنے آپ کو اس اعلیٰ درجے کا مستحق سمجھتا اور دُوسروں سے بڑھ کر اپنی عزّت کا زیادہ خواہاں تھا۔ پطرسؔ میں خودی کی زندگی کیسی غالب تھی۔

جب مسیح نے اپنی مصیبتوں کا بیان کیا اور اُسے کہا کہ "اَے شیطان مجھ سے دُور ہو"۔ تو اُس کے تھوڑی دیر بعد ہی اُس نے فرمایا کہ "اگر کوئی شخص میرے پیچھے آنا چاہے تو چاہئے کہ اپنا اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھا کے میرے پیچھے ہو لے"۔ جب تک کوئی شخص ایسا نہ کرے وہ اُس کی پیروی کر نہیں سکتا۔ چاہئے کہ خودی سے بالکل انکار کیا جائے۔ اِس کا کیا مطلب ؟ جب پطرسؔ نے مسیح کا اِنکار کیا تو لکھا ہے کہ اُس نے تین بار کہا "مَیں اس مرد کو نہیں جانتا"۔ یا دوسرے لفظوں میں۔ میرا اس سے کچھ تعلّق نہیں۔ مَیں اور وُہ دوست نہیں ہیں۔ مسیح نے پطرسؔ سے کہا تھا۔ کہ خودی سے انکار۔ اُسے نظر انداز اور اُس کے ہر ایک اِدّعا کو نامنظور کرنا چاہئے۔ سچّی شاگردی کی یہی بنیاد ہے۔ پطرسؔ اُسے سمجھ نہ سکا۔ اور اس لئے اس پر عمل بھی نہ کر سکا اور پھر کیا واقع ہُوا ؟ جب آخری رات آئی تو مسیح نے اُسے کہا۔ "پیشتر اس کے کہ مُرغ دوبارہ بانگ دے تو میرا تین بار انکار کرے گا"۔ لیکن پطرسؔ نے کیسی خود اعتمادی سے کہا "خواہ سب تجھے چھوڑ دیں۔ پر مَیں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ مَیں تیرے ساتھ موت اور قید میں بھی جانے کو تیار ہُوں"۔ پطرسؔ نے یہ الفاظ دیانتداری سے کہے اور پطرسؔ کی یہی مراد تھی مگر آہ پطرسؔ اپنے آپ کو نہ جانتا تھا!۔

خیال کرو۔ کہ مسیح کیونکر لفظ انکار کو دوبارہ استعمال کرتا ہے۔ اُس نے پہلی دفعہ پطرسؔ سے کہا۔ کہ اپنے آپ سے انکار کر اور دوسری دفعہ کہ تُو میرا انکار کریگا۔

دونوں میں سے ایک کا ہونا ضرور ہے۔ یا تو ہم اپنے آپ سے انکار کریں یا ہمیں مسیح سے انکار کرنا پڑے گا۔ دو بڑی طاقتیں باہم جنگ کرتی رہتی ہیں۔ خودی کی نیچر گناہ کے زور ہیں۔ اور مسیح خدا کی طاقت ہیں۔ ان میں سے صرف ایک ہی ہمارے اندر حکمران ہو سکتی ہے۔

اب پطرس کی توبہ پر غور کرو۔ پطرس نے اپنے خداوند کا تین بار انکار کیا اور پھر خداوند نے اُس پر نگاہ کی۔ مسیح کی نگاہ سے پطرس کا دل ٹوٹ گیا اور فوراً اُس گناہ کی تصویر جو اُس سے سرزد ہوا تھا۔ اُس کی آنکھوں کے آگے پھر گئی۔ اور وہ سخت ناکامیابی جو واقع ہوئی تھی۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے آموجود ہوئی۔ اور اُسے معلوم ہوا۔ کہ میں کس گہرائی میں گر پڑا ہوں اور "پطرس باہر جا کر زار زار رونے لگا"۔

آہ! کون اُس کی توبہ کا حال بتا سکتا ہے؟ اُس رات کے باقی وقت اور دُوسرے دِن جب اُس نے مسیح کو مصلوب اور دفن ہوتے دیکھا اور دُوسرا دِن سبت کا۔ آہ۔ وہ دن اُس نے کس سخت مایوسی اور شرم میں کاٹا ہو گا۔ میرا خداوند جاتا رہا۔ میری اُمید جاتی رہی اور مَیں نے اپنے خداوند کا انکار کیا۔ اِس محبت کی زندگی کے بعد۔ اِس تین سال کی مقدس رفاقت کے بعد مَیں نے اپنے خداوند کا انکار کیا۔ خدا مجھ پر رحم کرے۔

میرے نزدیک ہم اِس امر کا خیال ہی نہیں کر سکتے کہ پطرس کیسی فروتنی کے ورطہ اور گہرائی میں غرق ہوا ہو گا۔ لیکن اب یہاں سے تبدیلی شروع ہوتی ہے ہفتے کے پہلے دن پطرس نے مسیح کو دیکھا اور شام کو شاگردوں کے ساتھ اُسے ملا۔

پھر گلیل کی جھیل پر مسیح نے اُسے پُوچھا کہ "کیا تُو مجھے پیار کرتا ہے" حتیٰ کہ پطرس اِس خیال سے اندوہگین ہوا۔ کہ خُداوند میرا تین بار انکار کرنا یاد دلاتا ہے۔ اور اُس نے بڑے ہی غم۔ لیکن راستی سے کہا کہ "خُداوند تجھے تو سب کچھ معلوم ہے۔ تُو تو جانتا ہے کہ مَیں تجھے پیار کرتا ہُوں"۔

اور پھر پطرس خودی سے رہائی پانے کے لئے تیار ہُوا - یہی میرا آخری خیال ہے۔ تم جانتے ہو۔ کہ مسیح اُسے اَوروں کے ساتھ پایہ تخت پاس لے گیا اور اُسے واں منتظر رہنے کو کہا اور پھر پنتیکوست کے دن رُوح القدس نازل ہُوا۔ اور پطرس ایک بالکل نیا اور تبدیل شدہ آدمی ہو گیا۔ صرف یُوں خیال نہ کرو۔ ہاں پطرس کی تبدیلی اُس کی دلیری اور قوّت۔ نوشتوں کی اندرونی واقفیت اور اُس برکت سے جو اُس کے کام پر ہوئی۔ صاف صاف ظاہر ہے۔ اس کے لئے خُدا کا شکر ہو۔ لیکن پطرس کے لئے اس سے بھی اعلیٰ اور بہتر نعمتیں تھیں۔ پطرس کی ساری سرشت ہی بدل گئی۔

اگر تم یہ دیکھنا چاہو۔ تو پطرس کے پہلے خط کا مطالعہ کرو۔ تم جانتے ہو کہ پطرس کی ناکامیابی کا سبب کیا تھا۔ جب اُس نے مسیح سے کہا کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔ تجھ پر یہ تکلیف واقع نہ ہوگی۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسے ذرا بھی خیال نہ تھا۔ کہ موت سے گذر کر زندگی میں داخل ہونا کیا ہے۔ مسیح نے اُسے کہا۔ کہ "اپنا انکار کر" اور باوجود اِس کے۔ اُس نے اپنے خُداوند کا انکار کیا۔ جب مسیح نے اُسے اطلاع دی کہ تُو میرا تین بار انکار کرے گا تو اُس نے بالاصرار کہا۔ کہ میں ہرگز نہیں کروں گا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ پطرس اپنے آپ سے

کیسا ناواقف تھا۔ لیکن جب مَیں اس کا خط پڑھوں۔ اور اُسے یہ کہتے سُنوں۔ کہ "اگر تم مسیح کے نام کے لئے لعن طعن اُٹھاؤ۔ تو تم مبارک ہو۔ کیونکہ خدا اور جلال کا رُوح تم پر ہے"۔ تو مَیں کہتا ہوں۔ کہ یہ وہی پُرانا پطرس نہیں بلکہ مسیح کا رُوح اُس کے مُنہ میں یہ الفاظ ڈال رہا ہے۔ دیکھو وہ کیونکر کہتا ہے کہ "تم مصیبت اُٹھانے کو بلائے گئے ہو۔ جیسے مسیح نے مصیبت اُٹھائی"۔ اِس سے اُس کی تبدیلی کا صاف صاف پتہ لگتا ہے۔ مسیح کے انکار کرنے کے بجائے اُس کی عین خوشی اس میں تھی۔ کہ خودی کا انکار کرے۔ اُسے صلیب دے اور موت کے حوالے کرے اور اس لئے ہم رسُولوں کے اعمال میں پڑھتے ہیں کہ جب وہ کونسل کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو وہ بجرات کہہ سکا کہ "ہم کو خُدا کا حکم آدمیوں کے حکم سے زیادہ ماننا فرض ہے"۔ اور کہ وہ دُوسرے شاگردوں کے ساتھ واپس آکر خوشی کر سکا۔ کہ ہم اِس قابل ٹھہرے کہ مسیح کے نام کے لئے دُکھ اُٹھائیں"۔ دوستو! اس بالکل تبدیل شدہ پطرس پر دھیان کرو۔ خود پسند۔ خود اعتماد اور خود غرض پطرس۔ مسیح کی زندگی اور رُوح سے بھر جاتا ہے۔ یہ سب کچھ مسیح نے اُس کے لئے رُوح القدس کے وسیلے کیا۔

پطرس کی سرگذشت سُنانے سے میرا مدعا کیا ہے؟ یہ سرگذشت ہر ایک کارندہ کی جو سچ مچ خُدا سے باعثِ برکت بننا چاہتا ہے۔ سرگذشت ہونی چاہئے۔ خُدا کی حمد ہو۔ یہ سرگذشت ایک سے زیادہ کارندوں کی سرگذشت ٹھہری ہے۔ یہ سرگذشت اِس امر کی پیشین گوئی ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک اپنے آسمانی خُدا سے کیا کچھ حاصل کر سکتا ہے کل رات ہم نے کہا۔ کہ ہم صرف

اِس لئے فراہم نہیں ہوئے۔ کہ خُدا کے کام اور اُس کے کلام کی منادی کے لئے دُعا کریں۔ نہ اس لئے کہ ہم خُدا سے دُعا کریں کہ وہ محبّت کے رُوح کو ہم پر بکثرت نازل کرے اور کہ خُدا پنجاب کے تمام کارندوں کو محبّت کی قوّت میں متفق اور متحد کر دے۔ بلکہ خصوصاً ہم اس لئے آئے ہیں کہ خُدا ہر ایک زندگی پر فرداً فرداً متوجّہ ہو کر اُس کی ضرورتوں کو پورا کرے۔ کیونکہ جب کارندے فرداً فرداً برکت پائیں گے تو کام ترقّی پائے گا۔ اور بدن قوّت و صحت حاصل کرے گا۔

ہم تھوڑی دیر کے لئے غور کریں کہ یہ سبق ہمیں کیا سکھاتے ہیں۔

پہلا سبق یہ ہے: ہو سکتا ہے کہ کوئی کارندہ بڑا سرگرم۔ خُدا پرست۔ دلدادہ اور کچھ حد تک کامیاب بھی ہو۔ لیکن اُس میں جسم کی طاقت ابھی تک غالب ہو۔ یہ ایک بڑی سنجیدہ صداقت ہے اور صرف خُدا ہی جانتا ہے۔ کہ اِس کمرے میں ایسے کتنے کارندے ہیں۔ جو پانچ دس یا بیس سال سے کام کر رہے ہیں۔ پطرس نے مسیح کے اِنکار کرنے سے پہلے بُری رُوحوں کو نکالا۔ اور بیماروں کو چنگا کیا اور یہاں بعض ہیں جو خُدا کی خدمت کامیابی سے کرتے رہے ہیں۔ اور وہ برکت کے لئے اُس کی حمد و تعریف بھی کرنا چاہتے ہیں۔ تو بھی پطرس کی طرح جسم۔ قوّت اور جگہ رکھتا ہے۔ عزیزو ہمیں یہ امر خوب ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ کہ ہماری خودی کی زندگی ہی کے باعث خُدا کی قوّت ہم میں اِتنا کام نہیں کر سکتی۔ جتنا خُدا چاہتا ہے کہ وہ کرے۔ کیا تم مانتے ہو۔ کہ خُدا تعالیٰ ہمارے ذریعہ دس گُنا برکت دے کر اپنی برکت کو دُگنا کرنا چاہتا ہے؟ لیکن کوئی امر اس کا مانع ہے اور وہ ہماری خودی کی زندگی کا ثبوت ہے۔ ہم پطرس کی

مغروری اُس کی تیز مزاجی اور خود اعتمادی کا ذکر کرتے ہیں۔ ان سب کی جڑ ایک لفظ خودی میں پائی جاتی ہے۔ مسیح نے کہا تھا کہ اپنا انکار کر۔ پطرس نے نہ سمجھا۔ اور اِس لئے اس پر عمل بھی نہ کیا۔ ہر ایک کمزوری اور ناکامیابی اِسی سے برپا ہوئی۔

یاں خدا کے فرزند ہو سکتے ہیں۔ شاید وہ خادم الدین ہوں۔ یا بڑے بڑے کاموں کے محرک و رہنما۔ مددگار یا صاحبِ عزت و قوت و لیاقت یا غریب مزدور ہاں ایسے سینکڑوں ہو سکتے ہیں جو خدا کے لئے بڑی سرگرمی سے کام کرتے ہوں کہ جن میں خودی کی زندگی غالب ہے۔ یہ کیسا سنجیدہ خیال ہے اور ہمیں کیسی سنجیدگی اور صدقِ دلی سے کہنا چاہئے "اے خدا ہم پر ظاہر کر۔ کہ ہم میں سے کوئی خودی کی زندگی بسر نہ کرتا ہو!" ایسا واقع ہوا ہے کہ کئی آدمی جو بیس سال سے کام کرتے تھے اور جنہیں شاید بڑا رتبہ حاصل تھا! ور خدا نے اُن پر یہ ظاہر کیا اور خدا نے اُنہیں سکھایا کہ وہ اپنے آپ کو دیکھیں۔ اور وہ بالکل نادم و شرمسار ہوئے اور دِل شکستہ ہو کر خدا کے حضور اوندھے گرے حتیٰ کہ اُنہیں معلوم ہُوا۔ کہ ہمارے لئے رہائی ہے۔ آہ کیسی شرم اور غم۔ تکلیف اور گویا جان کنی اس کا حصّہ ہو گی۔ پطرس باہر جا کر زار زار رویا۔ اور یاں بھی کئی ایسے خدا پرست ہو سکتے ہیں۔ جن میں جسم کی قوّت ابھی تک غالب و حکمران ہو۔

دوسرا سبق یہ ہے کہ خودی کی قوّت کو ظاہر کرنا ہمارے مبارک خداوند یسوع کا کام ہے۔

یہ کیونکر ہُوا۔ کہ پطرس جسمانی پطرس۔ خود غرض پطرس۔ خود پسند پطرس مردِ پنتیکوست اور خطوط کا راقم ہُوا؟۔ اس لئے کہ وہ مسیح کے اہتمام

میں تھا۔ مسیح اُس کا محافظ تھا اور مسیح نے اُسے سکھایا اور برکت دی۔ جو تنبیہیں مسیح نے اُسے کی تھیں۔ وہ تربیت کا حصّہ تھیں۔ اور آخر کار وہ محبت کی نگاہ کام کر گئی۔ اپنی مصیبت میں بھی مسیح نے اُسے فراموش نہ کیا۔ بلکہ پھر کر اُس کی طرف دیکھا۔ اور "پطرس باہر جا کر زار زار رویا" اور وہی مسیح جو پطرس کو پنتیکوست میں لے گیا۔ آج ہمارے درمیان بھی ہے اور منتظر بیٹھا ہے کہ جو دِل اپنا آپ سپرد کرنے کو رضا مند ہو۔ وہ اُسے اپنے اہتمام میں لے

کیا تم میں سے بعض نہیں کہہ رہے کہ "آہ مجھے بھی یہی وقت درپیش ہے۔ خودی کی زندگی اور آرام۔ خود پسندی اور خود رائی۔ آہ۔ مَیں ان سے کیونکر رہائی پاؤں"؟ میرا یہ جواب ہے۔ خُداوند یسوع مسیح تمہیں اس سے چھڑا سکتا ہے۔ یسوع کے سِوا کوئی اور گناہ کی قوّت سے رہائی نہیں دے سکتا۔ وہ تمہیں کیا کرنے کو کہتا ہے؟ وہ یہی چاہتا ہے۔ کہ تم اُس کی طرف فروتنی سے پھرو۔

تسلیمِ مُطلق

اور آرام کے بادشاہ بن ہدد نے اپنے سارے لشکر کو اکٹھا کیا اور اُس کے ساتھ ۳۲ بادشاہ اور گھوڑے اور رتھ تھے - اور اُس نے سامریہ پر چڑھائی کر کے اُس کا محاصرہ کیا اور اُس سے لڑا - اور اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کے پاس شہر میں قاصد روانہ کئے - اور اُسے کہلا بھیجا کہ بن ہدد یُوں فرماتا ہے کہ تیری چاندی اور تیرا سونا میرا ہے اور تیری بیویوں اور تیرے لڑکوں میں جو سب سے خوبصورت ہیں وہ میرے ہیں" اسرائیل کے بادشاہ نے جواب دیا " اَے میرے مالک بادشاہ تیرے کہنے کے مطابق میں اور جو کچھ میرے پاس ہے سب تیرا ہی ہے "

اسلاطین ۲۰ : ۱ - ۴



جو کچھ بن ھدد نے اخی اب سے طلب کیا وہ تسلیمِ مُطلق تھا - اور جو اخی اب نے پیش کیا - وہ بھی تسلیمِ مُطلق - واجب ہے کہ خدا کا ہر ایک فرزند اپنے تئیں یہ کہتا ہوا اپنے باپ کے ہاتھوں تسلیم کرے کہ "وہی اَے

"تسلیمِ مُطلق"

میرے خُداوند بادشاہ جیسا تُو نے فرمایا۔ ویسا ہی مَیں اور جو کچھ میرے پاس ہے۔ سب تیرا ہی ہے"۔ ہم یہ سُن چکے ہیں۔ اور ہمیں پھر خاص طور پر سُننا چاہیئے۔ کہ خُدا کی برکت کی شرط یہی ہے کہ سب کچھ کُلّیۃً طور پہ اُس کے ہاتھوں سونپا اور سپُرد کیا جائے۔ خُدا کی حمد ہو۔ اگر ہمارے دل اِس کے خواہاں ہیں۔ تو اُن برکتوں کی جو خُدا ہمیں دے گا کوئی حد نہیں۔

تسلیمِ مُطلق۔ شاید تمہیں یہ بتانا بہتر ہو کہ یہ لفظ مجھے کِس طرح مِلا۔ مَیں نے خود اِس کا اکثر استعمال کیا۔ اور تم نے بھی اِسے بارہا سُنا ہے۔ لیکن دس دن کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ سکاٹ لینڈ میں ہم ایک مجلس میں مسیح کی کلیسیا کی حالت اور ایمانداروں کی ضروریات پر گفتگو کر رہے تھے۔ واں ایک خُداوند کا برگزیدہ بندہ تھا۔ جس کے اہتمام میں کارندوں کی تعلیم و تربیت تھی۔ مَیں نے اُس سے پُوچھا۔ کہ آپ کے نزدیک کلیسیا کی بڑی ضرورت کیا ہے۔ اور کِس پیغام کی منادی زیادہ کرنی چاہیئے۔ اُس نے بڑے دھیمے۔ سادہ اور موثّرانہ طریق سے کہا "تسلیمِ مُطلق یا اپنے آپ کو کُلیتًا خُدا کے سپُرد کر دینا ایک ضروری امر ہے"۔ یہ لفظ میرے دل میں ایسے عجیب معلوم ہوئے کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے اور اُس نے بتایا کہ کیونکر اُس کا اپنا تجربہ ہے کہ وہ کارندے جن سے اُس کا سابقہ پڑتا ہے۔ اگر اس امر میں پکّے ہوں۔ تو تعلیم د مدد پانے کو رضامند ہوتے اور جلد ترقّی کر جاتے ہیں۔ حالانکہ جو اِس امر میں خام ہوں وُہ اکثر پیچھے کو ہٹتے اور کام چھوڑ جاتے ہیں۔ خُدا کی پوری برکت حاصل کرنے کی شرط اُس کے ہاتھوں اپنے آپ کو کُلّیہ طور پہ سپُرد کر دینا ہے۔

"تسلیمِ مُطلق"

میرے خُداوند بادشاہ جیسا تُو نے فرمایا۔ ویسا ہی مَیں اور جو کچھ میرے پاس ہے۔ سب تیرا ہی ہے"۔ ہم یہ سُن چکے ہیں۔ اور ہمیں پھر خاص طور پر سُننا چاہیئے۔ کہ خُدا کی برکت کی شرط یہی ہے کہ سب کچھ کُلیّہ طور پہ اُس کے ہاتھوں سونپا اور سپُرد کیا جائے۔ خُدا کی حمد ہو۔ اگر ہمارے دل اِس کے خواہاں ہیں۔ تو اُن برکتوں کی جو خُدا ہمیں دے گا کوئی حد نہیں۔

تسلیمِ مُطلق۔ شاید تمہیں یہ بتانا بہتر ہو کہ یہ لفظ مجھے کِس طرح مِلا۔ مَیں نے خود اِس کا اکثر استعمال کیا۔ اور تم نے بھی اِسے بارہا سُنا ہے۔ لیکن دس دن کا عرصہ گذرتا ہے۔ کہ سکاٹ لینڈ میں ہم ایک مجلس میں مسیح کی کلیسیا کی حالت اور ایمانداروں کی ضروریات پر گفتگو کر رہے تھے۔ واں ایک خُداوند کا برگزیدہ بندہ تھا۔ جس کے اہتمام میں کارندوں کی تعلیم و تربیّت تھی۔ مَیں نے اُس سے پُوچھا۔ کہ آپ کے نزدیک کلیسیا کی بڑی ضرورت کیا ہے۔ اور کِس پیغام کی منادی زیادہ کرنی چاہیئے۔ اُس نے بڑے دھیمے۔ سادہ اور موثرانہ طریق سے کہا "تسلیمِ مُطلق یا اپنے آپ کو کُلیتًا خُدا کے سپُرد کر دینا ایک ضروری امر ہے"۔ یہ لفظ میرے دل میں ایسے عجیب معلوم ہوئے کہ پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے اور اُس نے بتایا کہ کیونکر اُس کا اپنا تجربہ ہے کہ وہ کارندے جن سے اُس کا سابقہ پڑتا ہے۔ اگر اس امر میں پکّے ہوں۔ تو تعلیم مدد پانے کو رضامند ہوتے اور جلد ترقّی کر جاتے ہیں۔ حالانکہ جو اِس امر میں خام ہوں وُہ اکثر پیچھے کو ہٹتے اور کام چھوڑ جاتے ہیں۔ خُدا کی پوری برکت حاصل کرنے کی شرط اُس کے ہاتھوں اپنے آپ کو کُلیہ طور پر سپُرد کر دینا ہے۔

اور اب خُدا کے فضل سے مَیں تمہیں یہ پیغام دیتا ہُوں کہ تمہارا خُدا تمہاری اُن دُعاؤں کا جو تم نے اپنے اور اَوروں کے لئے کیں جواب دیتا ہے۔ لیکن وہ صرف یہی طلب کرتا ہے۔ کہ کیا تم رضامند ہو کہ اپنے آپ کو اُس کے ہاتھوں میں کُلّی طور پر سپرد کردو؟ ہمارا کیا جواب ہے؟ خُدا جانتا ہے۔ کہ سینکڑوں دل ایسے ہیں۔ جنہوں نے ایسا کہا ہے اور سینکڑوں یہ کہنے کے خواہاں و آرزومند ہیں۔ لیکن آہ۔ کون ایسا کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ اور کئی ایسے بھی ہیں جنہوں نے ایسا کہا تو۔ لیکن اُنہیں سخت ناکامیابی ہوئی۔ اور وہ اپنے کو سزاوار ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے ایسی زندگی بسر کرنے کی قوّت کا بھید نہیں پایا۔ کاش کہ آج خُدا ہم میں سے ہر ایک کو اپنا پیغام دے۔

اوّل۔ مَیں تمہیں یہ جتانا چاہتا ہُوں کہ خُدا اِس کو ہم سے طلب کرتا ہے۔ ہاں اس کی بُنیاد خُدا کی عین نیچر میں پائی جاتی ہے۔ خُدا کچھ اَور کرہی نہیں سکتا۔ خُدا کیا ہے؟ وُہ زندگی کا چشمہ ہستی اور قوّت اور نیکی کا ایک ہی منبع ہے۔ دُنیا بھر میں سوائے خُدا کے کاموں کے نیکی یا بھلائی کا اطلاق اَور کسی پر نہیں ہوسکتا۔ اُسی نے سُورج اور چاند۔ ستاروں اور پھُول اور درخت اور گھاس کو پیدا کیا۔ کیا وہ سب سراسر کُلیّہ طور پر خُدا کے ہاتھوں میں نہیں؟ اور کیا وہ ظاہر نہیں کرتے کہ خُدا جو چاہے کرنے کو قادر ہے؟ جب خُدا پھُول کو خوبی کے لباس سے مُلبّس کرتا ہے۔ تو کیا وہ بالکل خُدا کے ہاتھوں میں نہیں؟ اَے خُدا کے بحال شُدہ فرزندو۔ کیا تمہارا خیال

ہے۔ کہ اگر تمہارا نصف یا کچھ حصّہ ہی خُدا کے سپُرد ہو۔ تو وُہ اپنا کام تم میں کر سکتا ہے؟ خُدا ایسا نہیں کر سکتا۔ خُدا زندگی اور محبّت اور برکت اور قوّت اور لا محدُود خوبصُورتی ہے۔ خُدا کی عین خوشی اِس میں ہے کہ اپنی پہچان و عرفان اپنے ہر ایک فرزند کو جو اُس کا خواہاں ہو عنایت فرمائے۔ لیکن آہ۔ اِس تسلیمِ مطلق کی کمی اس کی مانع ہے۔ خُدا آج بھی تم پاس آتا اور اپنا حق طلب کرتا ہے۔

تم روزانہ زندگی میں جانتے ہو۔ کہ تسلیمِ مُطلق کیا چیز ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ ہر ایک چیز اپنے کسی خاص مُدعا اور خدمت کے لئے مخصُوص ہوتی ہے۔ میرے جیب میں قلم ہے۔ اور وہ قلم لکھنے کے لئے مخصُوص ہو چکا ہے اور اگر مَیں اُس سے بخوبی لکھنا چاہوں۔ تو ضرور ہے کہ کُلیّۃً طور پر وہ میرے ہاتھ کے سپُرد ہو۔ اگر کسی اَور کا ہاتھ بھی اُسے پکڑے تو مَیں اُس سے بخوبی لکھ نہیں سکتا۔ یہ کوٹ مجھے کُلیّۃً طور پر دیا گیا ہے تاکہ اُس سے اپنا بدن ڈھانپوں۔ یہ عمارت کُلیّۃً طور پر دینی جلسوں کے لئے الگ کی گئی ہے۔ اور کیا تم خیال کرتے ہو۔ کہ تمہارے غیر فانی وجود ہاں اُس الٰہی نیچر میں جو تم نے نئی زندگی میں پائی۔ خُدا ہر روز اور ہر ساعت تم میں اپنا کام کر سکتا ہے۔ تاوقتیکہ تم اپنے آپ کو کُلیّۃً طور پر اُس کے سپُرد نہ کر دو؟

سلیمان کی ہیکل جب خُدا کے نام سے تقدیس کی گئی۔ تو کُلیّۃً طور پر اُس کے سپُرد کی گئی تھی۔ ہاں ہم میں سے ہر ایک خُدا کی ہیکل ہے۔ جس میں خُدا صرف اسی شرط پر رہے گا اور بڑی طاقت سے کام کرے گا کہ ہم اپنے آپ کو اُس کے

حضور کُلّیتہً طور پر نذر و سپرد کر دیں کیونکہ خُدا یہ طلب کرتا ہے۔ خُدا اُس کے لائق ہے اور اس کے بغیر وہ اپنا مبارک کام نہیں کرے گا۔

دوم۔ خدا صرف اس کو طلب ہی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ خود اُس کا کرنے والا بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کئی ایک دِل اب کہہ رہے ہیں "ہاں! اس تسلیم مطلق میں بہت کچھ پایا جاتا ہے۔" دوپہر کے اجلاس کے بعد مجھے ایک چِٹھی ملی۔ جس میں کسی نے لکھا ہے "آہ۔ میرا ایسی آزمائشوں اور تکلیفوں میں سے گذر ہُوا۔ اور ابھی تک مجھ میں اتنی خودی کی زندگی ہے کہ مَیں اُس کے بالکل چھوڑ دینے کے خیال کا سامنا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ بڑی مُصیبت اور جان کاہی اُٹھانی پڑے گی"۔ افسوس خُدا کے فرزند اُس کی نسبت ایسے بیجا خیال رکھتے ہیں۔ اَے خائف و ترساں! مَیں تمہیں ایک عجیب پیغام سُناتا ہُوں۔ خُدا تمہیں یہ نہیں کہتا۔ کہ اپنی قوّت یا اپنی مرضی کی قوّت سے سراسر کامل بنو۔ بلکہ وُہ تو رضا مند ہے کہ آپ تم میں یہ کام کرے۔ کیا ہم نہیں پڑھتے کہ خدا ہم پر یہ تاثیر کرتا ہے کہ اُس کی مُبارک مرضی کے موافق چلیں اور کام کریں؟ اِسی لئے ہم یاں فراہم ہوئے ہیں کہ مُنہ کے بل خُدا کے حضور سجدہ کریں۔ حتیٰ کہ ہمارے دل یہ ایمان لانا سیکھیں تاکہ وُہ خود ہمارے اندر آئے اور ہر ایک غلطی کو دور اور ہر ایک بُرائی کو فتح کرے اور جو کام اُس کے حضور پسندیدہ ہو۔ وہی ہم میں کرے ہاں خود خُدا ہی تم میں یہ کرے گا۔

پُرانے عہدنامہ میں ابرہام جیسے مردوں پر غور کرو۔ کیا تمہارا خیال

ہے کہ خُدا نے اُس مرد کو جو ایمانداروں کا باپ اور خُدا کا دوست تھا کسی اتفاقِ حسنہ سے پایا۔ اور خود ابرہام۔ خُدا سے الگ ایسا ایمان اور ایسی فرمانبرداری اور سرگرمی رکھتا تھا؟ تم جانتے ہو۔ کہ یُوں نہ تھا۔ خُدا نے اُسے کھڑا کیا اور اُسے اپنے جلال کا وسیلہ ٹھہرایا۔ کیا خُدا نے فرعون سے نہ کہا کہ "اِس لئے مَیں نے تجھے برپا کیا۔ کہ تجھ میں اپنی قوّت ظاہر کروں"؟ اور اگر خُدا نے فرعون کی نسبت یہ کہا۔ تو وہ اپنے ہر ایک فرزند کی نسبت کتنا زیادہ نہ فرمائے گا۔ ہاں! حوصلہ رکھو اور ہر ایک خوف کو دل سے نکالو۔ اور خُدا کے پاس حلِم کے ساتھ آؤ۔ پر اگر ابھی یہ خوف باقی ہے کہ "میری آرزو مضبوط نہیں۔ مَیں ہر ایک واقعہ کے لئے رضامند نہیں۔ مجھ میں یہ کہنے کی جرأت نہیں کہ مَیں ہر ایک چیز کو فتح کر سکتا ہوں" تو مَیں تمہاری منّت کرتا ہوں کہ آج خُدا کی پہچان اور اُس پر بھروسہ رکھنا سیکھو۔ کہو "میرے خُدا! مَیں آرزو رکھتا ہوں کہ تو مجھے رضامند بنائے"! اگر کوئی چیز تمہیں پیچھے ہٹا رہی۔ یا کوئی ایسی قربانی ہے۔ جس کے گذراننے سے تم ڈرتے ہو۔ تو آج خُدا پاس آؤ۔ اور اس امر کا ثبوت لو۔ کہ تمہارا خُدا کیسا مہربان ہے اور اس امر سے ترساں نہ ہو۔ کہ وُہ تم سے وُہ کچھ طلب کرے گا۔ جو وُہ بخشے گا نہیں۔ خُدا آتا اور چاہتا ہے کہ تم میں یہ تسلیم کا کام کرے۔ یہ تمام آرزوئیں اور خواہشیں اور تمنائیں جو تمہارے دل میں ہیں۔ وہ الٰہی مقناطیس یسُوع مسیح کی کششیں ہیں۔ اُس نے تسلیمِ مطلق کی زندگی بسر کی۔ اُس نے تم پر قبضہ کر لیا۔ اور اپنے رُوح القُدس کے وسیلے تمہارے دلوں

ہیں رہتا ہے۔ تم نے اُس کی راہ میں بڑی بڑی رکاوٹیں ڈالیں۔ لیکن وہ تمہیں یہاں خُدا کے بندوں کی سنگت میں لایا ہے تاکہ تم فروتن بننا اور خُدا کا انتظار کرنا سیکھو تاکہ یہاں تم اُس پر پورا پورا قبضہ کر لینے کے لئے مدد پاؤ۔ وُہ آتا اور اپنے پیغام اور اپنی شیریں آواز سے تمہیں بُلاتا ہے۔ کیا تم نہ آؤ گے۔ اور خُدا پر بھروسہ نہ رکھو گے تاکہ وہ اپنے حضور میں تمہیں تسلیمِ مطلق ہونا سکھائے۔ ہاں خُدا مبارک ہے اور وُہ یہ کر سکتا ہے۔

سوم۔ خُدا نہ صرف اِس کو طلب کرتا اور اُسے ہمارے دلوں میں ڈالتا۔ بلکہ جب ہم اُس کے پیش کریں تو منظور بھی کرتا ہے۔ خُدا یہ پہچان ہمارے دلوں میں ڈالتا۔ اور اپنے رُوح القدُس کی طاقت سے ہمیں توفیق دیتا ہے کہ اُس کے حضور رفتار و گفتار سے تسلیمِ مطلق کا اظہار و اقرار کریں۔ لیکن یاد رہے کہ جب تم اپنی تسلیمِ مطلق کا اظہار کرو۔ تو شاید تمہارے خیال اور ضمیر کے مطابق وہ ناکامل ہو اور تم شک اور پس و پیش کرتے ہوئے کہو۔ کیا یہ تسلیم کلیّہ طور پر ہے؟ ایک دفعہ ایک شخص سے مسیح نے فرمایا۔ کہ "اگر تو ایمان لائے۔ تو اُس کے نزدیک جو ایمان لاتا ہے۔ سب چیزیں ممکن ہیں" اُس کا دل خائف و ترساں تھا۔ اور وہ بمنت وزاری کہنے لگا۔ "خُداوند میں ایمان لاتا ہُوں۔ تو میری بے ایمانی کا علاج کر" اور وہ ایمان ایسا تھا۔ جو شیطان پر غالب آیا۔ اور بُری رُوح نکالی گئی۔ اور اگر تم کہو: اے خُداوند میں اپنے آپ کو کلیّہ طور پر تیری رضا کے سپرد کرتا ہوں۔ تو گو یہ دلِ لرزاں اس خیال سے ہو۔ کہ مجھ میں یہ قوّت، یہ ارادہ اور

یہ یقین ہی نہیں۔ تو بھی کامیابی ہو گی۔ خوف زدہ نہ ہو۔ بلکہ جیسے ہو چلے آؤ۔ تمہاری کپکپی کی حالت میں رُوح القدس کی قوّت کام کرے گی۔

کیا تم نے ابھی تک یہ سبق نہیں سیکھا۔ کہ جب حالِ انسانی جانب سے سب کچھ کمزور معلوم دے تو رُوح القُدس بڑی قوّت سے کام کرتا ہے؟ خُداوند یسُوع مسیح کی طرف جب وہ گتسمنی میں تھا۔ دیکھو۔ ہم پڑھتے ہیں کہ اُس نے "ابدی رُوح کے وسیلے" اپنے کو خدا کے حضور قُربانی گذرانا۔ خُدا کا قادرِ مطلق رُوح اُسے مدد و توفیق دے رہا تھا۔ تاہم کیسی جاں کنی اور خوف اور غم اُس پر طاری ہوا۔ اور اُس نے کیسے دُعا مانگی! ظاہرًا تو تم رُوح کی بڑی قوّت کا کوئی نشان نہیں پاتے۔ لیکن خُدا کا رُوح واں موجود تھا۔ . . . . مومن! خائف نہ ہو۔ بلکہ خُدا کے رُوح کے پوشیدہ کام پر ایمان رکھ اور اپنے کو اُس کے سپرد کر دے۔

جب تم اپنے تئیں کلیتہً طور پر اُس کے حضور انڈیل دو۔ تو ایمان رکھو۔ کہ خُدا تب تمہیں قبول کرتا ہے۔ یہ ایک بڑا ضروری امر ہے اور ہاں ہم اِسے اکثر فراموش کر دیتے ہیں کیونکہ ایمانداروں کو اپنے تئیں خدا کے حضور پیش کرتے وقت ایسا رویّہ اختیار کرنا واجب ہے۔ مَیں تمہاری منّت کرتا ہُوں کہ خُدا کے حضور ایسا رویّہ اختیار کرو جس سے ایک گہرا نزدیکی رستہ حاصل ہو۔ ہم سب کو واجب ہے کہ جب کنوینشن سے جائیں۔ تو روزانہ زندگی میں ہمیں خُدا کی پہچان زیادہ حاصل ہو۔ خدا اپنی جگہ پائے "اور سب میں سب کچھ" ہو! اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ زندگی بھر میں ہمارا یہ نصیب ہو۔ تو لازم ہے کہ ہم آج ہی اِسے شروع

کریں۔ اپنے آپ سے نظر اُٹھائیں۔ اور خدا کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتے رہیں۔ ضرور ہے کہ ہر ایک یہ ایمان رکھے۔ کہ اگرچہ مَیں اِس زمین پہ ایک کیڑا اور خُدا کا لرزاں فرزند۔ ناکامیابی اور گُناہ اور خوف سے بھرا ہوا یاں سرِ تسلیم خم کرتا ہوں۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ میرے دِل میں کیا کچھ گذرتا ہے۔ کیونکہ جب مَیں سادگی سے کہتا ہُوں۔ کہ اَے خُدا مَیں تیری شرائط کو منظور کرتا ہوں تو مَیں اپنے اور دوسروں کے حق میں برکت کے لئے منّت کرتا ہُوں مَیں تیرے تسلیمِ مطلق کی شرائط کو قبول کرتا ہُوں۔ ہاں جب تمہارا دِل خاموشی میں یہ کہے۔ تو یاد رکھو۔ کہ یاں خُدا حاضر ہے جو اِس کا خیال رکھنا۔ اپنی کتاب میں اسے قلمبند کر لینا۔ اور اسی وقت تم پہ قبضہ کر لیتا ہے شاید تم یہ معلوم و محسوس نہ کرو۔ لیکن اگر تم ایمان اور کامل توکّل رکھو۔ تو خُدا تم پر قبضہ کر لے گا۔ اَے مسیحیو! اگر خُدا کے سب بندے اکٹھے ہو کر کہیں کہ "مَیں اپنے خُدا کے حضور اپنے آپ کو نذر و سُپرد کرتا ہُوں"۔ تو آج ہی اِس گھر میں وہ کام ہو سکتا ہے جس کی تاثیر سارے پنجاب بلکہ کل زمانہ پہ ہوگی۔

چہارم۔ خُدا نہ صرف اسے طلب کرتا اور اسے دِل میں ڈالتا بلکہ جب اُس کے پیش کریں۔ تو قبول بھی کرتا ہے اور اُسے بحال و قائم بھی رکھتا ہے۔ بہتوں کے لئے یہی ایک بڑی مشکل ہے بعض لوگ کہتے ہیں: کہ فلاں میٹنگ یا کنونیشن میں مَیں نے کئی بار تحریک پائی۔ اور آپ کو خُدا کی نذر کیا۔ لیکن بعد میں یہ خیال جاتا رہا۔ ہفتے یا مہینے کے لئے یہ رہتا اور پھر جاتا رہتا ہے۔ یاں تک کہ اُس کا نشان بھی باقی نہیں رہتا۔

لیکن سُنو! اِس کی وجہ صرف یہی ہے کہ تم نہیں مانتے کہ جب خُدا نے تم میں تسلیمِ مُطلق کا کام شروع کیا۔ اور جب اُس نے تمہارے "تسلیم" کو قبول کیا تو پھر وہ اُس کی خبرداری اور اُسے بحال رکھنے کا پابند ہو جاتا ہے بھلا کیا تم یہ مانتے ہو؟۔

اِس "تسلیم" کے معاملے میں ہم دو ہی ہیں۔ خُدا اور مَیں۔ مَیں ایک کیڑا۔ خُدا ابدی اور قادرِ مطلق یہوّاہ۔ کیڑے! کیا تُو اپنے کو اُس قادرِ مُطلق خُدا کے ہاتھوں سپرد کر دینے سے خائف و ترساں ہوگا؟

آج دوپہر خُدا کے ایک بندے نے دُعا کی۔ کہ ہم میں سے ہر ایک خُدا کی آواز کو یہ کہتے سُنتے "کیا تُو ایمان لاتا ہے۔ کہ مَیں یہ کر سکتا اور دِن بدن۔ اور ساعت بہ ساعت تجھے ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھ سکتا ہوں"۔ ابھی تم نے اُس دلکش سُر میں کیا گایا۔

دم بدم اُس کی محبّت ہی سے مَیں جیتا ہُوں
دم بدم آبِ حیات اُس ہی سے مَیں پیتا ہُوں

اگر خُدا دم بہ دم تم پر اپنا سورج چمکاتا ہے تو کیا وہ دم بدم تم پر اپنی زندگی جلوہ گر نہ فرمائے گا؟ اور کیوں تمہیں اِس کا تجربہ حاصل نہیں؟ اس لئے کہ تم نے خُدا پر توکّل نہیں رکھا۔ اور اُس توکل میں تم اپنے اندر خُدا کو کلیّۃً طور پر تسلیم نہیں کرتے۔

تسلیمِ مطلق کی زندگی میں بڑی بڑی مشکلیں ہیں۔ مَیں اس سے انکار نہیں کرتا۔ ہاں اس میں کچھ مشکلوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہ ایک ایسی زندگی

ہے۔ جو انسان کے لئے بالکل ناممکن ہے۔ لیکن خدا کے فضل و قوت اور روح القدس کی طاقت سے جو ہمارے دلوں میں ہے۔ یہ ایک ایسی زندگی ہے جو ہمیں گذارنی ہے۔ ہاں ایک ایسی زندگی جو خدا کی حمد ہو، ہمارے لئے ممکن ہے! آج ہم ایمان لائیں تاکہ خدا اسے بحال رکھے۔ شاید تم میں سے بعضوں نے اس بوڑھے مقدس جارج ملر کے الفاظ جو اس نے اپنی نوّیں[90] سالگرہ پر خدا کی شفقت کی بابت فرمائے۔ پڑھے ہوں گے۔ وہ کیا کہتا ہے کہ میری خوشی اور اُن تمام برکتوں کا جو مجھے خدا سے ملیں۔ کیا بھید ہے؟ اُس کے نزدیک اس کے دو سبب ہیں۔ پہلے تو اُسے فضل سے توفیق ملی کہ خدا کے حضور ضمیر صالح رکھے اور دوسرے وہ کلام اللہ سے بڑی محبت رکھتا تھا۔ بھلا ضمیر صالح کیا ہے؟ دن بدن خدا کی کامل طور سے فرمانبرداری کرنا۔ اور دعا و کلام میں ہر وقت اُس کی رفاقت رکھنا۔ یہ ہے تسلیمِ مطلق کی زندگی۔

ایسی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ ایک طرف تو وہ تسلیم مطلق جو خدا چاہتا ہے کہ ہم وہی کریں دوسرے جو خدا چاہتا ہے کہ ہم اُسے اپنے میں کام کرنے دیں۔

اوّل۔ وہی کرنا جو خدا چاہتا ہے کہ ہم کریں۔ اپنے تئیں کلیۃً طور پر خدا کی مرضی کے سپرد کر دو۔ تمہیں اُس مرضی کی بابت کچھ تو معلوم ہے۔ اگرچہ وہ بہت ہی کم ہے۔ لیکن آج خداوند خدا سے قطعی طور پر صاف صاف کہو کہ "تیرے فضل سے میں چاہتا ہوں۔ کہ ہر بات میں ہر روز ہر ساعت تیری مرضی بجالایا کروں۔ آمے: خداوند خدا میری زبان پر ایک لفظ بھی ایسا نہ آئے۔

جو تیرے جلال کے لئے نہ ہو۔ میرا کوئی فعل بھی ایسا نہ ہو جس سے تیرا جلال مطلوب نہ ہو۔ محبت کی کوئی اُمنگ بھی میرے دل میں ایسی نہ پیدا ہو جس سے تیرا جلال ظاہر نہ ہوتا ہو۔ اور جو تیری مبارک مرضی کے مطابق نہ ہو" کسی نے کہا۔ کہ کیا تم اسے ممکن سمجھتے ہو؟ مَیں پوچھتا ہوں۔ کہ بھلا خدا نے تم سے کیا وعدہ کیا۔ اور خدا اُس ظرف کو جو بالکل اُس کے سپرد کیا گیا ہو۔ کیسے بھر سکتا ہے؟ ہاں خدا ہماری اُمیدوں سے بڑھ کر ہمیں برکت دینے کو تیّار ہے جو کچھ خدا نے اُن کے لئے جو اُس کا انتظار کرتے مہیّا کیا ہے وہ شروع سے نہ کانوں نے سُنا اور نہ آنکھوں نے دیکھا ہے۔ خُدا نے وہ وہ چیزیں تیار کی ہیں۔ جو نہ کبھی سُنی اور نہ خیال میں ہی آ سکتی ہیں۔ ایسی ایسی برکتیں کہ نہ تم خیال میں لا سکتے اور نہ وہ تمہاری سمجھ میں آ سکتی ہیں۔ وہ الٰہی برکتیں ہیں۔ ہاں آج ہی کہو کہ "مَیں اپنے آپ کو خدا اور اُس کی مرضی کو تسلیم کرتا ہُوں تاکہ وُہی کروں۔ جو خُدا چاہتا ہے"۔ خُدا ہی تمہیں توفیق دے گا تاکہ اس "تسلیم" کو نبھا سکو۔

پھر کہو کہ "مَیں اپنے آپ کو کلیّہ طور پر خُدا کے سپرد کرتا ہوں تاکہ جیسا اُس نے وعدہ کیا ہے۔ مجھ میں ایسی تاثیر کرے کہ مَیں وُہی چاہوں اور وُہی کروں جو اُسے پسندیدہ ہو"! ہاں زندہ خدا اپنے فرزندوں میں ایسے طریق سے کام کرتا ہے۔ جو ہم سمجھ نہیں سکتے۔ کلام اللہ نے ہم پر ظاہر کیا کہ وہ ہم میں ہر ساعت کام کرنا چاہتا ہے کیونکہ خدا رضامند ہے کہ ہماری زندگی کو بحال رکھے۔ صرف چاہیئے کہ ہماری تسلیمِ مُطلق۔ سادہ۔ بچّوں کی سی اور نہایت توکّل کے ساتھ ہو

پنجم۔ اپنے آپ کو کلیۃً طور پر خدا کے سپرد پیش کر دینے سے ہمیں عجیب برکت ملے گی۔ جیسے اخیاب نے اپنے دشمن شاہ بن ہدد سے کہا کہ "اے میرے خداوند بادشاہ جیسا تو نے فرمایا۔ ویسا ہی میں اور جو کچھ میرے پاس ہے۔ سب تیرا ہی ہے"۔ کیا ہم بھی یہی اپنے خدا اور عزیز باپ سے نہ کہیں؟ اگر ہم کہیں تو خدا کی برکت ہم پر آئے گی۔ خدا چاہتا ہے کہ تم دنیا سے جدا اور الگ ہو جاؤ اور اس دنیا سے جو خدا سے نفرت رکھتی ہے۔ باہر نکل آؤ۔ خدا کے لئے باہر نکل آؤ۔ اور کہو: "خداوند تیرے لئے سب کچھ ہو"۔ اگر تم اسے دعائیں کہو اور اس کے کانوں میں ڈالو۔ تو وہ اسے منظور کریگا۔ اور تمہیں سکھائے گا کہ اس کے کیا معنے ہیں۔

میں پھر کہتا ہوں۔ کہ خدا تمہیں برکت دے گا۔ تم برکت کے لئے دعا کرتے رہے ہو۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ تسلیم مطلق ہاں اپنے تئیں سراسر خدا کے حوالے کر دینا ضرور ہے۔ تم جانتے ہو۔ کہ پیالے میں چاء کیوں انڈیلی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خالی اور چاء کے لئے رکھا گیا ہے۔ لیکن روشنائی یا سرکہ یا شراب اس میں ڈالو۔ تو کیا پھر کوئی اس برتن میں چاء انڈیلے گا؟ اور اگر تم اپنے تئیں سراسر خدا کے حوالے نہ کرو۔ تو کیا خدا تمہیں بھر سکتا اور تمہیں برکت دے سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ آؤ۔ ایمان لائیں کیونکہ خدا پاس ہمارے لئے عجیب عجیب برکتیں ہیں۔ اگر ہم صرف آج اس پاس آئیں اور خدا کے حضور کھڑے ہو کر دعا کریں۔ اور پُر ایمان دل سے کہیں کہ اے خدا۔ میں تیرے مطالبات کو منظور کرتا ہوں۔ جو کچھ میں ہوں اور جو کچھ میرا ہے۔ سب تیرا ہی ہے۔ میری روح جو کچھ الٰہی فضل سے تیری نذر کرتی ہے وہ تسلیم مطلق ہے۔

گناہ سے رہائی پانے کی بابت شاید تمہارے خیال صاف اور مضبوط نہ ہوں۔ ہاں اپنے تئیں خُدا کے حضور فروتن بناؤ اور اعتراف کرو۔ کہ ہم نے اپنی خودرائی۔ خوداعتمادی اور خودی کی کوششوں سے رُوح القُدس کو رنجیدہ کیا ہے۔ یہ اقرار کرتے ہوئے فروتنی کے ساتھ اُس کے آگے جُھکو اور کہو۔ کہ وُہ تمہارا دل توڑے اور اپنے حضور تمہیں فروتن اور خاک نشیں بنائے اور جب تم جُھکو۔ تو خُدا کی اِس تعلیم کو قبول کرو۔ کہ ہمارے جسم میں کوئی اچھی چیز نہیں اور سوائے سرِنو زندگی کے ہمیں کسی چیز سے مدد نہیں ملے گی۔ تمہیں لازم ہے کہ خودی کا انکار کرو۔ تمہاری زندگی کی یہی قوّت ہونی چاہیئے۔ کہ ہر وقت خودی کا انکار ہو۔ تاکہ پھر مسیح آکر تم پر قبضہ کرے۔

پطرس نے کب رہائی پائی؟ اُس کی تبدیلی کب کامل ہوئی؟ جب پطرس زار زار رویا تو اُس وقت سے اُس کی تبدیلی شروع ہوئی اور رُوح القُدس نے آکر اُس کے دل کو بھر دیا۔ خُدا باپ ہمیں رُوح کی قوّت دینا چاہتا ہے کیونکہ خُدا کا رُوح ہم میں رہتا ہے۔ ہم خُدا سے اُس کا اِقرار کرتے۔ اُس کے لئے اُس کی حمد کرتے اور اُس کے حضور آتے ہیں۔ تاہم ہمیں یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ہم نے رُوح کو کیونکر رنجیدہ کیا ہے۔ اور پھر ہم خُدا کے آگے گھٹنے ٹیک کر منّت کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اندر رُوح القُدس ڈال کر ہمیں قوّت دے اور یوں وہ ہمیں اپنی بڑی قوّت سے بھر دے گا۔ اور جیسے رُوح مسیح کو ہم میں ظاہر کرتا ہے اور وہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ کے لئے رہنے کو آتا ہے تو خودی کی زندگی جاتی رہتی ہے۔

"تسلیمِ مُطلق"

ہمیں لازم و واجب ہے کہ فروتنی کے ساتھ خُدا کے حضور جُھکیں - اور اُس فروتنی میں ساری کلیسیا کی حالت کا اُس سے اقرار کریں - اِس زمین پر مسیح کی کلیسیا کی افسوسناک حالت کا بیان لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتا - کاش کہ جو جو خیالات بعض اوقات میرے دِل میں اُٹھتے ہیں - اُن کے اظہار کے الفاظ بھی میری مدد کرتے - ذرا اُن مسیحیوں کی حالت پر جو تمہارے چاروں طرف ہیں غور کرو - میری مُراد نام کے مسیحیوں سے نہیں - بلکہ اُن سینکڑوں اور ہزاروں دیانتدار اور سرگرم مسیحیوں سے جو خُدا کی قوّت میں یا اُس کے جلال کے لئے زندگی بسر نہیں کرتے - ایسی تھوڑی قوّت - خُدا کی ایسی تھوڑی عبادت اور اس صداقت کی کہ مسیحی وہی شخص ہے - جس نے اپنے تئیں سراسر خُدا کی مرضی کے حوالے کر دیا ہو کیسی تھوڑی سمجھ اور پہچان اُن کو حاصل ہے! لازم ہے کہ ہم خُدا کے اُن بندوں کے گناہوں کا جو ہمارے چاروں طرف ہیں اقرار کریں - اور اپنے آپ کو فروتن بنائیں - ہم اس بیمار بدن کے ممبر ہیں - اور اس بدن کی بیماری ہمیں روکے گی - اور ہماری صحت میں فرق لائے گی - تاوقتیکہ ہم خُدا پاس نہ آئیں اور اقرار کر کے اپنے کو دُنیا داری کے ساتھ شراکت سے الگ کریں اور ایک دوسرے سے سرد مہری چھوڑیں - اور اپنے تئیں سراسر خُدا کے حضور نذر و تسلیم کر دیں -

پنجاب میں کتنا کام جسم کی رُوح اور خودی کی قوّت میں ہو رہا ہے - ہاں کتنا کام دِن بدن انسانی قوّت میں ہو رہا ہے - جس میں ہماری اپنی مرضی

اور اپنے خیالات کا اظہار تو ہوتا ہے مگر خدا اور رُوح القدس کی قوت کا انتظار بہت کم پایا جاتا ہے! آؤ ہم اس کا اقرار کریں۔ لیکن جب ہم کلیسیا کی حالت اور خُدا کے کام کے لئے جو ہمارے درمیان ہو رہا ہے۔ اپنی ایسی گنہگاری و کمزوری کا اقرار کریں۔ تو پھر اپنی طرف متوجہ ہوں۔ آج تم میں ایسا کون ہے۔ جو سچ مچ خودی کی زندگی کی قوت سے رہائی پانے کا خواہاں ہے۔ جو سچ مچ معترف ہے۔ کہ یہ خودی اور جسم کی قوت ہے۔ اور جو حاضر ہے کہ سب کو مسیح کے قدموں میں ڈالے؟ اُس کے لئے رہائی ہے۔

کل میں نے ایک شخص کا ذکر سُنا۔ جو سرگرم مسیحی تھا۔ اور جس نے جُدائی اور مَوت کے پُر خطر خیال کا بیان کیا۔ لیکن جُدائی اور مَوت کی بابت تمہاری کیا رائے ہے؟ یہ کہ مَوت مسیح کے لئے جلال کا راستہ تھا اُس خوشی کے لئے جو اُس کے آگے تھی۔ اُس نے صلیب کو برداشت کیا۔ صلیب اُس کی ابدی جلال کی مسقط الراس تھی۔ کیا تم مسیح سے محبت کرتے ہو؟ کیا تم مسیح میں رہنے کے خواہاں ہو۔ اور اُس کی مانند ہونا نہیں چاہتے؟ چاہیئے کہ اس دُنیا میں مَوت تمہارے لئے سب سے دلپسند چیز ہو۔ یعنی خودی کے حق میں مَوت اور مسیح کی رفاقت۔ کیا تمہارے لئے دُنیا سے سراسر آزاد ہونا اور اُس جُدائی سے خُدا اور اُس کی محبت سے مل جانا۔ ہاں ہر روز خُدا کے ساتھ ساتھ چلنے اور جینے کے لئے تیار ہونا کوئی مشکل کام ہے؟ یقیناً ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ خُدا اور مسیح سے پوری رفاقت

کی زندگی رکھنے کے لئے کوئی چیز مجھے موت اور جُدائی تک پہنچائے۔ آؤ۔
اس خودی کی زندگی اور جسم کی زندگی کو مسیح کے قدموں میں ڈالو۔ پھر اُس
پر بھروسہ رکھو۔ اُس کے متعلق ہر ایک راز کے سمجھنے کی کوشش نہ کرو
بلکہ اس زندہ ایمان میں آؤ۔ کہ مسیح تم میں اپنی موت کی قوت اور اپنی
زندگی کی قوت سے آئے گا۔ اور پھر رُوح القدس سارے مسیح کو۔ مسیح
مصلوب جی اُٹھے۔ اور جلال میں جیتے مسیح کو۔ تمہارے دل میں لائے گا۔

جہاں میں جب تلک بھٹکا پھروں مَیں — مصائب سخت غربت کے سہوں مَیں
خُداوندا یہی ہر دم کہوں مَیں — "مُیرے ابّا تیری مرضی برآئے"
پھر آخر کو جہاں سے جب مَیں جاؤں — اور اپنے دیس میں آرام پاؤں
یہی ہر وقت خوش ہو کر سناؤں — "مُیرے ابّا تیری مرضی برآئے"

یسُوع نے کہا

اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تو بھی نہ جیسا مَیں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے۔ متی ۲۶ : ۳۹

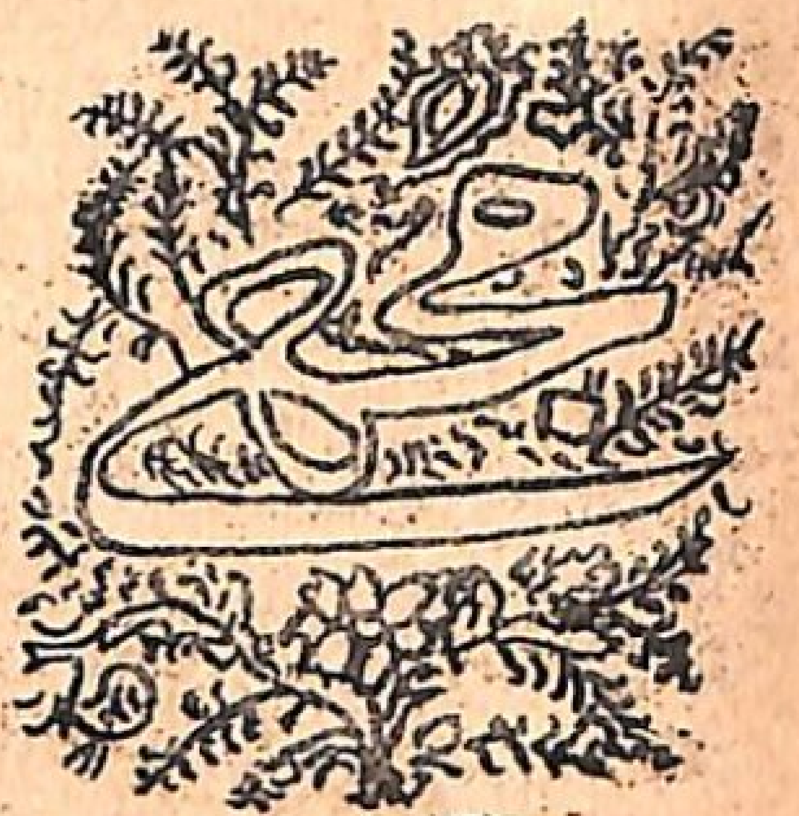
مَیں اپنی مرضی نہیں بلکہ بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔ یوحنّا ۵ : ۳۰

مَیں آسمان سے اِس لئے نہیں اُترا ہُوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں۔ یُوحنّا ۶ : ۳۸

سپُردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

مسیح ہماری زندگی

مسیح جو ہماری زندگی ہے ۔ کُلسیوں ۳: ۴



یقین ہے کہ بہتوں نے جو کل رات "تسلیم مطلق" کا اظہار سنا تو میری طرح یہ ضرور محسوس کیا ہوگا کہ "اَے خدا ہم اِسے کیسا تھوڑا سمجھتے ہیں! اور اُنھوں نے دُعا کی کہ خداوند خدا! ہمیں اس کے معنے جاننا ضرور سکھا۔ اور آپ ہم پر قبضہ کر لے لیکن جیسا مَیں نے کہا۔ ہم مانتے ہیں کہ ہمارے ایمان لانے سے وہ ہماری "تسلیم" کو قبول کرتا ہے اگرچہ اُس تسلیم مطلق کا تجربہ اور قوت ہمیں فوراً حاصل نہ ہو۔ تاہم ہمارا یہ فرض ہے کہ جب تک یہ حاصل نہ ہو لے۔ ہم خُدا کے حضور اپنی دلی حالت پر قائم رہیں۔

کل رات مَیں نے سرسری طَور پر کہا کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ "تسلیم مطلق" ہماری زندگی میں بحال اور قائم رہے۔ تو یہ مسیح کے ہماری زندگی میں آنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ آج مَیں اِسی امر کی کچھ تُوضیح کرنا چاہتا ہُوں۔ صرف مسیح

ہی میں ہو کر ہم خُدا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں اور صرف ہمارے مسیح میں ہونے سے خُدا ہمارے پاس آتا ہے۔ یہ "مسیح ہماری زندگی" یہی ہماری ضرورت ہے عزیزو ہم یاں خُدا سے منّت کرنے کو فراہم ہوتے ہیں کہ وہ اپنے لوگوں کی تقدیس اور گنہگاروں کی دلی تبدیلی کے لئے ساری دُنیا میں رُوح القُدس کی قوت سے کام کرے۔ ہمیں اس امر کی ضرورت ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں کہ خُدا اوروں میں کرے پہلے ہم میں بخوبی وہی پورا ہو ہمارے لئے ضرور ہے کہ خُدا مسیح کو ہم پر ظاہر کرے تاکہ وُہ ہم پر پُورا قبضہ کر لے اور یوں مسیح اس قابل ہو گا۔ کہ ہماری درخواستوں اور خیالوں سے بڑھ کر ہم میں کام کرے۔

اس بڑی صداقت یعنی "مسیح ہماری زندگی" کی توضیح کے لئے مَیں چار امر پیش کرتا ہُوں۔ اگر ہم ان الفاظ کو بخوبی سمجھنا چاہیں تو ہمیں ان باتوں پر غور کرنا واجب ہے۔ اوّل مسیح ہمارا نمونہ۔ دوم مسیح ہمارا بدل۔ سوم مسیح ہمارا گناہوں سے نجات دینے والا۔ چہارم مسیح ہماری قوت اور ہماری زندگی۔ اَے خُداوند اِس وقت تو ہماری باتوں میں اپنا فضل بخش تاکہ ہم تیرے رُوح کے لباس کے سِوا کسی اور اوڑھنی میں اپنے آپ کو ملبّس نہ کریں۔ خُداوند خُدا متکلم اور سامعین کے دلوں میں یہ پہچان ڈال کیونکہ ہم سب ایک ہی خاندان کے فرزند تیرے سامنے جُھکتے ہیں۔ ہر ایک دل میں یہ پختہ ایمان ڈال دے۔ کہ ہمارا خُدا رُوح القُدس کے وسیلے ہم پر ابھی مسیح کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اَے ہمارے باپ ہم تیرے منتظر کھڑے ہیں۔ ہماری رُوح منتظر ہے اور ہماری اُمید تیرے کلام ہی میں ہے۔

اگر ضرور ہے کہ مسیح ہماری زندگی ہو۔ تو چاہئے کہ ہم پہلے مسیح پر جو ہمارا نمونہ ہے غور کریں۔ جب مَیں کہوں کہ مسیح میری زندگی ہے۔ تو یہ کوئی مہمل سی بات نہیں بلکہ مجھے اُس کی بخوبی پہچان حاصل ہونی چاہئے۔ زندگی ہمیشہ اطوار اور افعال کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے اور مجھے یہ پہچان حاصل کرنی ضرور ہے تاکہ اگر مسیح بطور میری زندگی کے مجھ میں آئے تو یہ کوئی ایسا امر نہ ہو جو میرے دل میں چھپا رہے۔ لیکن ایسی بات جو ہر دم اور ہر وقت میری زندگی کے ہر کام اور فعل میں ظاہر و ثابت ہو اور اگر مَیں جاننا چاہوں کہ وہ کیونکر ظاہر ہوگی اور جب مسیح کی زندگی مجھ میں ہو تو میرے خیالات اور الفاظ۔ افعال اور عادات کیا کچھ ہوں گے۔ تو چاہئے کہ مَیں خداوند یسوع مسیح کی زندگی کا جو اُس نے اِس زمین پر بسر کی مطالعہ کروں۔ اور جب مَیں خدا کے عزیز بیٹے کے کاموں اور اُس کی زندگی پر فکر کروں۔ تو مجھے یہ امر مدِ نظر رکھنا چاہئے کہ پیشتر ازیں کہ خدا نے اُسے آسمان پر بلا لیا اُس نے اُسے اس زمین پر رہنے دیا تاکہ اُس کی زندگی میرے لئے ایک تصویر اور مکاشفہ اور پورا پورا نقشہ اِس امر کا ہو کہ خدا کیا چاہتا تھا کہ مَیں بنوں اور مجھے کیا بنانے کو رضامند تھا۔ اِسی خیال کو سامنے رکھ کر مسیح کی زندگی کا جو انجیلوں میں پائی جاتی ہے مطالعہ کرو۔ اور یہی خیال دل میں مقدّم رکھو۔

جب مَیں مسیح کی طرف دیکھتا ہوں تو کیا پاتا ہوں؟ کل رات ہم نے اپنے تئیں خدا کو کلیۃً طور پر سپرد کر دینے کا ذکر کیا کیونکہ مسیح کی زندگی کی بُنیاد یہی تھی۔ وہ ایک ایسے شخص کی طرح آیا جسے خدا نے دُنیا میں بھیجا تھا۔

ایک ایسے آدمی کی طرح جس کا خدا کی مرضی بجالانے کے سوا کوئی اور کام نہ تھا۔ وہ ایسے آدمی کی طرح جیا۔ جس پاس اپنے میں کچھ نہ تھا۔ بلکہ جو ہر روز خُدا کا محتاج اور اُسی کا منتظر رہا کہ وہی اُسے سکھائے اور اُس کے وسیلے کام کرے اور جو کام وُہ کرنے کو تھا اُس پر ظاہر کرے۔ "بیٹا آپ سے کچھ نہیں کرسکتا" اُس نے خُدا کے حضُور "تسلیم مطلق" میں زندگی بسر کی۔ خُدا کی مرضی۔ خُدا کا جلال اور خُدا کی بادشاہت۔ وُہ اِنہیں کے لئے جیا۔ اور اِنہیں کے لئے اپنی جان دی۔ اور اُس نے یہ کسی کوشش سے نہ کیا تاکہ بعض وقت اُسے چھوڑ کر دُنیا کی کسی چیز میں خوشی پائے اور خُدا سے رفاقت رکھنا بھول جائے جو کہ بہت سے مسیحیوں کا شیوہ ہے۔ اُن کے نزدیک مذہب ایک جُوا اور ایک بار اَور فرض ہے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے وہ اِس جُوئے کو اُتار کر خوشی پاتے ہیں۔ ہاں! مسیح کی خوشی خُدا میں تھی۔ وہ اُس کے نزدیک زندہ پانیوں کا سوتا تھا اور خُدا میں اور خدا کے لئے جینا اُس کی خوشی اور اُس کی قوّت تھا۔ خُدا کی مرضی اُس کی خوراک اُس کی آسائش اور اُس کی قوّت تھی۔

اور خُدا اُن سبھوں کو جو اُس سے درخواست کریں اپنی پہچان و عرفان دیتا اور اُن پاس آتا ہے۔ ہاں اُن سبھوں پاس جو یہ کہیں۔ "اَے میرے خُدا میں نے کل رات وعدہ کیا۔ کہ اپنے کو بالکل تجھے دے دوں گا۔ اور تُو جانتا ہے کہ اگرچہ یہ مَیں نے کمزوری میں اور کانپتے ہوئے کہا۔ تو بھی یہ مَیں نے دیانتداری اور راستی سے کہا لیکن اَے میرے خُدا اِس سے

کیا مُراد ہے"؟ وہ زندگی مَیں کیونکر بسر کروں؟ باپ اپنے پیارے بیٹے کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے "یہ ہے میرا پیارا بیٹا جس سے مَیں خوش ہُوں۔ اس کی سُنو۔ اس کی پیروی کرو۔ اس کی طرح زندگی بسر کرو۔ اور مسیح کو اپنی زندگی کا نمونہ اور دستور العمل ٹھہراؤ۔"

دُعا میں اپنے دلوں کو خُدا کے سامنے پیش کرو تاکہ وہی ہمارے دلوں کو جانچے اور دریافت کرے کہ آیا مسیح کی زندگی ہماری زندگی کا دستور العمل رہی ہے یا نہیں۔ مَیں یہاں اُس کو حاصل کرلینے کا ذکر نہیں کرتا۔ لیکن مَیں یہ پُوچھنا چاہتا ہُوں۔ کہ کیا ہم نے یہ سچ مچ کہا ہے "ایسی زندگی کیسی مُبارک ہوگی! اسی کی مجھے خواہش ہے اور اسی کے لئے مَیں خُدا کا انتظار کرتا ہُوں! جس طریق سے مسیح نے زندگی بسر کی۔ ویسے ہی میں بھی بسر کرنا چاہتا ہوں۔" ظاہر میں تو یہ خیال بڑا بلند اور میری توفیق سے بڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب مسیح نے کئی بار فرمایا کہ جیسا مَیں ہوں ویسے ہی تم ہو۔ جیسے مَیں نے تم سے محبّت رکھی۔ ویسے ہی تم بھی ایک دوسرے سے محبّت کرتے رہو۔ جیسے مَیں نے اپنے باپ کے احکام کی پیروی کی۔ اگر ویسے تم بھی کرو۔ تو میری محبّت میں رہو گے۔ اس سے اُس کی کیا مراد تھی؟ رُوح القدس جب یہ فرماتا کہ "تم میں بھی وُہی مزاج ہو۔ جو مسیح یسوع کا تھا" جس نے آپ کو نیچ اور پست کیا اور موت تک فرمانبردار رہا۔ تو اس کا کیا مطلب ہے؟ ضرور ہے کہ مسیح کی سیرت میری سیرت اُس کا مزاج اور اُس کی زندگی میری زندگی ہو جائے۔

بہت ایسے شخص ہیں جو آسمان میں تو مسیح سے ابدی زندگی لینا چاہتے ہیں۔ پر اُس زندگی کے طالب نہیں جو مسیح نے یہاں دُنیا میں بسر کی۔ اور کتنے ایماندار یُوں کہتے ہیں۔ کہ مسیح کی پیروی اور اُس کے نمونہ کی تقلید کا مکمل بجالانا ممکن نہیں ہو سکتا۔ مسیح کے پایہ کو پہنچنا صرف وہم ہے۔ لیکن شب گذشتہ تم نے خلوص دلی سے کہا۔ "اُے باپ تیرا حق ہے اور اب سے مَیں اپنا دل بالکل تیرے تابع وسپُرد کرتا ہوں"۔ تو آج ہی کہو۔ "ضرور ہے۔ کہ مسیح کی زندگی میری زندگی ہو جائے"۔

دوم۔ اگر ہم یہ معلوم کرنا چاہیں کہ "مسیح ہماری زندگی" سے کیا مُراد ہے۔ تو لازم ہے۔ کہ ہم نہ صرف مسیح اور اُس کے کام پر جو ہمارے لئے بطور نمونہ کے ہے غور کریں۔ بلکہ مسیح پر جو ہمارا ابدالد و کفارہ ہے۔ اپنی زندگی میں مسیح نے وہ راستہ تیار کیا جس پر ہمیں چلنا ہے۔ وہ ہمارے لئے ایک نمونہ چھوڑ گیا تاکہ ہم اُس کے نقشِ پاء پر چلیں۔ وہ اُس راستے کا نشان دکھا گیا جو حیاتِ ابدی کو پہنچاتا ہے۔ لیکن یہی کافی نہ تھا۔ کیونکہ گناہ اور اُس کی لعنت یعنی موت کے سبب ہم اُس راہ اور اُس زندگی سے محروم رہ گئے تھے مگر مسیح نے اس مُبارک راہ کو تیار کر کے اور اُس پر نشان لگا کے خود کلوری کی مَوت اور اُس کی تکلیفات کو سہا۔ اُس نے اپنی مرضی موت تک خُدا کو دے دی تھی۔ واں اُس نے ہمارے گناہوں اور ہماری لعنتوں کو اُٹھایا۔ ہماری سلامتی کی سزا اُس پر رکھی گئی: تاکہ اُس کے کوڑوں سے ہم چنگے ہوں۔ اُس نے اپنا قیمتی خوُن۔ "ابدی عہد کا خُون" بہا دیا تاکہ اُس سے ہمارے

لئے خُدا کی عین حضوری میں دخل حاصل کر سکے اور اب مسیح ہمارا سردار کاہن ہو کر وہاں ہے تاکہ ہم زندہ نجات دہندہ کے کفارہ کی الٰہی طاقت سے مستفید ہوں ۔ جب کبھی ہم خُدا کی حضوری میں جانے۔ اُس کی خدمت اور اپنے کو اُس کی نذر کر دینے کا خیال کرتے ہیں۔ تو دِل میں یہ خیال اُٹھتا ہے (اور یہ بجا خیال ہے) کہ کیا مَیں باوجود اپنے گناہوں اور خطاؤں اور کمزوریوں کے جو میرے مسیحی ہونے کے دن سے سرزد ہوئیں۔ ہاں کیا مَیں اپنی فطرت (نیچر) کی گنہگاری کے ہوتے ہوئے خُدا سے ہرزہ رفاقت رکھ سکتا ہوں؟ پھر یہ جواب ملتا ہے کہ "ہم یسُوع کے لہو کے سبب سے نزدیک ہو گئے ہیں"۔ جبکہ ہم نے دلیری حاصل کی . . . کہ یسُوع کے لہو سے . . . داخل ہوں . . . تو آؤ ہم نزدیک جائیں۔

کیا تم میں سے بعض شب گذشتہ اپنے آپ کو کلیّۃً طور پر خُدا کے حضور سپرد کر دینے سے اِس لئے ترساں ہوئے کہ تم اپنے آپ کو ناقابل سمجھتے تھے؟ ہاں! یاد رکھو کہ تمہاری قابلیت تم میں نہیں اور نہ ہی تمہارے تقدّس کی مِقدار یا خلوص میں۔ بلکہ تمہاری قابلیت تو مسیح یسُوع میں ہے۔ کلام اللہ میں ہم پاتے ہیں۔ کہ "مذبح نذر کو پاک کرتا ہے"۔ اور ہم جانتے ہیں کہ مسیح نہ صرف کاہن اور "برّہ جو ذبح کیا گیا"۔ بلکہ زندہ مسیح خود ہی مذبح ہے۔ سات دنوں تک سات مرتبہ لہو چھڑکنے سے مذبح پاک کیا گیا اور اُس کے بعد خُدا نے فرمایا کہ "یہ پاک ترین مذبح ہو گا۔ جو کوئی مذبح کو چھوئے۔ وُہ پاک ہو گا"۔ اور نئے عہد نامے میں ہم پاتے ہیں کہ "مذبح نذر کو پاک کرتا ہے"۔ مسیح ہمارا مذبح ہے۔

اگر کوئی ترساں ہے اور یہ پوچھتا ہے کہ کیا خُدا مجھے میری کمزوری میں قبول کر سکتا ہے؟ تو ہاں! خُدا کے فرزند آ۔ اور ترساں نہ ہو۔ مسیح زندہ مذبح اور ابدی کفارے پر اپنے آپ کو چھوڑ اور وہیں آرام لے۔ وُہی تجھے ہر دم خُدا کے حضور مقبول ٹھہرا سکتا ہے۔ ایمان اور شیریں اعتماد سے اُس پر تکیہ رکھ۔ مَیں کیسا ہی کمزور اور نالائق کیوں نہ ہُوں۔ مذبح نذر کو پاک کرتا ہے اور یسُوع میں ہو کر اور اُس پر تکیہ رکھنے سے میرا خُدا میری کمزوری کو قبول کرتا اور مَیں اُس کے حضور پسندیدہ و مقبول ٹھہرتا ہُوں۔ اَے مسیحیو! اس صداقت پر قائم رہو۔ اور اس کو صرف نام کے مسیحیوں کی نجات اور تسلّی کے لئے محض ایک مسئلہ ہی بنا نہ چھوڑو کہ اس میں تمہارے لئے پُوری اور جلد پذیر معافی ہے۔ بلکہ خُدا کے حضُور ہر وقت جانے کے لئے اُسے ایک بڑی قوّت و وسیلہ ٹھہراؤ۔ "اگر ہم نُور میں چلیں۔ تو اُس کے بیٹے خُداوند یسُوع مسیح کا لہُو ہمیں سارے گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے"۔ مسیح میں ہونے سے مَیں ہر وقت باپ پاس آ سکتا ہُوں خُدا کے مُبارک برّہ کے لہو ہی سے میرے اور تمہارے دلوں میں اُوپر سے ہر دم الٰہی زندگی آتی ہے۔

سوم۔ مسیح محض میرا نمونہ اور میرا کفّارہ ہی نہیں بلکہ مسیح گناہوں سے نجات دینے والا۔ میرا دوست۔ میرا رہنما اور میرا رہبر بھی ہے۔ ہاں ہمارے پُرجلال خُداوند نے صعُود کر جانے سے پیشتر یہی قیمتی وعدہ دیا کہ "دیکھو مَیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہُوں"۔ اور اس سے پہلے بھی جب

شاگرد ابھی اُس کی سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اُس نے فرمایا تھا کہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہوں۔ تو واں مَیں اُن کے درمیان موجود ہوں گا"۔ مجھ کو اور تمہیں یہ امر ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ یسُوع مسیح قریبی زمینی دوست سے بھی زیادہ ہمارے نزدیک ہے۔ ہاں! اگر ہم اپنی آنکھیں اور اپنے دِل اُسکی طرف پھیر لیں۔ ہاں اپنے تمام عزیزوں اور دوستوں سے جو ہمارے چاروں طرف ہیں۔ تمام خوشیوں سے جو ہمیں مرغوبِ خاطر ہوں۔ اور تمام محبّت سے جو لوگ ہم سے کرتے ہیں اور بڑے غور اور فروتنی اور توکّل سے اُنہیں یسُوع کی محبت اور خوشی اور پھیرے پر لگائیں تو وُہ اس قابل ہے کہ ہم پر اپنے کو ظاہر کرے تاکہ ہمارے دِل اس پہچان سے بھر جائیں کہ یسُوع میرے ساتھ ہے۔ تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ کے دِل میں ہر صبح یہ خیال کیسا جاگزیں ہوتا ہے کہ "میرے عزیز فرزند پیاری بیوی یعنی کل خاندان "ہم چاشت کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ ایک ایسا طبعی امر ہے کہ سارا دل اُس سے بھرا ہوتا اور ایک لمحہ بھر کے سوچ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ مسیح اپنی حضوری ایسی نزدیک ایسی صاف اور ایسی عزیز بنائے۔ جیسے اِس دُنیا پر کے سب سے عزیز و رفیق کی قُربت اور سنگت؟ ہاں مسیح ایسا کر سکتا ہے مسیح ایسا کرنے کا خواہاں ہے۔ اور مسیح اِس لائق ہے کہ ہم اُسے ایسا کرنے دیں۔ اَے خُداوُہ وقت کب آئے گا۔ جب تیرا بیٹا ہمارے نزدیک باپ یا ماں۔ بیوی یا خاوند۔ بچّے یا بھائی سے زیادہ عزیز ہو؟ ہاں! اُس مُبارک وقت کو جلد لا!۔

یسوع مسیح آرزو مند ہے کہ تمہارے ساتھ ساتھ رہے۔ تمہارے ساتھ ساتھ چلے اور تمہارے لئے یہ مبارک کام کر سکے۔ وہ خواہاں ہے کہ تمہارا رفیق بن کر رہے تاکہ تم کبھی اکیلے نہ ہو۔ کوئی آزمائش۔ کوئی تکلیف کوئی آگ اور کوئی پانی ایسا نہیں کہ جس میں سے تمہیں گذرنا ہو۔ اور جس میں یہوواہ کا یہ وعدہ جو پرانے عہدنامے میں ہے کہ مَیں تمہارے ساتھ رہونگا۔ خداوند یسوع مسیح میں پُورا نہ ہو۔ ہر ایک جنگ میں جو تمہیں گناہ یا آزمائش سے کرنا ہو۔ ہر ایک کمزوری میں جو تمہیں اس خیال سے لرزا دیتی ہے کہ مَیں اصل میں کیا ہوں۔ ہر ایک حالت میں ممکن ہے۔ کہ مسیح ہر دم تمہاری طرف رہے۔ اپنی حضوری سے تمہیں تسلّی دینے۔ تمہارے دِل کو شادمان کرنے اور راہ بتانے کو یسوع مسیح تمہارا رہبر و رفیق ہو۔ وہ گناہوں سے تمہارا نجات دہندہ ہو اور اپنی بڑی قدرت سے تمہاری حفاظت کرے۔ اور خدا کی مبارک مرضی کو تم میں سرانجام دے۔ ہاں! خداوند ہمیں دکھائے کہ تسلیم مطلق کی زندگی ایک ایسی زندگی ہے جو مسیح یسوع میں ہو کر بسر ہو سکتی ہے۔ ہاں ایک ایسی زندگی جو اِس لئے بسر ہو سکتی ہے کہ خود مسیح ہماری فکر رکھے گا۔ اور ہماری حفاظت کرے گا۔

چہارم۔ مسیح ہم میں ہماری زندگی اور ہماری قوت ہے۔ سب سے اعلیٰ بات یہی ہے۔ نوجوان مرید عموماً اسے بہت کم سمجھتا ہے۔ بہت سے مومن اس امر کا تو بخوبی تجربہ رکھتے ہیں کہ مسیح ہمارا رہبر و مددگار ہے۔ لیکن اس امر کو نہیں سمجھتے کہ مسیح کے مجھ میں میری زندگی اور میری قوت

ہونے سے کیا مراد ہے؟ پولوس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ یہ ایک بڑا بھاری انجیلی بھید ہے۔ ایسا بھید جو کئی زمانوں اور پشتوں تک پوشیدہ رہا لیکن اب ظاہر ہوا ہے۔ خدا کے بندوں کا بھید جس کی بابت وہ کہتا ہے" اِس بھید کی حشمت کی فراوانی جو مسیح تم میں ہے۔" مسیحیو! ہمارے آسمانی خدا کی حشمت و فراوانی تم پر اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ تم اُس کے بیٹے یسوع کو اپنے میں رکھو۔ کاش کہ ہم آج اسے حاصل کریں۔ تھوڑی سی برکت یا برکت کے آغاز ہی کی تمنا نہ رکھیں۔ بلکہ ہماری ساری زندگی یسوع مسیح کی تقدیس کرنے والی قوت اور اُس کے اختیار اور اُس کے ہمارے دلوں میں رہنے کے لئے سپرد و پیش کی جائے۔

مَیں اِس وقت کارندوں سے مخاطب ہوں۔ ہم کام کا زیادہ ذکر کرتے رہے ہیں۔ بھلا اگر ان تمام کارندوں پر جو یہاں فراہم ہوئے ہیں۔ خدا کی برکت مطلوب ہو۔ تو کس بات کی ضرورت ہے؟ خدا کی قوت کیونکر آئے اور کام کرے؟ عزیزو۔ مسیح خدا کی قوت ہے اور ہمیں اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم مسیح کو زیادہ سے زیادہ حاصل کریں۔ ہاں اُسی کو سراسر حاصل کریں تاکہ رُوح القدس ہم میں سے ہر ایک پر مسیح کو ظاہر کرے۔ اور پھر خدا کی قوت ہم میں کام کرے۔

کل صبح ہم نے ایک کلیسیا کا ذکر کیا۔ جو رُوح القدس سے ایسی معمور تھی کہ رُوح القدس نے اُسے کہا کہ اُن مردوں کو جنہیں مَیں نے اپنے کام کے لئے بلایا ہے الگ کرو۔ اور وہ کارندے بھی ایسے مرد تھے جو اس لائق اور تیار اور خواہاں تھے کہ رُوح القدس کے لئے جدا کئے جاتے۔ ہر ایک کلیسیا

ایسی حالت کو کیونکر پہنچ سکتی ہے؟ صرف ایک ہی طریق سے۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے اُس مسیح کی منادی کی "جو روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیتا تھا"۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح وہ موعود ہے جس سے روح القدس ہمیشہ نئے طور پر اور بہتات سے آنا چاہیئے۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی روح کی قوت پنجاب اور دیگر ممالک میں ظاہر ہو۔ تو ضرور ہے کہ مسیح سے تمہارا گہرا رشتہ ہو۔ اُس سے گہری یگانگت ہو اور مسیحی لوگوں میں مسیح کے ساکن رہنے کا زیادہ مکاشفہ ہو۔ تب ضرور بڑی برکت نازل ہو گی۔ کیا مسیح نے نہیں فرمایا کہ "جو کوئی مجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ اُس میں سے زندہ پانی کے سوتے جاری ہوں گے"؟ اور کیا یہ ایمان سے نہیں ہوتا۔ اِس اعتقاد سے کہ مسیح آ کر دِل میں رہنا اور خود وہ چشمہ بن جاتا ہے جس میں سے روح القدس جاری ہوتا ہے؟ مقدس یوحنا کے مکاشفات کے آخری باب میں ہم کیا پڑھتے ہیں؟ "اور اُس نے مجھے آبِ زندگی کے پانی کا ایک چشمہ دکھایا۔ جو بلور کی طرح شفاف اور خدا اور برّے کے تخت سے نکلتا تھا"۔ ہاں برّہ نے جلال کے تخت پر جلوس فرمایا اور زندگی کے پانی کا دریا اُس سے بہ نکلا۔ یہ صرف برّہ ہی ہے جو تمہیں اور مجھے زندہ پانی کے سوتوں تک پہنچاتا ہے اور انہیں ہمارے دلوں میں قائم کرتا ہے تاکہ ہمیں لوگوں میں کام کرنے کی طاقت ملے۔ بحث مباحثہ کی طاقت یا انسانی محبت اور سرگرمی اور جوش اور تیزی کی طاقت نہیں بلکہ وہ طاقت جو خدا سے آتی ہے۔

کیا تم اِس قوت کے لئے تیار ہو؟ کیا تم تیار ہو کہ اپنے آپ کو کلیہ طور پر

خُدا کو تسلیم کرو اور اُسے پاؤ؟ کیا تم سچ مچ کہہ سکتے ہو کہ خداوند میں نے اپنے کو بالکل تیرے سپرد کر دیا ہے۔ گو بڑی کمزوری اور کپکپی ہیں تاہم خُداوند خُدا! میں نے تسلیم تو کیا ہے میں نے اُس کا جو میں جانتا ہوں کہ میرا خُدا مجھے دے سکتا ہے۔ بہت کم حصّہ پایا ہے لیکن خالی ظرف کی طرح جو صاف اور پست ہو۔ میں پھر اپنے کو دن بدن اور دم بہ دم تیرے قدموں میں لا رکھتا ہوں اور اپنے خُدا کا منتظر ہوں! اور اے خُدا کے فرزند جو کچھ نہ آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سُنا اور جو انسان کبھی سمجھ ہی نہ سکے۔ اور جو کچھ تم نے ابھی تک نہیں سمجھا۔ خُدا اُن کے لئے جو اُس کا انتظار کرتے اور اُس سے محبّت رکھتے ہیں کرے گا۔

کنونیشن سے ہمیں کچھ فائدہ نہ ہوگا جب تک وہ ہمیں خدا کی قربت میں نہ پہنچائے اور ہم خُدا سے زیادہ برکت کی توقّع اور اُس سے رفاقت نہ رکھیں۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ یسُوع مسیح یہ ہمارے لئے کر سکتا ہے۔ مسیح ہماری زندگی ہے۔ وُہ ہم میں وہی زندگی بسر کرے گا جو اُس نے زمین پر بسر کی کیا ہم اُمید نہ رکھیں کہ وُہ اپنے اِس وعدہ کی بھرپوری کے مطابق ہم میں کام کرے گا؟ کیا واجب نہیں کہ ہم ہر ایک گناہ اور رکاوٹ اور کمزوری اور ہر ایک چیز کو جو ہمیں ملزم ٹھہراتی ہے ساتھ لے کر اُس پاس آئیں اور اُس کے قدموں میں رکھ دیں اور یہ ایمان رکھیں کہ اُس کا لہو ہمیں پاک صاف کرتا اور یسُوع رہائی دیتا ہے؟ ایمان لاؤ۔ پھر اُمید رکھو۔ منتظر اور قبول کرو کہ خود خدا مسیح کو ہمارے اندر رُوح القدس کی قوّت میں ظاہر کرے گا۔ خُدا ہر ایک عزیز کارندہ کو جو یہاں حاضر ہے یہ عرفان بخشے آمین۔

مسیحی زندگی

جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے
نہ جئیں بلکہ اُس کے لئے جو اُن کے
واسطے مُؤا اور پھر جی اُٹھا۔

۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱۵

ہم دِن بھر محبّت کو قائم رکھ سکتے ہیں

رُوح کا پَھل محبّت ہے - گلتیوں ۵ : ۲۲



بآسانی سمجھ سکتے ہو کہ مَیں نے آج دوپہر کے لئے یہ مضمون کیوں چُنا - منگل کی شام کو ہم نے اپنے مجمع کے مُدّعا و اغراض کا ذکر کیا اور ازاں ایک جملہ یہ تھا کہ لاہور اور اگر ممکن ہو تو پنجاب و دیگر مقامات کے کارندوں کو ایک رُوح اور ایک بدن میں مُتحد و پیوست کیا جائے - جیسا مَیں نے کہا اور تم بھی متفق ہو کہ خُدا کے ہمیں برکت نہ دینے کا بڑا باعث ہماری محبّت کی کمی ہے - جب بدن منقسم ہو تو اُس میں قوّت آ نہیں سکتی -

تمہیں معلوم ہو کہ اہلِ ہالینڈ کا اکثر یہ مقولہ و دستور العمل رہا ہے - کہ "یگانگت سے طاقت حاصل ہوتی ہے" - اور تم جانتے ہو کہ جب خُدا کے بندے محبّت کی رفاقت میں اُس کے حضور ایک ہو کر کھڑے ہوں - ہاں ایک دُوسرے سے کمال محبّت رکھتے ہوئے دُنیا کے سامنے ایک ایسی محبّت میں پیوستہ و متحد

ہوں . . . . تو تب ہی اُنہیں اُس برکت کے پانے کی توفیق ملے گی جس کے وُہ طالب و خواہاں ہیں۔ یاد رہے کہ اگر کوئی ظرف بہت حصّوں میں ٹوٹا ہو تو وہ معمُور نہیں ہو سکتا۔ تم برتن کا کوئی حصّہ لیکر اُس میں کچھ پانی ڈال سکتے ہو۔ لیکن اگر چاہتے ہو کہ سارا ظرف بھر جائے۔ تو لازم ہے کہ وُہ پُورا و سالم ہو۔ یہ اصُول مسیح کی کلیسیا پر بھی بالکل صادق آتا ہے۔ اگر ہمیں کسی امر کے لئے دُعا کرنا ضرور ہے۔ تو وُہ یہ ہے کہ خُداوندا "رُوح القدُس کی قوّت سے ہمیں ایک جسم میں ڈھال دے اور رُوح القدُس جس نے پنتی کوست کے دن اُنہیں یک دِل و یک جان کیا۔ ہم میں بھی اپنا مُبارک کام کرے"۔ خُدا کی حمد ہو۔ ہم ایک دُوسرے سے الٰہی محبت رکھ سکتے ہیں کیونکہ "رُوح کا پھل محبّت ہے"۔ اپنے آپ کی محبّت کو خدا کے سپرد کردو تو رُوح القدُس تمہارے دلوں میں آئے گا۔ رُوح کو قبول کرو۔ اور وہ تمہیں زیادہ محبّت رکھنا سکھائیگا۔

بھلا یہ کیونکر ہے کہ رُوح القدُس کا پھل محبّت ہے؟ اِس لئے کہ خُدا محبّت ہے۔ اِس سے کیا مُراد؟ خُدا کی یہ نیچر اور اُس کی یہ ذات ہے کہ وُہ اپنے کو دُوسروں میں ظاہر کرنے سے خوشی پاتا ہے۔ خُدا میں ذرا بھی خود غرضی نہیں۔ وہ کوئی چیز اپنے تک نہیں رکھتا۔ خُدا کی ذات ہی میں ہے کہ ہمیشہ دیتا رہے۔ سُورج۔ چاند اور ستاروں۔ ہر ایک پھُول اور ہوائی پرند اور بحری مچھلیوں میں تُم اُسے دیکھ سکتے ہو۔ خُدا اپنی مخلوقات کو زندگی دیتا ہے۔ اور اُن فرشتوں نے جو اُس کے تخت کے چاروں طرف ہیں۔ ہاں سرافیم اور کروبین نے جو آگ کے شعلے ہیں۔ اپنا

جلال کہاں سے پایا؟ اس لئے کہ خُدا محبّت ہے۔ اور اُنہیں اپنی برکت اور اپنا نُور بخشتا ہے۔ خُدا کی یہ عین خوشی ہے کہ ہم میں جو اُس کے بحال شدہ فرزند ہیں اپنی محبت ڈالے۔ کیا وجہ؟ جیسا کہ مَیں نے کہا خُدا کوئی چیز اپنے تک نہیں رکھتا۔ ازلیت سے خُدا کا ایک ہی اکلوتا بیٹا تھا۔ اور باپ نے سب چیزیں اُسے دے دیں یعنی خُدا نے کوئی چیز اُس سے باز نہ رکھی۔ "خُدا محبّت ہے"۔ اگلے زمانے کے ایک مسیحی بزرگ نے فرمایا۔ کہ ہم تثلیث کو کسی اور طرح سے سمجھ نہیں سکتے جب تک کہ ہم اُسے الٰہی محبت کا مکاشفہ نہ مانیں۔ یعنی باپ محبّ محبّت کا سرچشمہ۔ بیٹا محبُوب محبت کا مخزن جس میں محبّت ڈالی گئی اور رُوح زندہ محبّت جس نے دونوں کو ملایا اور پھر آپ دُنیا میں بہ نکلا۔ پنتیکوست کا رُوح۔ باپ کا رُوح۔ اور بیٹے کا رُوح۔ سب محبّت ہے اور جب رُوح القدس ہم میں اور دُوسروں میں آئے۔ تو کیا وُہ اُس سے کم محبت کا رُوح ہو گا جو وُہ خُدا میں ہے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ اپنی ذات و خاصیت کو بدل نہیں سکتا۔ خُدا کا رُوح محبّت ہے۔ اور رُوح کا پھل محبّت ہے"۔ یہ کیونکر؟ بنی نوع کی یہی ایک بڑی ضرورت تھی اور مسیح کی شفاعت کا مُدّعا یہی تھا کہ محبّت کو دُنیا میں بحال کرے۔ بھلا جب انسان نے گُناہ کیا۔ تو اُس کے گُناہ کرنے کی وجہ کیا تھی؟ خود غرضی غالب آئی اور اُس نے خُدا کی بہ نسبت خودی کو زیادہ چاہا۔ اور دیکھو! آدم نے فوراً حوّا پر الزام لگانا شروع کیا کہ اُسی نے مجھے بہکایا اور گمراہ کیا ہے۔ خُدا کی محبّت جاتی رہی اور انسان کی محبّت بھی مفقود ہوئی۔ پھر دیکھو۔ آدم کے پہلے دو فرزندوں

ہیں سے ایک دوسرے کے خون کا مجرم ٹھہرا۔ کیا اس سے ہم یہ نہیں سیکھتے کہ گناہ نے دنیا سے محبت کو اٹھا لیا؟ آہ۔ دنیا کی تاریخ اس امر کی کیسی شہادت دیتی ہے کہ دنیا سے محبت کس طرح جاتی رہی ہے! خداوند یسوع مسیح خدا کی محبت کا فرزند بن کر آسمان سے اتر آیا۔ "خدا نے دنیا سے ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا" خدا کا بیٹا یہی بتانے کو آیا کہ محبت کیا ہے۔ اور اس نے اپنے شاگردوں کے ساتھ محبت کی زندگی بسر کی۔ وہ غریبوں اور محتاجوں پر رحم کرتا اور اپنے دشمنوں سے محبت رکھتا تھا اور وہ محبت کی موت موا۔ اور جب وہ آسمان پر چڑھ گیا۔ تو اس نے کسے بھیجا؟ محبت کے روح کو کہ "اگر خود غرضی اور حسد اور مغروری کو دور کرے اور خدا کی محبت انسانوں کے دلوں میں ڈالے" "روح کا پھل محبت ہے"

روح القدس کے وعدے کے لئے کیا تیاری تھی؟ تم اس وعدے کو جو مقدس یوحنا کے چودھویں باب میں ہے بخوبی جانتے ہو لیکن یاد رکھو کہ تیرھویں باب میں اس سے پیشتر کیا واقع ہوتا ہے۔ مسیح نے روح القدس کے وعدہ دینے سے پیشتر انہیں ایک نیا حکم دیا۔ اور اس نئے حکم کے متعلق عجیب عجیب باتیں کہیں۔ ازانجملہ ایک یہ تھی کہ "جیسی میں نے تم سے محبت رکھی۔ تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو" اس کی وہ محبت جس نے ان کے لئے موت کو گوارا کیا۔ ان کی زندگی کا دستور العمل ہونے کو تھی ان مچھووں اور ان لوگوں کے لئے جو غرور اور خود غرضی سے بھرے تھے۔ یہ کیسا عجیب پیغام تھا! مسیح نے فرمایا۔ کہ جیسی میں نے تم سے محبت رکھی ہے ویسے

ہی تم بھی ایک دوسرے سے محبّت رکھنا سیکھو"۔ اور خدا کے فضل سے انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پنتی کوسٹ کے دن وہ ایک دل اور ایک جان تھے کیونکہ مسیح نے انہیں یہ توفیق دی۔

اُس نے اور کیا فرمایا؟ "اس سے سب لوگ جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔ اگر تم ایک دوسرے سے محبّت رکھو"۔ تمہیں معلوم ہے کہ تمغہ کس امر کا اظہار کرتا ہے۔ تم میں سے بعض نیلا تمغہ پہنتے ہو۔ اور ہر ایک جانتا ہے کہ اس سے کیا مُراد ہے۔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں تمہیں ایک تمغہ دیتا ہوں۔ اور وہ تمغہ محبّت ہے۔ یہ تمہارا نشان ہو گا۔ اِسی سے آسمان اور زمین میں لوگ مجھے پہچان سکیں گے۔ آہ کیا ہمیں یہ خوف نہیں کہ محبّت دُنیا سے جاتی رہی ہے؟ اگر ہم دُنیا سے پوچھیں کہ کیا تُو نے ہمیں محبّت کا تمغہ پہنتے دیکھا ہے؟ تو دُنیا یہ جواب دیگی "نہیں بلکہ مَیں نے مسیح کی کلیسیا کی بابت صرف یہی سُنا ہے کہ اُس میں کوئی بھی ایسی جگہ نہیں۔ جہاں لڑائیاں جھگڑے اور جُدائیاں نہ ہوں"۔ واجب ہے کہ ہم ایک دل ہو کر خُدا سے کہیں "ہم یسُوع کا تمغہ جو محبّت ہے پہننا چاہتے ہیں" جو خُدا دینے کو تیار ہے۔

"رُوح کا پھل محبّت ہے"۔ یہ کس لئے؟ اِس لئے کہ سوائے محبّت کے کوئی اور ہماری خود غرضی کو دُور اور ختم نہیں کر سکتا۔ خودی ایک بڑی لعنت ہے۔ خواہ وہ خدا کی نسبت ہو۔ عام لوگوں یا اور مسیحیوں کی نسبت اُسے اپنی ہی سوچ اور اپنا ہی فکر رہتا ہے۔ خودی ہماری سب سے بڑی لعنت ہے۔ لیکن خدا کی حمد ہو کہ مسیح ہمیں خودی سے بچانے اور چھڑانے کو

ہم دن بھر محبت کو قائم رکھ سکتے ہیں

آیا۔ بعض اوقات ہم خودی کی زندگی سے رہائی پانے کا ذکر کرتے ہیں اور ہر ایک لفظ کے لئے جو ہماری مدد کرے خدا کی ستائش ہو۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ خودی کی زندگی سے رہائی پانے کی بابت بعضوں کے کچھ ایسے خیالات ہیں کہ "اب خدا کی خدمت کرنے میں مجھے کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے گی۔" اور وُہ اِس امر کو فراموش و نظر انداز کر دیتے ہیں کہ خودی کی زندگی سے رہائی پانے کا یہ مطلب ہے کہ ہم ایک ایسا ظرف بن جائیں جو دن بھر ہر ایک کے لئے محبت سے چھلکتا و لبریز رہے۔

یہی وجہ ہے کہ کیوں بہت لوگ رُوح القدس کی قوت کے لئے دُعا کرتے اور کچھ پاتے بھی ہیں پر آہ کتنا کم! اُنہوں نے کام کرنے اور برکت پانے کی قوت کے لئے تو دُعا کی۔ لیکن خودی سے پوری پوری رہائی کے لئے اِستدعا نہ کی۔ اِس سے نہ صرف وُہ صادق خودی مراد ہے جو خدا سے راہ و ربط رکھتی ہو۔ بلکہ بے مہر خودی جس کا تعلق انسان سے ہو۔ اِس سے رہائی مل سکتی ہے۔ "رُوح کا پھل محبت ہے"۔ مَیں تمہیں مسیح کا پُرجلال وعدہ سناتا ہُوں۔ کہ وُہ ہمارے دِلوں کو محبت سے بھر دینے کے قابل ہے۔

ہم بعض اوقات محبت کرنے کے لئے بڑی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اپنے کو مجبور کرتے ہیں کہ محبت کریں۔ مَیں نہیں کہتا کہ یہ بُرا ہے۔ یہ نہ ہونے سے تو بہتر ہے۔ لیکن اس کا انجام ہمیشہ افسوسناک ہوتا ہے۔ ہر ایک کو یہی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مجھے ناکامیابی ہوتی رہی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ صرف

یہی کہ مَیں اس صداقت کو نہ سمجھتا اور نہ ہی مانتا ہُوں کہ رُوح القدُس خُدا کی محبّت میرے دل میں ڈال سکتا ہے۔ اِس مُبارک آیت کے معنے کیسے محدُود کئے جاتے ہیں کہ "خُدا کی محبّت ہمارے دلوں میں پھیلائی جاتی ہے"۔ اکثر اس سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے کہ خُدا کی محبّت جو مجھ سے ہے۔ آہ یہ کیسی تنگ خیالی ہے۔ یہ ابھی آغاز ہی ہے۔ خُدا کی محبّت سے ہمیشہ یہ مراد ہے کہ خُدا کی محبّت اُس کی تمام کمالیت اور بھرپُوری میں جو ہمارے اندر ایک بڑی قوت بن کر ٹھہرتی ہے۔ ہاں خُدا کی محبّت جو وُہ مجھ سے رکھتا ہے اور جس سے مجھے توفیق ملتی ہے۔ کہ اپنے خُدا اور بنی نوع سے محبّت رکھوں۔ خُدا کی محبّت وہ جو مجُھ سے رکھتا ہے۔ اور میری محبّت جو مَیں خُدا سے رکھتا ہُوں۔ اور میری وُہ محبّت جو مَیں بنی نوع اِنسان سے رکھتا ہُوں۔ یہ تینوں ایک ہیں۔ تم اُنہیں جُدا نہیں کر سکتے۔ سچ مانو کہ ہمارے دل خُدا کی محبّت سے ایسے معمور ہو سکتے ہیں کہ ہم ہر لحظہ و ہر وقت محبّت کریں۔

آہ! مَیں نے اِس راز کو کیسا تھوڑا سمجھا۔ ایک لیلا کیوں ہر وقت حلیم نظر آتا ہے؟ یہ اس کا خاصہ اور اس کی ذات ہے۔ کیا لیلے کو حلیم بننے کے لئے کوئی مشکل درپیش آتی ہے؟ نہیں۔ بھلا کس لئے وہ ایسا خوبصورت اور حلیم نظر آتا ہے۔ کیا اُسے حلیم بننے کے لئے سکھانا پڑتا ہے؟ نہیں۔ اُس کے لئے یہ امر کیوں ایسا سہل ہے؟ یہ اُس کی ذات ہے۔ بھیڑئیے کو ظلم کرنے اور لیلوں اور بھیڑ بکریوں کو چیرنے پھاڑنے میں کیوں کوئی دقت درپیش نہیں آتی؟ کیونکہ یہ اُس کی ذات ہے۔ اُسے

کچھ سوچ و فکر درکار نہیں۔ بھیڑئیے کی خواہش یہی ہے۔ سچ ہے۔

نیشِ عقرب نہ از پئے کین ست
مقتضائے طبیعتش ایں ست

اور مَیں کیونکر محبت رکھنا سیکھ سکتا ہُوں؟ تاوقتیکہ خُدا کا رُوح میرے دِل کو خُدا کی محبّت سے معمور نہ کر دے اور مَیں خدا کی محبّت کا خود غرضی سے محض اپنے آرام و آسائش۔ خوشی اور شادمانی کے لئے طالب و خواہاں نہ ہُوں۔ جو مَیں رہا ہوں۔ جب تک مَیں یہ نہ جانوں کہ "خُدا محبّت ہے"۔ اور اس امر کا داعی نہ ہوں اور خود نثاری کے لئے اُسے اپنے اندر رہنے کیلئے منظور نہ کروں۔ ہاں جب تک کہ مَیں یہ نہ دیکھوں کہ میرا جلال اور میری برکت بنی نوع انسان کے لئے سب کچھ چھوڑ دینے اور خُدا اور مسیح کی مانند ہونے میں ہے تو مَیں کبھی سیکھ نہیں سکتا۔ کاش کہ خُدا ہمیں یہ سکھائے! ہاں اُس محبّت کی الٰہی برکت جس سے رُوح القدس ہمارے دِلوں کو بھر سکتا ہے کیسی ہوگی"! رُوح کا پھل محبّت ہے"۔

مَیں پھر پُوچھتا ہُوں کہ یہ کیوں ہونا چاہئے؟ اور میرا یہ جواب ہے کہ اِس کے بغیر ہم محبّت کی روزانہ زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ کتنی بار ہم تقدیس یافتہ زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں بد مزاجی کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ اور بعضوں کا خیال ہے۔ کہ ہم اِس کا حد سے زیادہ فکر کرتے ہیں۔ میرے نزدیک ہم اِس پر کوئی غیر واجب زور نہیں دیتے۔ کیا تم سامنے گھڑی کو دیکھتے ہو؟ بھلا جانتے ہو کہ سُوئیاں کیا ظاہر کرتی ہیں۔ سوئیاں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ

گھڑی کے اندر کیل ہے۔ اگر ہم دیکھیں کہ سوئیاں کھڑی ہیں یا غلط وقت بتاتی ہیں۔ یا گھڑی کچھ آگے یا پیچھے ہے۔ تو ہم فوراً جان جاتے ہیں۔ کہ گھڑی کے اندر کچھ نقص ہے تاں سرشت و بدمزاجی کا بھی عین یہی حال ہے۔ وہ اِس امر کا ثبوت ہے کہ آیا مسیح کی محبّت ہمارے دل میں ہے یا نہیں؟ ایسے کتنے شخص ہیں۔ جو گرجا یا مجلسِ دُعائیہ یا خداوند کے کام میں اپنی روزانہ زندگی کی نسبت جو بیوی بچّوں اور نوکروں کے ساتھ بسر ہو خوش اور پاک رہنا آسان پاتے ہیں۔ اُن کے لئے گھر کی نسبت گھر کے باہر خوش اور پاک رہنا سہل ہے۔ خُدا کی محبّت کہاں ہے؟ مسیح میں۔ خُدا نے مسیح میں ہمارے لئے ایک عجیب بحالیّت تیار کی ہے۔ وہ خواہاں ہے کہ ہمیں فوق الخلقت بنائے۔ کیا ہم اس کی خواہش رکھتے۔ اس کے لئے درخواست کرتے اور اُمید رکھتے ہیں کہ یہ اپنی تمام بھرپوری میں ہمارا حصّہ اور نصیب ہوگی۔

دیکھو اپنی زبان کی طرف! جب ہم ایک بہتر اور پُر آرام زندگی کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی کبھی زبان کا بھی ذکر کیا کرتے ہیں لیکن ذرا خیال تو کرو کئی مسیحی اپنی زبانوں کو کیسی آزادی دے چھوڑتے ہیں۔ وہ یُوں دلیل دوڑایا کرتے ہیں "میرا حق ہے کہ جو چاہوں رائے رکھوں"۔ اور جب وہ ایک دُوسرے اور اپنے ہمسائیوں اور دیگر مسیحیوں کی بابت ذکر کرتے تو اُن کی رائیں اکثر کیسی تیز ہوتی ہیں!۔ اگر مَیں کوئی بے محبّت بات کہوں تو خُدا میری زبان ہی کو بند کر دے لیکن میں ایک امرِ واقعی کا بیان کرتا ہُوں۔

محبت کی کمی ہے۔ ضرور ہے کہ ہر ایک اپنے دل کو پرکھے اور دعا کرے تاکہ خدا بھی اُسے جانچے۔

ہمیں یہ کیوں تعلیم دی گئی۔ کہ "روح کا پھل محبت ہے"؟ اس لئے کہ خُدا کا روح آیا ہے کہ ہماری روزانہ زندگی کو الٰہی قوت کا اظہار اور اس امر کا مکاشفہ بنائے کہ خدا اپنے فرزندوں کے لئے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ کلیسیا کی مجموعی حالت پر غور کرو۔ اُس میں کیسے کیسے تفرقے پائے جاتے ہیں! مختلف جماعتوں پر نظر ڈالو۔ قُدسیت یا پاکیزگی بخش ہو۔ یا روح کے بپتسمہ ہی کا سوال لو۔ عزیز ایمانداروں میں ایسے سوالوں سے کیسے کیسے تفرقہ برپا ہو جاتے ہیں! اختلاف رائے کا مجھے چنداں خیال نہیں۔ ہم سبھوں کی طبیعتیں۔ مزاج اور رائیں ایک جیسی نہیں لیکن کیسی نفرت۔ تلخی حقارت جدائیاں۔ اور بے مہری کلام اللہ کی مقدس صداقتوں کے متعلق برپا ہوتی ہیں! زمانہ اصلاح میں لوتھر اور کیلون کی کلیسیا کے مابین یہی حال تھا۔ پاک عشاء کے متعلق جو تمام ایمانداروں کے درمیان یگانگت کا ایک رشتہ ہے۔ اُن میں اُس وقت کیسی تلخی پائی گئی! اور اسی طرح زمانہ بعد میں بھی خُدا کی بڑی عزیز صداقتیں ٹھکرا کر گمراہی کے دلدل میں پھنس گئے اور اگر ہم آج قوت میں دعا مانگنا اور یہ اُمید رکھنا چاہتے ہیں کہ رُوح القدس بڑی قوت میں نازل ہو گا۔ اور اگر ہم خواہاں ہیں کہ خدا اپنا روح القدس ہم پر نازل کرے۔ تو لازم ہے کہ آج ہم خدا سے عہد کریں کہ ہم ایک دوسرے سے الٰہی محبت رکھیں گے۔ کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟

ان مسیحیوں میں جو اکٹھے کام کرتے ہوں کیسی سخت نکتہ چینی۔ جلد رائی بے مہری اور ایک دُوسرے کی نسبت پوشیدہ تحقیر اور نفرت پائی جاتی ہے جیسے ماں اپنے بچّوں سے محبّت رکھتی اور اُنہیں دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ اُن کی شکستوں اور کمزوریوں میں اُن سے ہمدردی و شفقت کرتی ہے ویسے ہی لازم ہے کہ ہر ایک کارندہ کے دل میں ہر ایک مسیحی بھائی اور بہن کے لئے ایسی مادرانہ محبّت پائی جائے۔ کیا تم نے اِسے اپنا ہدف بنایا ہے؟ کیا کبھی اس کی درخواست کی؟ یسُوع مسیح نے فرمایا کہ "جیسی محبّت مَیں نے تم سے کی تم بھی ایک دُوسرے سے محبّت کرو"۔ اِسے اُس نے دیگر احکام کے ساتھ نہیں دیا بلکہ عملی طور سے یُوں کہا کہ "یہ ایک نیا حکم ہے"۔ ایک ہی حکم کہ ایک دُوسرے سے ایسی محبّت رکھو جیسی مَیں نے تم سے رکھی ہے"۔

بھلا کیا سبب ہے۔ کہ خدا کی پاک رُوح اپنی بڑی قوّت میں نازل نہیں ہوتی؟ کیا یہ ممکن نہیں؟ تمہیں وُہ مقابلہ یاد ہوگا۔ جو مَیں نے ظرف کی بابت ذکر کرتے ہوئے کیا۔ برتن کے کسی حِصّہ میں مَیں تھوڑا سا پانی تو ڈال سکتا ہُوں۔ لیکن اگر برتن کا بھر دینا مطلوب ہو۔ تو ضرور ہے کہ وہ شکستہ نہ ہو یونہی خدا کے فرزندوں کو بھی واجب ہے کہ خواہ جہاں کہیں فراہم ہوں۔ اور کسی کلیسیا، یا مشن یا سوسائٹی سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں۔ ایک دوسرے سے گہری محبّت رکھیں۔ ورنہ خدا کا رُوح اپنا کام نہیں کر سکتا۔ ہم اپنے دُنیوی مزاج۔ رُسومات۔ غلطی اور بے پرواہی سے خُدا کے رُوح کو رنجیدہ کرنیکا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن جو چیز خُدا کے رُوح کو سب سے زیادہ رنجیدہ کرتی ہے وہ

سچی محبت وہی ہے۔ جو خدا کے تمام فرزندوں کے لئے ہو۔ وہ کیسے ہی ناپسندیدہ محبت کرنے کے ناقابل۔ نالائق۔ ناقابلِ برداشت۔ اور کٹھن کیوں نہ ہوں۔ اگر ہمارے شبِ گزشتہ کا تسلیم مطلق کا وعدہ ٹھیک ہو۔ تو اُس سے یہ مُراد ہے کہ ہم اپنے کو الٰہی محبت کے ایسے کامل طور پر سپرد کر دیں کہ وہ ہمیں محبت سے معمور کرے۔ اور ہم خدا کے ہر ایک فرزند سے محبت کرنے کے لئے محبت کے خادم بن جائیں۔" رُوح کا پھل محبت ہے"۔

جب خدا نے مسیح کو جو اُس کے دہنے ہاتھ بیٹھا تھا۔ یہ بخشا کہ رُوح القدس باپ اور اُس کی ابدی محبت کے دل سے نکل کر نازل ہو۔ تو بے شک اُس نے ایک بڑا عجیب کام کیا۔ آہ ہم نے کیونکر روح القدس کی تحقیر کی۔ کہ اُسے صرف ایک قوت ٹھہرا لیا۔ جس سے ہم اپنا کام کر سکیں۔ خدا ہمیں معاف کرے۔ کاش کہ رُوح القدس پھر وہ قوت تصور کیا جائے۔ جو ہمیں خدا اور مسیح کی ذات اور حیات سے معمور کر دیتا ہے! رُوح کا پھل محبت ہے"۔

مَیں پھر پوچھتا ہوں کہ اس کا کیا سبب ہے؟ اور پھر اس کا یہی جواب ملتا ہے کہ یہی وہ قوت ہے جس سے مسیحی سچ مچ اپنا کام کر سکتے ہیں۔ ہاں ہمیں اسی کی ضرورت ہے۔ ہمیں صرف وہی محبت درکار نہیں جو ہمیں ایک دوسرے سے وابستہ و پیوستہ کرے۔ بلکہ ہمیں اپنے کام میں گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے الٰہی محبت بھی درکار ہے۔ لیکن کیا ہم کئی بار بڑے بڑے کام اسی طرح اختیار نہیں کر لیتے جیسے دیگر اشخاص بنی نوع پر ترس کھا کے ہمدردی اور نفع رسانی خلائق کے

کام سرانجام دیتے ہیں؟ کیا ہم اکثر مسیحی کام اسی لئے اپنے ذمہ نہیں اُٹھا لیتے۔ کہ ہمارا خادم الدین یا دوست فرمائش کرتا ہے۔ اور کیا ہم اکثر محبت کا بپتسمہ پائے بغیر مسیحی کام کسی قدر شوق و سرگرمی سے نہیں کرتے؟

لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ آگ کا بپتسمہ کیا ہے؟ مَیں اس کا ایک سے زیادہ مرتبہ جواب دے چکا ہوں کہ خدا کی آگ ہاں ابدی محبت کی آگ کی سی جس نے کلوری کی قربانی کو بھسم کر ڈالا۔ کوئی اور آگ نہیں۔ کلیسیا کو محبت کے بپتسمہ کی ضرورت ہے۔ اور اسے پانے کے لئے ہم خدا کے حضور منہ کے بل گر کر کہیں: "خداوندا! بخش کہ آسمان سے محبت آ کر میرے دل میں بسے۔ مَیں اپنی زندگی ایسی دُعا مانگنے اور جینے کے لئے سپُرد کرتا ہوں۔ جیسے کسی نے اپنے کو ابدی محبت کے ہاتھوں سونپ دیا ہو تاکہ وہ اُس کے اندر رہے اور اُسے معمور کرے۔ ہاں اگر خدا کی محبت ہمارے دلوں میں ہو۔ تو ہم میں کیسی تبدیلی آ جائے! اس کمرے میں سیکڑوں ہیں جو یُوں کہتے ہیں: "مَیں مسیح کے لئے کام کرتا ہوں۔ مَیں زیادہ کام کر سکتا ہوں لیکن مجھے کوئی بخشش نہیں ملی مَیں نہیں جانتا کہ کہاں اور کیونکر کام شروع کروں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ مَیں کیا کر سکتا ہُوں"۔ بھائی اور بہن! خُدا کی منت کرو۔ کہ وہ تمہیں محبت کی رُوح کا بپتسمہ دے۔ اور محبت اپنی راہ آپ ہی پا لیگی۔ محبت وُہ آگ ہے جو ہر ایک مشکل میں بھی جل اُٹھتی ہے۔ تم بڑے شرمیلے ہو۔ اور فصاحت و بلاغت سے کلام نہیں کر سکتے۔

لیکن مضائقہ نہیں۔ محبت کی آگ کا شعلہ ہر حالت اور ہر صورت میں روشن ہو جاتا ہے۔ کاش کہ خدا ہمیں محبت سے معمور و سرشار کر دے! ہمیں اپنے کام کے لئے یہی درکار ہے۔

تم نے محبت کے اظہار کی کئی دلکش اور رقت انگیز کہانیاں پڑھی ہیں۔ اور تمہارے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے کہ واہ کیا خوب! تھوڑی مدت ہوئی مَیں نے ایک عجیب واقعہ کا بیان سُنا۔ مسز بٹلر سے استدعا کی گئی کہ وہ ایک ریسکیو ہوم[1] میں جہاں کئی غریب عورتیں تھیں کچھ پند و نصائح کرے۔ جب وہ وہاں میٹرن یعنی اُس بی بی کے ساتھ جس کے زیرِ اہتمام وہ مکان تھا۔ کھڑکی تک پہنچی۔ تو واں ایک بیکس ولاچار عورت کو بیٹھے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میٹرن نے بتایا۔ کہ یہ عورت یاں تیس چالیس مرتبہ داخل کی گئی۔ لیکن ہر بار بھاگ گئی۔ اب اُس کے لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ بہت پست حال اور سخت دل ہے۔ مسز بٹلر نے کہا۔ خیر ہمیں اندر تو چلنا چاہئے۔ میٹرن نے پھر مسز بٹلر سے کہا: "ہم دیر سے تمہاری راہ دیکھ رہے ہیں۔ جماعت منتظر بیٹھی ہے اور بولنے کے لئے صرف ایک گھنٹہ ہے" پر مسز بٹلر نے جواب دیا۔ کہ نہیں یہ کام زیادہ ضروری ہے اور باہر جہاں وہ عورت بیٹھی تھی جا کر کہنے لگی "بہن۔ کیا حال ہے" جواب ملا۔ کہ "مَیں تو تمہاری بہن نہیں" اس پر مسز بٹلر نے اپنے ہاتھ بڑے پیار سے اُس کے کاندھے پر رکھ کے کہا "ہاں مَیں تو تمہاری بہن ہوں اور

---

[1] وہ مکان جہاں پست حال۔ افتادہ عورتوں کو پناہ دی جاتی اور اُن کی جسمانی۔ اخلاقی اور رُوحانی حالت کو سدھارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

تمہیں محبّت کرتی ہُوں۔" اور اُس سے اور بہت پیاری پیاری باتیں کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اُس بیکس عورت کا دل چھِد گیا۔ کچھ دیر تک بات چیت ہوتی رہی اور جماعت اندر منتظر بیٹھی تھی۔ آخر کو مسز بٹلر اس عورت کو اپنے ہمراہ اندر لائی۔ وہ بیکس وافتادہ عورت شرم کی ماری کرسی پر نہیں بلکہ مسز بٹلر کی نشستگاہ کے پاس تکیہ لگائے بیٹھی تھی اور مسز بٹلر اس بیکس عورت کی گردن میں اپنے پیارے پیارے بازو ڈالے۔ عورتوں سے کلام کرتی رہی۔ اِس محبت سے اُس عورت کا دِل چھِد گیا۔ اُسے ایک ایسی شفیق مل گئی۔ جو اُسے سچ مُچ محبّت کرتی تھی۔ اور اُس محبّت نے اُسے مسیح کی محبّت تک پہنچایا۔ خُدا کی حمد ہو۔ اِس دُنیا پر خُدا کے فرزندوں کے دلوں میں محبّت پائی جاتی ہے۔ کاش کہ ایسے زیادہ ہوتے۔

مَیں پھر پُوچھتا ہُوں کہ یہ کیوں لکھا ہے ؟ کہ رُوح کا پھل محبّت ہے۔ کیونکہ بغیر محبّت کے ہم اپنا کام نہیں کر سکتے۔ اَے خُدا ہمارے خادم الدینوں اور مناوں۔ دینی کُتب فروشوں۔ بائبل ٹیچروں۔ تمام کارندوں۔ نوجوانوں اور لڑکے لڑکیوں کی مجالس کو محبّت کا بپتسمہ دے۔ کاش کہ خُدا ہم میں ابھی یہ کام شروع کر دے۔ اور آسمانی محبّت سے ہمیں بپتسمہ دے۔

صِرف محبّت ہی ہمیں شفاعت کرنے کے قابل بنا سکتی ہے۔ مَیں کہہ چُکا ہُوں کہ ضرور ہے کہ محبّت ہمیں کام کے لائق بنائے۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ سب سے مشکل اور ضروری کام جو پنجاب کے لئے ابھی ہونا ہے۔ وہ کیا ہے ؟ وہ شفاعت کا کام ہاں خُدا پاس جانے اور اُس کو پانے اور

اُس کے منتظر رہنے کا کام ہے۔ ایک شخص سرگرم مسیحی یا سرگرم خادم الدین اور نیک مرد ہو سکتا ہے۔ لیکن آہ۔ اُسے کتنی بار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مَیں خُدا کے انتظار کرنے کی بابت کیسا کم واقف ہُوں۔ کاش کہ خُدا ہمیں ایک ایسی رُوح کا انعام دے۔ جو اَوروں کے لئے سفارش اور دعا و مناجات کرے۔

مَیں آج یہی امر تمہارے ذہن نشین کرنا چاہتا اور یسُوع کے نام سے درخواست کرتا ہُوں۔ کہ کوئی دِن تمام مقدسوں اور خُدا کے تمام لوگوں کے لئے دُعا کئے بغیر نہ گذرنے دو۔

بہت مسیحی اِس بارے میں کچھ فکر نہیں کرتے۔ کئی ایسی جماعتیں اور مجلسیں ہیں۔ جو تمام ایمانداروں کے لئے نہیں۔ بلکہ صرف شُرکا ہی کے لئے دُعا کرتی ہیں۔ مَیں تمہاری منّت کرتا ہوں کہ مسیح کی کلیسیا کے لئے دُعا کرو۔ جیسا مَیں نے کہا۔ غیر قوموں کے لئے دُعا مانگنا ٹھیک ہے۔ اُن کے لئے زیادہ دُعا کرنے کے لئے خُدا ہمیں توفیق دے۔ پادریوں اور بشارت کے کام اور نو مریدوں کے لئے دُعا کرنا خوب ہے۔ لیکن پولُوس نے غیر قوموں یا نو مریدوں کے لئے دُعا کرنے کو نہ کہا۔ پولُوس نے اُنہیں صاف صاف کہا۔ کہ ایمانداروں کے لئے دُعا کرو۔ ہر روز اپنی پہلی دُعا یہ بناؤ کہ اَے خُداوند اپنے ہر جگہ کے مقدّسوں کو برکت دے۔ مسیح کی کلیسیا کی حالت بڑی پست ہے۔ خُدا کے تمام لوگوں کے لئے شفاعت کرو۔ کہ اُنہیں خُدا کی زیادہ پہچان ملے۔ ایک دوسرے کے لئے شفاعت کرو۔ ہاں تمام ایمانداروں کے لئے جو خُدا کی خدمت پر لگے ہیں۔

ضرور ہے کہ محبت ہمارے دلوں کو معمور کرے۔ مسیح کی منت کرو۔ کہ وُہ اُسے ہر روز تم میں نئے سرے سے ڈالے۔ خُدا کے رُوحِ پاک کے وسیلے یہ پہچان پانے کی کوشش کرو۔ مَیں رُوح القدس کے لئے الگ کیا گیا ہوں اور رُوح کا پھل محبت ہے۔ خُدا ہمیں توفیق دے کہ اسے بخوبی سمجھ سکیں۔

ہم نے ہر روز کنونشن میں خُدا کے منتظر رہنے کا ذکر کیا۔ خُدا کے اس کنونشن کا یہ پھل ہو کہ ہم روز بروز چُپ چاپ اُس کے منتظر رہنا سیکھیں صرف اپنے لئے ہی خُدا کے منتظر نہ رہو۔ ورنہ یہ قوت جلد جاتی رہے گی لیکن اپنے آپ کو شفاعت کی محبت اور خدمت کے لئے سپرد کر دو۔ اور خُدا کے لوگوں کے لئے زیادہ دُعا مانگو۔ محبت کی رُوح کے لئے کہ تمہیں اور اُنہیں حاصل ہو اور خُدا کے کام کے لئے جس سے تمہارا تعلق ہے۔ تم اِس کا جواب یقیناً پاؤ گے۔ اور تمہارا خُدا کے حضور منتظر رہنا۔ بڑی قوت اور برکت کا باعث ٹھہرے گا۔ رُوح کا پھل محبت ہے۔

مَیں کیونکر ختم کروں؟ آؤ پھر خُدا کے حضور شفاعت کریں۔ اُن بھائیوں سے جو چبوترہ پر بیٹھے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ وہ آگے آئیں تاکہ ہم اور مناجات کریں۔ اور خُدا کے فرزندوں کے لئے جو دُنیا بھر میں اور پنجاب اور ہندوستان میں ہیں اور خُدا کے اُن فرزندوں کے لئے جو لاہور اور اِس کمرے میں فراہم ہیں۔ سب کے لئے شفاعت کریں۔ آؤ ہم ایمان سے دُعا و منت کریں۔ کہ خُدا محبت کے رُوح کو ہم پر نازل

کرے۔ کیا تمہیں اپنی محبت کی کمی کا خدا کے آگے اقرار کرنا ہے ؟ تو اقرار کرو اور کہو: "اے خداوند۔ میں اپنے دل اور اپنی محبت کی کمی کا اقرار کرتا ہوں"۔ اور جب تم اپنی ضرورتوں کو اُس کے قدموں میں ڈالو۔ تو ایمان رکھو کہ لہو تمہیں پاک صاف کریگا اور مسیح اپنی قادرِ مطلق۔ پاکیزگی بخش اور نجات دینے والی قوت میں تمہیں بچانے اور چھڑانے کو آئیگا - تاکہ وُہ اپنا روح القدس تمہیں دے۔

"رُوح کا پھل محبت ہے"

انسان کے نزدیک ناممکن خدا کے نزدیک ممکن

اُس نے کہا جو انسان کے نزدیک ناممکن ہے وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہے۔ لُوقا ۱۸ : ۲۷

مسیح نے نوجوان دولتمند سے کہا تھا۔ کہ "سب کچھ جو تیرا ہے بیچ اور آکر میری پیروی کر"۔ پر وہ متاسف و غمگین ہو کر چلا گیا۔ اس پر مسیح نے اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "دولتمندوں کے لئے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے"۔ یہ سُن کر وہ بہت حیران ہوئے اور جواب میں کہنے لگے کہ اگر بادشاہت میں داخل ہونا ایسا مشکل ہے تو پھر کون نجات پا سکتا ہے؟ پر مسیح نے یہ مبارک تسلی بخش جواب دیا۔ "جو کچھ انسان کے نزدیک ناممکن ہے۔ وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہے"۔

ہم کنونیشن کے خاتمہ پر پہنچے ہیں اور رخصت ہونے کو ہیں۔ ہم دُعائیں کرتے رہے اور فروتنی حوصلہ اور رغبت سے کلام اللہ سُنتے رہے ہیں۔ اب ہم کیونکر رخصت ہوں؟ مجھے یقین ہے کہ آج رات

بڑے ایمان اور توکّل کا اظہار ہوگا۔ روح القدس ہمارے دلوں میں یہ ڈالے گا کہ ہم یہی ایک خیال لے کر اپنے اپنے کاموں کو جائیں کہ جو کچھ انسان کے نزدیک ناممکن وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہے۔ خدا ہماری مدد کرے۔ کہ ہمارے دل اور کان مُبارک خدا وند یسُوع کے حضور ایسے کھُل جائیں۔ کہ ہم اُس کے اِس پیغام کو بخوبی سُنیں اور وہ ہمارے دِلوں پر خوب نقش ہو جائے۔ جو باتیں" اِنسان کے نزدیک ناممکن وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہیں۔"

اِس آیت میں صرف دو خیال پائے جاتے ہیں پہلا انسان کے لئے دینداری اور نجات پانا یعنی مقدّس زندگی سے مسیح کی پیروی کرنا ناممکن ہے اور پھر اُس کے ساتھ ہی ایک دُوسرا خیال پیوست ہے کہ جو انسان کے نزدیک ناممکن ہے وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہے آؤ ہم ان دونوں پہلوؤں پر غور کریں۔

اِن دونوں خیالوں سے دو عظیم سبق ملتے ہیں۔ جو انسان کو دینی زندگی میں سیکھنے ضروری ہیں۔ پہلے کے سیکھنے میں اکثر ایک عرصہ درکار ہوتا ہے جو کہ مذہب میں انسان اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور یوں انسان کے لئے نجات ناممکن ہے۔ اکثر انسان یہ سبق تو سیکھ لیتا ہے۔ پر دُوسرا نہیں سیکھتا۔ کہ جو کچھ میرے لئے ناممکن ٹھہرا وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہے۔ مبارک ہے وہ آدمی جو اِن دونوں سبقوں کو سیکھ لے۔

اِن دونوں سبقوں کا سیکھنا مسیحی کی زندگی میں دو منزلوں کا نشان ہے۔ پہلی تو وہ منزل ہے جب ایک شخص حتی المقدور کوشش کرنا اور

ناکامیاب رہتا ہے۔ پھر اَور کوشش کرتا اور ناکامیابی پاتا ہے جب وُہ اور بھی کوشش کرتا۔ لیکن ہمیشہ ناکامیاب ہوتا ہے تو اس پر بھی وہ اکثر یہ سبق نہیں سیکھتا۔ کہ آہ یہ ناممکن ہے۔ پطرس مسیح کے مکتب میں تین برس رہا اور جب تک اُس نے اپنے خداوند کا انکار نہ کیا اور باہر جا کر پھوٹ پھوٹ کر نہ رویا۔ اُس نے نہ سیکھا کہ یہ ناممکن ہے۔ تب اُس نے یہ سبق سیکھا۔ کہ انسان کے لئے خُدا اور مسیح کی خدمت کرنا ناممکن ہے۔

اُس شخص کی حالت پر جو یہ سیکھ رہا ہے۔ کہ انسان کے نزدیک یہہ ناممکن ہے۔ ذرا نظر ڈالو۔ اوّل اوّل تو وُہ اُس سے جدوجہد کرتا اور پھر اُسے تسلیم کر لیتا ہے۔ لیکن مایوسی اور ناخوشی سے۔ پھر آخر کار اُسے بخوشی مانتا اور اُس میں خوشی پاتا ہے۔ مسیحی زندگی کے شروع میں نوجوان مرید کو اس صداقت کی کچھ بھی پہچان حاصل نہیں ہوتی۔ اُس کی دلی تبدیلی ہو چکی۔ خُداوند کی خوشی اُس کے دل میں ہے۔ وہ اپنی دوڑ دوڑنا اور جنگ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اُسے یقین ہے کہ مَیں فتح پاؤں گا۔ کیونکہ وُہ پُرشوق اور دیانتدار ہے اور خُدا اُس کی مدد کرتا ہے لیکن کسی نہ کسی طرح وہ جلد ایسی جگہ ناکامیابی پاتا ہے جہاں اُسے اُمید نہ تھی۔ اور گناہ اُس پر غالب آجاتا ہے۔ وہ مایُوس ہو جاتا اور یُوں سوچنے لگتا ہے: "مَیں پوری طرح چوکس نہ رہا۔ اور شاید میرے ارادے پکّے نہ تھے"۔ وہ پھر منصوبے باندھتا۔ پھر دُعائیں کرتا اور پھر ناکامیاب ہوتا ہے۔ پھر یُوں خیال کرتا ہے کیا میری نئی پیدائش نہیں ہوئی؟ کیا خدا کی زندگی مجھ میں نہیں"؟ اور وہ پھر خیال کرتا ہے: "ہاں مسیح میری مدد

پر ہے۔ مَیں مقدّس زندگی بسر کر سکتا ہوں"۔

کچھ مدّت بعد اُس کی حالت کچھ اَور ہو جاتی ہے۔ وہ یہ دیکھنے لگتا ہے۔ کہ ایسی زندگی ناممکن ہے لیکن وہ اِسے مانتا نہیں۔ ایسے بہت مسیحی ہیں۔ جو اسی نتیجہ پر آ ٹھہرتے ہیں: "مَیں نہیں کر سکتا"۔ اور پھر یُوں سوچتے ہیں کہ جو کچھ مَیں کر نہیں سکتا۔ اُس کی خُدا مجھ سے توقع بھی نہیں رکھتا۔ اور اگر تم اُنہیں کہو۔ کہ ہاں خُدا اُس کی تم سے اُمید رکھتا ہے۔ تو اُنہیں یہ ایک بھید اور رازِ سربستہ معلوم ہوتا ہے۔ بہت مسیحی اِسی لئے ایک پست حال فتح اور آرام کے بجائے ناکامیابی اور گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے یہ سمجھنا شروع کیا: "مَیں نہیں کر سکتا۔ یہ ناممکن ہے" تو بھی وُہ اُسے بخوبی نہیں سمجھتے۔ اور اس خیال سے کہ مَیں نہیں کر سکتا۔ وہ مایوس و دل شکستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ حتی المقدور کوشش تو کریں گے مگر ترقی کرنے کی اُنہیں کچھ اُمید نہیں۔

خُدا اپنے فرزندوں کو ایک تیسری منزل پر پہنچاتا ہے۔ جب کوئی شخص بخوبی سمجھ لیتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کے کیا معنے ہیں اور پھر بھی کہتا ہے کہ مجھے یہ کرنا ضرور ہے اور میں یہ کرونگا۔ انسان کے نزدیک تو یہ ناممکن ہے لیکن مجھے کرنا ہی چاہئے۔ ہاں جب نئی مرضی اپنی پوری قوّت کو استعمال میں لاتی اور بڑی دِلی تمنّا اور دُعاؤں خُدا کے حضور تضرّع کرتی ہے کہ خُداوند اس کا کیا مطلب ہے۔ گناہ کی قوّت سے مَیں کیونکر رہائی پاؤں؟ یہ اُس نو پیدا انسان کی حالت ہے جس کا رومیوں کے ساتویں باب میں ذکر ہے۔

واں تم ایک مسیحی شخص کو پاتے ہو۔ جو مقدّس زندگی بسر کرنے کے لئے حتیٰ المقدور کوشش کر رہا ہے۔ خُدا کی شرع اُس پر ظاہر ہوئی اور اُس کے دل میں متمکّن ہوئی ہے اور اب وہ یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ مَیں باطنی انسانیت سے خُدا کی شریعت میں مگن ہوں نیکی کرنے کی خواہش مجھ میں موجود ہے۔ میرا دِل خُدا کی شریعت سے محبّت رکھتا اور میری مرضی نے اُس شریعت کو چُن لیا۔ کیا ایسا شخص جس کا دِل خُدا کی شرع میں مگن ہو۔ اور جس کی مرضی اُس کام کے کرنے میں جو نیک ہے تیّار ہو۔ ناکامیاب ہو سکتا ہے؟ ہاں رُومیوں کا ساتواں باب تو ہمیں یہی سکھاتا ہے۔ کسی اور چیز کی بھی ضرورت ہے۔ باطنی انسانیّت سے خُدا کی شریعت میں مگن رہنا اور وہی چاہنا جو خُدا چاہتا ہے۔ کافی نہیں۔ بلکہ مجھے ایک الٰہی قدرتِ کلّی درکار ہے۔ جو اس کام کو مجھ میں سرانجام دے۔ پولُسؔ رسول فلپیوں کے دُوسرے خط میں یہی سکھاتا ہے۔ کہ خُدا ہی ہے جو تم میں اثر کرتا کہ اس کی نیک مرضی کے مطابق چاہو اور کام بھی کرو۔

اِس مُقابلہ پر ذرا غور کرو۔ رُومیوں کے ساتویں باب میں نوزاد آدمی کہتا ہے "خواہش تو مجھ میں موجود ہے۔ لیکن کرنے سے مَیں قاصر ہوں۔ خواہش تو مَیں کرتا ہوں۔ لیکن اُسے پُورا نہیں کر سکتا۔ فلپیوں کے دُوسرے باب میں تم ایسا شخص پاتے ہو۔ جو اس تجربہ میں کچھ آگے بڑھا ہوا ہے۔ اور جو اس امر کو بخوبی سمجھتا ہے۔ کہ جب خُدا دِل میں نئی مرضی ڈالتا ہے۔ تو وہ مرضی جو چاہتی ہے اُسے پُورا کرنے کی طاقت بھی بخشتا ہے۔

چاہئے کہ رُوحانی زندگی میں ہم اِسے پہلا بڑا اسبق جان کر قبول کریں کہ اے میرے خُدا۔ یہ میرے لئے ناممکن ہے بخش کہ جسم اور اُس کی تمام قوتوں کا خاتمہ ہو۔ ہاں خودی کا خاتمہ بیکسی و فروتنی ہی میں میرا جلال ہو"۔ اُس الٰہی تعلیم کے لئے جو ہمیں فروتن و بیکس بناتی ہے۔ خُدا کی حمد ہو۔

جب ہم نے کل شام خُدا کے حضور تسلیمِ مُطلق کے متعلق ذکر کیا۔ تو کیا تم میں سے بعض اپنی خودی کے خاتمہ کو نہ پہنچے۔ اور یہ محسُوس نہ کیا کہ مَیں تو یہ سمجھ نہیں سکتا کہ کیونکر سچ مچ ایسی زندگی بسر کر سکتا ہوں۔ جو دن کی ہر ایک ساعت کلیّہ طور پر خُدا کے سپرد و تابع ہو۔ میرے دستر خوان اور میرے گھر میں۔ میرے کاروبار۔ آزمائشوں اور تکلیفوں کے درمیان بھی مَیں تمہاری منت کرتا ہوں، آج ہی یہ سبق سیکھو۔ اگر تم یہ معلوم و محسوس کرتے ہو۔ کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ تو تم ٹھیک راہ پر ہو۔ اگر تم خُدا کی مرضی کو اپنے میں پُورا ہونے دو تو اس دِلی حالت کو قبول کرو۔ اور خُدا کے حضور اُسے قائم رکھو کہ اَے میرے خُدا مَیں اپنے دل کی آرزو و خواہش کو تیرے ہاتھوں کلیّہ طور پر تابع کرتا ہوں لیکن مَیں خود نہیں کر سکتا میرے لئے ایسی زندگی بسر کرنا ناممکن ہے۔ ہاں یہ مجھ سے دُور ہے۔ زمین پر گرو۔ اور یہ سبق سیکھو۔ کہ جب تم بالکل بے کس ہو۔ تو خدا تم میں نہ صرف خواہش ہی ڈالے گا۔ بلکہ کام بھی کرے گا۔

اب دُوسرا اسبق یہ ہے۔ کہ وہ باتیں جو انسان کے نزدیک ناممکن لیکن خُدا کے نزدیک ممکن ہیں۔ مَیں نے ابھی کہا کہ بہت لوگ یہ سبق تو سیکھ

لیتے ہیں کہ انسان کے لئے یہ ناممکن ہے۔ اور پھر بیکس و مایوس ہو جاتے اور خوشی یا قوّت یا فتح پائے بغیر ایک بیکس و پست مسیحی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟ اِس لئے کہ وہ دُوسرے سبق سیکھنے کے لئے اپنے کو فروتن نہیں بناتے: خُدا کے نزدیک سب باتیں ممکن ہیں۔

تمہاری دینی زندگی کو روز روز اِس امر کا ثبوت ہونا چاہئے۔ کہ خُدا محال کو سہل اور ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ ہاں ضرور ہے کہ تمہاری رُوحانی زندگی ایسی محال اور ناممکن باتوں کا تسلسل ہو۔ جو خدا کی قدرتِ کلّی سے حقیقی د ممکن بن گئی ہوں۔ مسیحی کو اس امر کی ضرورت ہے۔ وہ قادرِ مطلق خدا کی عبادت تو کرتا ہے اور اُسے یہ سمجھنا ضرور ہے کہ مجھے خُدا کی تھوڑی سی قوّت درکار نہیں۔ بلکہ (ادب سے کہو) مجھے خُدا کی قُدرتِ کلّی درکار ہے تا کہ راہِ راست پر رہوں۔ اور مسیح کی سی زندگی بسر کروں۔

تمام مسیحیّت خُدا کی قُدرتِ کلّی کا ایک اظہار ہے۔ یسُوع مسیح کی پیدائش پر نظر ڈالو۔ یہ الٰہی قدرت کا ایک معجزہ تھا۔ مریم سے کہا گیا: "خُدا کے نزدیک کوئی بات ناممکن نہیں"۔ یہ خُدا کی قُدرتِ کلّی کا کام تھا۔ مسیح کے جی اُٹھنے پر غور کرو۔ لکھا ہے "خُدا نے اِس بڑی قوّت کی تاثیر کے موافق مسیح کو مُردوں میں سے جِلایا"۔

ضرور ہے کہ ہر ایک درخت اُسی جڑ پر بڑھے۔ جس سے وہ نکلتا ہے ایک تین سو برس کا بلوط اُسی ایک جڑ پر بڑھتا ہے۔ جس سے وہ پہلے اُگا۔ مسیحیت کا آغاز خُدا کی قُدرتِ کلّی پر ہے اور ضرور ہے کہ ہر ایک رُوح میں وُہ

اُسی قدرتِ کلّی سے جاری و قائم رہے۔ اعلیٰ مسیحی زندگی کے تمام تجارب و ممکنات کی بُنیاد اس امر کی پہچان میں ہے کہ مسیح خُدا کی مرضی کو ہم میں پُورا کرے۔ آج رات مَیں تم سب سے درخواست کرتا ہوں کہ آؤ ایک قادرِ مطلق خُدا کی عبادت کرو۔ کیا تم نے ایسا کرنا سیکھا ہے؟ کیا قادرِ مطلق خُدا سے تمہارا تعلّق و برتاؤ ایسا ہے۔ کہ تم معلوم کر سکو کہ قدرتِ کلّی ہم میں کام کر رہی ہے؟ ظاہراً تو اس کے آثار بہت کم پائے جاتے ہیں۔ پولُوس رسُول کہتا ہے "مَیں کمزوری اور خوف اور بڑی کپکپی میں تمہارے ساتھ تھا۔ اور.... میری منادی.. رُوح اور قوّت کے اظہار میں تھی" انسانی پہلو سے تو کمزوری تھی۔ پر الٰہی پہلو سے الٰہی قدرتِ کلّی کا اظہار۔ ہر ایک مومن کی زندگی پر یہ صادق آتا ہے۔ اگر ہم اِس سبق کو بخوبی سیکھ لیں۔ اور کُلّیہ طور پر بہ دل اپنے کو اُس کے تابع کریں۔ تو ہم جان لیں گے۔ کہ ہر صُبح۔ ہر ساعت اور ہر دم۔ قادرِ مطلق خدا کے ساتھ رہنے میں کیسی بڑی برکت ہے۔

کیا تم نے بائبل میں خُدا کی قدرتِ کلّی کی صفات کا مطالعہ کیا ہے؟ تم جانتے ہو۔ کہ خُدا کی قُدرتِ کلّی ہی نے دُنیا کو پیدا کیا۔ تاریکی سے روشنی کو بنایا اور انسان کو خلق کیا۔ لیکن کیا تم نے خدا کی اُس قدرتِ کلّی پر بھی فکر کیا ہے جو نجات اور شفاعت کے کام میں ظاہر ہے؟

ابرہام کی زندگی پر نظر ڈالو۔ جب خُدا نے اُسے بلایا۔ کہ اُن لوگوں کا باپ ہو۔ جن سے مسیح پیدا ہونے کو تھا۔ تو اُسے کہا۔ "مَیں قادرِ مطلق خُدا ہوں تُو میرے حضور چل۔ اور کامل ہو" خُدا نے ابرہام کو ایسی تربیّت دی کہ وہ

اُسے قادرِ مطلق جان کر اُس پر بھروسہ رکھے اور خواہ اُس کے ایمان کا اظہار اِس میں تھا کہ وہ ایک ایسے مُلک میں جائے جس سے وہ واقف نہ تھا یا ہزاروں کنعانیوں میں ایسے ایمان میں مسافر بن کر رہا۔ اُس کا ایمان کہتا تھا کہ یہ میری سرزمین ہے یا بڑھاپے میں تمام اُمیدوں کے خلاف، پچیس برس تک بیٹے کے لئے منتظر و اُمیدوار رہا یا جب کوہِ موریاہ پر اضحاق کو قربانی دینے گیا۔ تو اُسے گویا مُردوں میں سے پھر زندہ پایا۔ وہ خُدا پر ایمان لایا۔ ابرہام ایمان میں مضبوط اور خُدا کی تمجید کرتا تھا کیونکہ اُس نے مانا و پہچانا کہ جس نے وعدہ کیا وہ اُسے پُورا بھی کر سکتا ہے۔

تمہاری مسیحی زندگی کی کمزوری کا یہی باعث ہے۔ تم چاہتے ہو۔ کہ اس کا کچھ حصّہ تو آپ کرو۔ اور پھر خُدا تمہاری مدد کرے۔ یہ نہیں ہونے کا ضرور ہے۔ کہ تم بالکل بیکس ہو جاؤ۔ اور خُدا کو کام کرنے دو۔ اور پھر وہ بڑے جلال سے کام کرے گا۔ اگر ہم خُدا کے کارندے بننا چاہیں۔ تو ہمیں یہی کرنا ضرور ہے۔ مَیں نوشتوں سے تمہیں بتا سکتا ہوں۔ کہ کیونکر موسیٰ جب وہ اسرائیل کو مصر سے باہر لے گیا کس طرح یشوع جب وہ اُنہیں کنعان میں لایا۔ اور کیونکر پرانے عہدنامے میں خُدا کے تمام خادم اُس کی قدرتِ کلّی پر اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ ناممکن باتوں کو ممکن بنا دیتا ہے اور آج کے دن بھی ہمارا وہی خُدا ہے۔

آہ! پھر بھی ہم خواہاں ہیں کہ اپنی مرضی کے مطابق حتیٰ المقدور کام و کوشش کریں۔ اور خُدا اگر ہماری مدد کرے۔ بجائے اِس کے یہ سمجھنا سیکھیں کہ خُدا کیا چاہتا ہے ہاں یہ کہیں "مَیں اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتا۔ ضرور ہے۔ کہ

خُدا ہی سب کچھ کرے اور وہ ضرور کرے گا۔ کیا تم نے کہا ہے: "عبادت اور کام تقدیس اور خُدا کی فرمانبرداری ہیں ہیں۔ اپنے آپ کچھ نہیں کر سکتا۔ میرا کام یہی ہے۔ کہ قادرِ مطلق خُدا کی عبادت کروں اور یہ اعتقاد رکھوں۔ کہ وہ مجھ میں اپنا کام کرے گا"؟ خُدا کرے۔ ہمیں اس امر کی پہچان حاصل ہو! کل رات ہم نے اپنے آپ کو کُلیۃً طور پر خُدا کے ہاتھوں سپرد کر دینے کا ذکر کیا کہ "کاش میں اِس قابل ہوتا" لیکن آہ میں نہیں۔ میں اپنے آپ نہیں کر سکتا۔ کاش کہ خُدا اپنے فضل سے تم پر ظاہر کرے۔ کہ تمہارا خدا کیسا ہے۔ اور تم نے اپنے کو ایک ایسے خُدا کے ہاتھوں تفویض و تابع کیا ہے۔ جو قادرِ مطلق خُدا ہے اور جو خواہاں ہے کہ اُس کا ہر ایک فرزند اُس کی قُدرتِ کامل سے کام لے۔ کاش آج ہی ہم خداوند یسُوع سے یہ سبق سیکھیں اور کہیں: آمین۔ "جو باتیں انسان کے نزدیک ناممکن وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہیں"۔

کل صبح کے مضمون پر غور کرو۔ کلیسیا کو ایک ایسی کلیسیا ہونا چاہئے۔ جو رُوح القدُس سے ایسی الگ کی گئی ہو۔ کہ اُس کے لئے مردوں کو جُدا کر سکے اور ضرور ہے کہ ہر ایک کارندہ رُوح القدُس کے لئے الگ و جُدا کیا گیا ہو۔ کیا کلامِ اللہ ہمیں یہی نہیں سکھاتا۔ آہ کیا کوئی مومن سچ مچ خُدا کا منتظر رہا ہے کہ یہ امر اُس پر صادق ٹھہرے؟" اِس کمرے میں کوئی دو ایک ہزار کارندے فراہم ہیں۔ کیا ممکن ہے۔ کہ ابدی خدا رُوح القدُس کے وسیلے ان سب کارندوں کی بابت کہے کہ "یہ رُوح القدُس کے لئے الگ و جُدا کئے گئے ہیں"۔ اور وہ دن بدن اُن مردوں اور عورتوں کی طرح جیئں گے

جو اِس مشن یا اُس مشن کے کام کے لئے نہیں۔ بلکہ رُوح القدس کے لئے الگ کئے گئے ہوں۔ کیا ہمیں اُمید ہے کہ پنجاب اور مسیح کی کلیسیا میں ایسی زندگی سچ مچ ایک حقیقت ہو جائے گی؟ جو باتیں "انسان کے نزدیک ناممکن، وہ خدا کے نزدیک ممکن ہیں"۔ اگر ہم خدا کے حضور مُنہ کے بل خاک پر گر کر کہیں کہ جو باتیں انسان کے نزدیک ناممکن وہ خدا کے نزدیک ممکن ہیں۔ تو خدا ہمارے ایمان کو عزت و توقیر دے گا۔

تمہیں یاد ہوگا۔ کہ کل دوپہر ہم نے پطرس کی بابت کیا کہا۔ اُس میں کیسی خود اعتمادی۔ خودستائی اور خود آرائی تھی۔ اور اُس نے اپنے خداوند کا کیونکر انکار کیا۔ بہتوں کے دلوں میں یہ خیال گذرا ہوگا: "آہ یہ خودی کی زندگی یہ جسم کی زندگی مجھ میں بھی غالب و حکمران ہے" اور اب کیا تم ایمان لاتے ہو کہ اِس سے رہائی ہو سکتی ہے؟ کیا تمہارا ایمان ہے۔ کہ قادرِ مطلق خدا اِس قابل ہے۔ کہ مسیح کو تمہارے دِلوں میں یوں ظاہر کرے اور رُوح القدس کو تمہارے دلوں میں یوں حکمران ہونے دے کہ خودی کی زندگی تم پر حکومت و اختیار نہ رکھ سکے؟ کیا تم نے ان دونوں خیالوں کو باہم ملایا اور توبہ کے آنسوؤں اور بڑی فروتنی اور عجز سے تضرع کیا ہے؟ اَے خدا میرے نزدیک یہ ناممکن ہے۔ انسان اِسے نہیں کر سکتا لیکن تیرے نام کو جلال ہو۔ خدا کے نزدیک یہ ممکن ہے؟ کیا تم رہائی کے داعی ہوئے ہو؟ آؤ ابھی ہو۔ آج نئے سرے سے اپنے کو لامحدود محبت کے خدا کے حضور تابع کرو۔ اور جیسی اُس کی محبت لامحدود ہے۔ اُس کی

قُدرت بھی ویسی ہی لامحدود ہے۔

شبِ گذشتہ جب ہم نے اپنے کو کلیتہً طور پر خُدا کے حضور سپرد کر دینے کا ذکر کیا تو ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہُوا کہ "مسیح کی کلیسیا میں یہی کمی ہے" اور اسی لئے رُوح القدس ہمیں معمُور نہیں کرتا۔ اور ہم اُن مردوں کی سی زندگی بسر نہیں کرتے۔ جو رُوح القدس کے لئے الگ و جُدا کئے گئے ہوں۔ اِسی لئے ہم جسم اور خودی کی زندگی پر فتح نہیں پا سکتے۔ ہمیں ذرا پہچان نہیں کہ مسیح کی مانند اپنے کو کلیّہً طور پر خُدا کے تفویض و تابع کر دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ بہتوں نے بڑے شوق اور راستی سے کہا کہ آمین۔ مَیں تسلیمِ مطلق کے حکم کو مانتا ہوں۔ اور پھر بھی وہ لرزاں اور ترساں گھر کو گیا۔ اور آج سوچ رہا ہے کہ "کیا کبھی یہ نصیب مرا حصّہ بھی ہو گا۔ کیا مجھے یقین ہے۔ کہ خُدا مجھے ایک ایسا شخص بنا دیگا جس کی نسبت آسمان اور زمین ہاں دوزخ میں بھی کہا جائے گا۔" "وہ خدا کے حضور تسلیمِ مطلق میں زندگی بسر کرتا ہے۔ بھائی! بہن! جو باتیں" انسان کے نزدیک ناممکن وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہیں"! ایمان لاؤ کہ جب وہ مسیح میں ہو کر تمہارا اہتمام لے لیتا ہے تو خُدا کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ تمہیں تسلیم مطلق کی زندگی بسر کرنے کا نصیبہ عطا فرمائے اور اُسے قائم و بحال بھی رکھے۔ وُہ تمہیں اِس قابل بنا سکتا ہے۔ کہ تم ہر صبح اپنے بستر سے بایں خیال اُٹھو "مَیں خُدا کے اہتمام میں ہوں۔ میرا خُدا میرے لئے میری زندگی کے تمام واقعات کو انجام دے رہا ہے۔"

تم میں سے بعض تقدیس کی بابت سوچتے سوچتے تھک گئے - تم دُعا کرتے رہے - تم اُس کے مشتاق رہے - تم اُس کے لئے آہ و زاری کرتے رہے - پر تو بھی وہ تم سے دُور ہی دُور نظر آتی رہی! تم اِس امر کے کیسے معترف و شُناسا ہو کہ مسیح کی قُدسیّت اور فروتنی تم سے بالکل دُور ہے - عزیز دوستو تقدیس کا یہ مسئلہ نوشتوں کے مطابق - بالکل برحق اور سچ ہے کہ جو باتیں "انسان کے نزدیک ناممکن وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہیں"۔ خُدا انسان کی تقدیس کر سکتا اور اپنی کامل اور تقدیس کرنے والی قوّت سے ہر ساعت اُنہیں اپنی حفاظت میں رکھ سکتا ہے - خُدا کرے کہ آج رات ہم اپنے خُدا کے قُرب میں ایک قدم بڑھائیں اور خُدا کا نُور ہم پر جلوہ گر ہو - اور رخصت ہونے سے پیشتر ہم اپنے خُدا کی بہتر پہچان حاصل کریں۔

آج صبح ہم نے مسیح کی زندگی کا جو ہم میں ہے - ذکر کیا - یعنی مسیح کی سی زندگی جینا - مسیح کو اپنا گناہوں سے چھُڑانے والا ماننا اور اپنی زندگی اور اپنی قوّت جاننا - آسمانی خُدا ہی یہ تم پر ظاہر کر سکتا ہے - پولُوس رسُول یہ دُعا کرتا ہے - کہ "وہ اپنے جلال کی دولت کے مطابق تمہیں یہ دے" - "اور اگر یہ اُس کے جلال کی دولت کے مطابق ہو - تو یقیناً یہ بڑی عجیب برکت ہوگی" کہ تم اُس کی رُوح سے اپنی باطنی انسانیّت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ" کیا تم نہیں دیکھتے کہ قادرِ مطلق خُدا اپنی قدرتِ کامل سے اپنے ایماندار فرزندوں کے دلوں میں کام کرتا ہے تاکہ مسیح ہمارا نجات دہندہ ہمارے دلوں میں آ کر رہے اور وہاں بادشاہی کرے؟ تم نے اِسے لینے اسے سمجھنے اور

ماننے کی کوشش کی۔ لیکن تمہیں کامیابی نہ ہوئی۔ اس کا یہی سبب ہے کہ تم ابھی تک یہ نہیں مانتے کہ جو باتیں انسان کے نزدیک ناممکن۔ وہ خدا کے نزدیک ممکن ہیں۔

اور اب مجھے اُمید ہے کہ محبّت کی بابت جو کچھ کہا گیا۔ اُس سے کئی ایک کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ ضرور ہے کہ میرے دل میں محبّت بالکل نئے طور سے بہ نکلے۔ اگر مَیں خواہاں ہوں۔ کہ میرا دل دن بھر محبّت سے لبریز رہے۔ تو لازم ہے۔ کہ وُہ آسمانی زندگی ہاں ابدی محبت کے چشمے سے بھر جائے۔ پھر میرے لئے اَوروں سے محبّت رکھنا۔ ایسا ہی مقتضائے طبیعت اور سہل ہو جائے گا۔ جیسے لیلے کے لئے حلیم اور بھیڑیئے کے لئے ظالم ہونا۔ تاوقتیکہ مَیں اس درجے کو نہ پہنچ جاؤں کہ جتنی زیادہ کوئی مُجھ سے نفرت اور میری بدگوئی کرے۔ اور وہ جتنا زیادہ ناقابل پسند اور ناقابلِ محبّت ہو۔ اُتنی ہی زیادہ مَیں اُس سے محبّت رکھوں۔ تاوقتیکہ مَیں اس حالت کو نہ پہنچوں۔ کہ جتنی زیادہ میری راہ میں رُکاوٹیں ہوں اور لوگ مجھ سے ناشکر گذاری اور نفرت کا اظہار کریں۔ اُتنی ہی زیادہ مُجھ میں محبّت غالب ہو۔ ہاں جب تک مَیں اِس حالت کو نہ پہنچوں مَیں ٹھیک طور پر نہیں کہہ سکتا کہ "انسان کے نزدیک یہ ناممکن ہے"۔ اگر بہتوں نے یہ کہا ہے کہ ہاں اِس پیغام نے مجھے ایک ایسی محبّت کا ذکر سنایا۔ جو میری طاقت سے بالکل پرے ہے۔..................۔ تو پھر ہم کہہ سکتے ہیں۔ خدا کے نزدیک یہ ناممکن ہے۔

تمہاری رُوحانی زندگی کا مَیں یُوں کیوں ذکر کرتا ہوں؟ اس لئے کہ: اگر کوئی مرد یا عورت اوروں کے لئے قوّت سے کام کرنا چاہیئے۔ تو اُسے ضرور ہے کہ اپنی رُوح میں خدا کی قوّت کا تجربہ پائے جب آج رات ہم اس دُعا سے برخاست ہوں تو کہیں کہ" خداوندا جب ہم رخصت ہوں تو تیری رُوح ہم میں سے ہر ایک پر ٹھہرے۔ اور ہم سے جُدا نہ ہو"۔ جب ہم اس دُعا پر اس جلسے کو ختم کریں۔ تو واجب ہے کہ ہر ایک کارندہ ایمان سے کہے: "خداوندا ن بدن میری رُوح میں اپنی کامل قوّت یُوں ثابت کر۔ کہ مَیں لوگوں پر ظاہر و ثابت کروں کہ خدا مجھے بچاتا اور میری حفاظت کرتا ہے"۔

ہم خواہاں ہیں کہ اب یاں سے جا کر کام کریں۔ عزیز دوستو۔ مَیں چاہتا ہوں کہ تم شادماں چہروں سے اپنے اپنے کام کو جاؤ۔ آج یہ بڑی جماعت رخصت ہونے کو ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے کام پر جانے کو ہے چاہیئے کہ ہم پُر اُمید دل اور زندہ اُمیدوں سے ایک دُوسرے کو الوداع کہیں۔ بعض خدا کے حضور تضرّع کرتے رہے ہیں کہ ہم میں ایک نئی بیداری واقع ہو۔ میری بھی نت یہی دلی دُعا ہے۔ کہ خُدا صرف اپنے ایماندار بندوں کو بیدار کرے۔ اسوقت مَیں اپنے مُلک کے نامریدوں۔ دہریوں اور بے دینوں کا جو میرے چاروں طرف تباہ ہو رہے ہیں۔ خیال نہیں کرتا کیونکہ بار بار میرے دل سے یہی دُعا اُٹھتی ہے"۔ اے میرے خدا اپنی کلیسیا اور اپنے لوگوں کو بیدار کر"۔ مَیں پھر تمہیں خُدا کی رحمتوں کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ خُدا کے بندوں کے لئے دُعا کرو۔ بعض ایماندار کیسے ہی

کمزور کیوں نہ ہوں۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ آخر وہ خدا کے فرزند ہیں اور یُوں تمہارے بھائی ہوئے۔ اُن کے لئے دُعا کرو۔ تاریکی اور قید سے چھڑانے میں ان کی مدد کرو۔ خُدا کی کلیسیا کے لئے دعا کرو اور ایمان رکھو کہ خدا کی بڑی برکت تم پر آنے کو ہے۔ ہزاروں دلوں میں جو پاکیزگی اور تقدیس کے لئے آرزوئیں پیدا ہو رہی ہیں۔ تو یہ کوئی محض عبث و رائگاں بات نہیں۔ یہ تو خدا کی قوت کی پیش خیمہ ہے۔ خدا تم میں پہلے یہ اپنا پتہ کہ اُس کی مرضی کے مطابق چاہو اور وُہ پھر تمہیں توفیق دیتا ہے کہ اُسے کرو۔ ایمانداروں کی یہ جماعت اس امر کی گواہ اور ثبوت ہے کہ خُدا نے ہم میں ایسی تاثیر کی کہ اُس کی مرضی کے مطابق چاہیں۔ اُن کی دلی خوشی خُدا کے پیغام سُننے میں ہے۔ اور وُہ خُدا کی برکت کے خواہاں ہیں۔ کاش آج ہی ہم ایمان لائیں تاکہ قادرِ مطلق خُدا اپنے لوگوں میں ہمارے مانگنے کی نسبت زیادہ کام کرے۔ پولُوس کہتا ہے "کہ اُسے جو ایسا قادر ہے کہ جو کچھ ہم مانگتے یا خیال کرتے ہیں اُس سے نہایت زیادہ کر سکتا ہے . . . ابدتک جلال ہو"۔ کاش کہ ہمارے دل ہر دم یہی دُعا و مناجات کرتے رہیں۔ خُدا قادرِ مطلق کی تمجید ہو۔ جو ہمارے مانگنے یا خیال کرنے سے زیادہ جانتا اور کام کرتا ہے۔

اب جو ہم اپنے اپنے کاموں پر جانے کو ہیں۔ مَیں ہر ایک کو خُدا کی برکت دینا چاہتا ہوں۔ میرے بھائی! خُدا تمہیں برکت دے۔ میری بہن! خُدا تمہیں برکت دے۔ نئی تقدیس نئی اُمید۔ نئی جرأت اور نئی خوشی میں جاؤ۔ تمہارے دل یہ کہتے جائیں: "خُدا۔ قادرِ مطلق خُدا میرے ساتھ ہے"۔

مَیں اُسے کنونیشن میں مِلا۔ مَیں خُدا کا منتظر رہا۔ میرے ساتھ بھی وہی واقعہ ہوا۔ جو اسرائیل سے ہوا تھا۔ اُس روز یہ کہا جائے گا کہ لو یہ ہمارا خُدا ہے ہم اُس کی راہ تکتے تھے۔ اور اُسی نے ہمیں بچایا۔ یہ خُداوند ہے۔ ہم اُس کے انتظار میں تھے۔ ہم شادماں ہوں گے۔ ہم اُس کی نجات سے خوش و خرّم ہونگے۔

جو"باتیں انسان کے نزدیک ناممکن وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہیں"۔ تمہارے چاروں طرف گناہ اور غم پھیلا ہے۔ اور شیطان بھی حملہ کرنے کو کھڑا ہے لیکن یاد رکھو۔ کہ مسیح تخت پر بیٹھا ہے۔ مسیح زور آور ہے۔ مسیح نے فتح پائی ہے۔ اور مسیح فتح پائے گا۔ اَے کارندو۔ اپنے اپنے کاموں پر پہلے کی نسبت زیادہ فروتن ۔ خالی شکستہ اور بیکس ہو کر جاؤ۔ خُدا کی حمد ہو کہ وہ ہم میں سے ہر ایک میں یہ کام کرتا ہے۔ اُس کے منتظر رہو۔ یہ آیت ہمیں پستی میں گرا دیتی ہے کہ یہ باتیں انسان کے نزدیک ناممکن ہیں لیکن آخر کار وُہ ہمیں بلندی میں سرفراز کرتی ہے کہ وہ خُدا کے نزدیک ممکن ہیں۔ آج خُدا سے پیوست ہو جاؤ۔ خُدا قادرِ مطلق کی ستائش کرو۔ اُس پر بھروسہ رکھو۔ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اُن تمام رُوحوں کے لئے بھی جو تمہارے سپرد کی گئی ہیں۔ اُس کی قدرتِ کامل کی ستائش کئے بغیر دُعا نہ کرو۔ اور کہو کہ قادر خُدا میں تیری قدرتِ کاملہ کا مستدعی ہوں تم اِس دُعا کا جواب پاؤ گے۔ اور ابرہام کی طرح ایمان میں مضبوط ہو گے اور خُدا کی تمجید کرو گے۔ کیونکہ تمہیں کمال یقین ہو گا۔ کہ جو کچھ اُس نے وعدہ کیا وُہ اُسے پورا کرنے پر قادر ہے۔

یسوع نے فرمایا

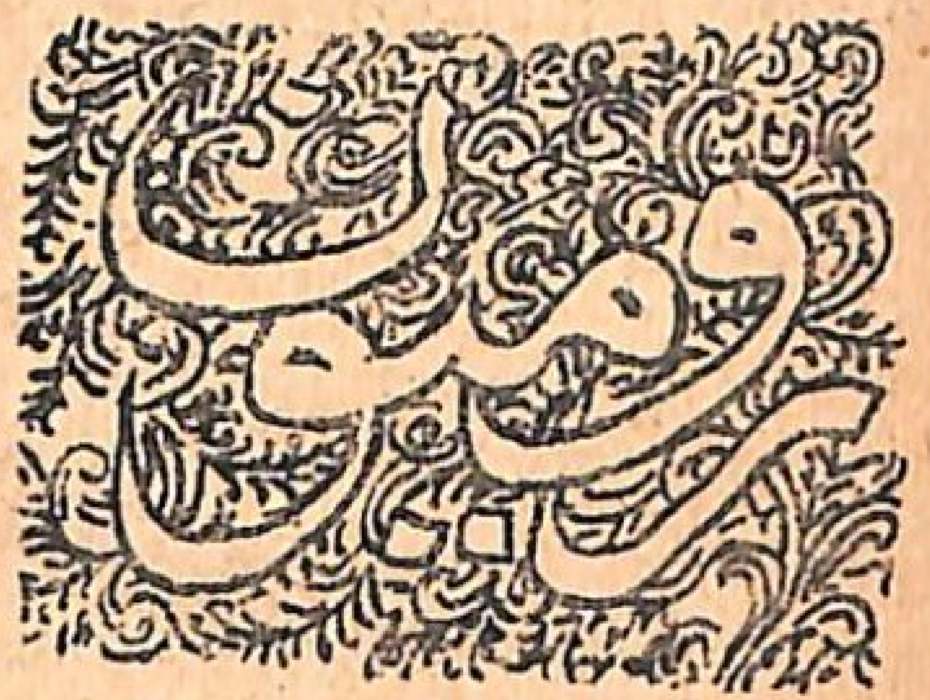
یہ آدمیوں سے تو نہیں ہو سکتا لیکن خُدا سے سب کچھ
ہو سکتا ہے۔ متی ۱۹: ۲۶

اب جو ایسا قادر ہے۔ کہ اُس قُدرت کے مُوافق جو ہم
میں تاثیر کرتی ہے۔ ہماری درخواست اور خیال سے بہت زیادہ
کام کر سکتا ہے۔

افسیوں ۳: ۲۰

"ہائے میں کیسا کم بخت آدمی ہوں"

ہائے میں کیسا کم بخت آدمی ہوں! اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا۔ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے خدا کا شکر کرتا ہوں۔ رومیوں ۷: ۲۴ و ۲۵



رومیوں کے اس دلکش خط میں اس آیت کو کیسا رتبہ حاصل ہے۔ یہ ساتویں باب کے آخر میں گویا آٹھویں باب کا دروازہ بن کر کھڑی ہے۔ آٹھویں باب کی پہلی سولہ آیتوں میں روح القدس کا نام سولہ مرتبہ پایا جاتا ہے۔ یہاں ایک ایسی زندگی کا بیان اور وعدہ ملتا ہے جس سے خدا کا فرزند روح القدس کی قوت میں جی سکتا ہے دوسری آیت یوں شروع ہوتی ہے "کیونکہ زندگی کے روح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا" پھر پولوس اس فرزند خدا کے بڑے بڑے نصیب و حقوق کا ذکر کرتا ہے جو روح القدس سے پاتا ہے۔ ان سب باتوں

کا درو ازہ ساتویں باب کی چوبیسویں آیت میں پایا جاتا ہے کہ "ہائے مَیں کیسا کم بخت و شقی آدمی ہوں"۔ یہاں تم ایک ایسے شخص کا بیان پاتے ہو۔ جو اپنی خودی کے خاتمہ کو پہنچ گیا ہے۔ پہلی آیتوں میں وہ اس امر کا بیان کر چکا ہے کہ کیونکر اُس نے اپنی قوّت سے خُدا کی مقدس شریعت کے ماننے کی کوشش و جدوجہد کی اور وہ کیونکر ناکامیاب ہوا۔ لیکن اب وہ اپنے سوال کا راست جواب پاتا اور چلا اُٹھتا ہے۔ مَیں خُدا کا شکر کرتا ہوں۔ وہ خُداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے۔ جو ہمارا خُدا ہے اپنی رہائی کا جو اُس نے پائی مفصّل ذکر کرتا ہے۔

مَیں ان الفاظ کو لے کر اس امر کی توضیح کرنا چاہتا ہوں کہ کس طریق سے اِنسان غلامی کی رُوح سے نکل کر آزادی کی رُوح میں دخل پا سکتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ یہ کیسے صاف طور پر کہا گیا۔ کہ "تم نے غلامی کی رُوح پھر ڈرنے کو نہیں پائی"۔ ہمیں بار بار متنبہ کیا گیا ہے کہ اِس بات کا بڑا خطرہ ہے کہ مسیحی زندگی پھر کہیں غلامی میں نہ پڑ جائے اور اب مَیں اُس طریق کا بیان کیا چاہتا ہوں جس سے انسان غلامی سے نکل کر فرزندانِ خُدا کی پُر جلال آزادی میں دخل پاتا ہے۔ یا یُوں کہو کہ مَیں ایسے شخص کا بیان کرنے پر ہوں۔

اوّل۔ یہ ایک ایسے شخص کے الفاظ ہیں جس نے نئی زندگی پائی ہے دوم۔ ایک کمزور شخص کے۔ سوم ایک بدبخت و شقی شخص کے۔ چہارم ایک ایسے شخص کے جو کامل آزادی پانے پر ہو۔

اوّل۔ یہ الفاظ ایک ایسے شخص کے ہیں جس نے نئی زندگی پائی ہے۔ اِس باب کی چودھویں آیت سے لے کر تیئیسویں تک اس ہمارے بیان کی

کیسی شہادت پائی جاتی ہے۔"سو اب مَیں اس کا کرنے والا نہیں بلکہ گناہ جو مُجھ میں بستا ہے"۔ یہ الفاظ ایک ایسے شخص کے ہیں جس کی نئی پیدائش ہو چکی ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ میرا دل اور میری ذات بدل گئے ہیں۔ اور اب گُناہ مُجھ میں ایک ایسی قوّت ہے۔ جو میری اپنی نہیں"۔ مَیں باطنی انسانیت سے خُدا کی شریعت میں مگن ہُوں"۔ پھر یہ ایک نوزاد شخص کے الفاظ ہیں جب وہ گناہ کرتا تو اُسے یہ کہنے کی جرأت ہے کہ"پھر مَیں اس کا کرنے والا نہیں بلکہ گناہ جو مجھ میں بستا ہے"۔ اس راز کا سمجھ لینا بڑا ضروری ہے۔

اِس خط کے پہلے دو حصّوں میں پولُس راست باز ٹھہرنے اور تقدیس پانے کا ذکر کرتا ہے۔ راست باز ٹھہرنے کا ذکر کرتے ہوئے وہ اس اُصول کی بُنیاد جو گُناہ کی تعلیم میں پائی جاتی ہے۔ مُفرد"گناہ" پر نہیں بلکہ جمع"گناہوں" ہاں تقصیروں اور بدکرداریوں پر رکھتا ہے۔ پانچویں باب کے دُوسرے حصّے میں وُہ گناہ کی توضیح کرتے ہوئے اُسے تقصیر ہی نہیں بلکہ ایک قوّت ٹھہراتا ہے۔ ذرا خیال کرو کہ اگر رُومیوں کے خط کے ساتویں باب کا آخری حِصّہ ہمیں نہ مِلتا اور اگر پولُس ایماندار کی گنہگاری کے ضروری مسئلہ کو اپنی تعلیم میں سے چھوڑ دیتا۔ تو ہمیں کیسا نقصان پہنچتا اور یہ عظیم سوال بھی کہ جس کے جواب پانے کے ہم طالب و خواہاں ہیں ہمیں نہ سُوجھتا۔ بھلا اِس سوال کا کہ ایماندار میں گناہ کیوں پایا جاتا ہے کیا جواب ہے؟ نوزاد آدمی تو وُہ ہے۔ جس نے نئی مرضی پائی اور جو کہہ سکتا ہے کہ"مَیں باطنی انسانیت سے خُدا کی شریعت میں مگن ہوں"۔ لیکن۔

دوم۔ نوزاد آدمی اکثر کمزور بھی ہوتا ہے۔ عموماً مسیحی یہاں بڑی غلطی کرتے ہیں۔ وُہ سمجھتے ہیں کہ جب نئی مرضی پالی تو بس یہی کافی ہے۔ کِسی اور بات کی ضرورت نہیں۔ لیکن صورتِ حال یہ نہیں یہ نوزاد آدمی ہمیں بتاتا ہے کہ نیکی کرنے کی خواہش تو مجھ میں موجود ہے لیکن مَیں اُسے کرنے نہیں پاتا۔ کئی بار لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ اب جو تم نے نئی مرضی پالی جو چاہو کر سکتے ہو۔ لیکن اس شخص نے حتی المقدور کوشش کی۔ تاہم اُسے اقرار کرنا پڑا۔ کہ "خواہش تو مجھ میں موجود ہے۔ پر جو اچھا ہے اُسے کرنے نہیں پاتا"۔

شاید تم پوچھو کہ کیوں خدا ایک ایسے نوزاد شخص سے جس نے نیک مرضی پالی جس کا دل نیکی کرنے کا خواہاں ہے اور جو حتی المقدور خدا سے محبت رکھنا چاہتا ہے۔ ایسا اقرار کراتا ہے؟ اچھا ذرا سوچو۔ خُدا نے اپنی مرضی ہمیں کس لئے دی ہے؟ کیا وُہ فرشتے جو گر گئے۔ اپنی مرضی میں کھڑے ہونے کی طاقت رکھتے تھے؟ بیشک نہیں مخلوق کی مرضی کیا ہے۔ صرف ایک خالی ظرف جس میں لازم ہے کہ خُدا کی قدرت ظاہر ہو۔ ضرور ہے کہ مخلوق خُدا میں ہر ایک امر کی تلاش کرے۔ فلپیوں کے دُوسرے خط میں اور یہاں بھی تم پاتے ہو کہ خُدا ہی ہمارے دلوں میں اثر کرتا ہے تاکہ اُس کی مبارک مرضی کے موافق چاہیں۔ اور کام بھی کریں۔ لیکن یہ شخص یُوں کہتا معلوم ہوتا ہے۔ "خُدا نے مجھے اُسے کرنے کی توفیق نہیں دی"۔ لیکن ہم یہ لکھا پاتے ہیں کہ خُدا ایسی تاثیر کرتا ہے کہ ہم چاہیں اور اُس کے مطابق کام بھی کریں۔ اِن ضدین کو ہم کیونکہ باہم مِلائیں؟۔

اِس بیان میں (۷ باب ۶ تا ۲۵ آیات) رُوح القدس کا نام ایک بار بھی نہیں آتا اور نہ ہی مسیح کا۔ یہ شخص خُدا کی شریعت پوری کرنے کے لئے کوشش اور جدوجہد کر رہا ہے۔ اِس باب میں رُوح القُدس اور مسیح کی بجائے شریعت کا ذکر کوئی بیس مرتبہ آتا ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ یہ نوزاد شخص اپنی نوزاد مرضی سے خُدا کی شریعت ماننے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے یہی نہیں بلکہ یہ چھوٹے لفظ "مَیں" "مجھے" "میرا"۔ کوئی چالیس سے زیادہ بار آتے ہیں۔ یہ نوزاد "مَیں" اپنی کمزوری میں رُوح القدس کی بھرپُوری پائے بغیر شریعت کو ماننے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر ایک مُقدّس کا عموماً یہی تجربہ ہے۔ دِلی تبدیلی کے بعد انسان حتی المقدور کوشش کرتا لیکن ناکامیاب ٹھہرتا ہے پر اگر ہم پُوری روشنی پالیں۔ تو پھر ہم ناکامیاب نہیں ٹھہرتے اور اگر ہم نے دلی تبدیلی کے وقت رُوح القدُس کی بھرپُوری پالی ہو۔ تو ہمیں بالکل ہی ناکامیاب ہونا نہیں پڑتا۔

خُدا نوزاد شخص کو اس لئے یہ شکست و ناکامیابی پانے دیتا ہے کہ وہ اپنی کمزوری کو خُوب معلوم کرلے۔ اِس کش مکش اور جدوجہد میں ہمیں اِس گنہگاری کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔ خُدا ہم سے اِسی طرح برتاؤ کیا کرتا ہے۔ وہ انسان کو شریعت کو پُورا کرنے کے لئے جدوجہد کرنے دیتا ہے تاکہ اس کوشش ہی میں اُسے یہ علم وپہچان حاصل ہو جائے مَیں خُدا کا نوزاد فرزند تو ہوں۔ لیکن اُس کی شریعت ماننے میں بالکل لاچار و بیکس۔ ذرا غور کرو۔ کہ سارے باب میں اِس حالت کے بیان کرنے میں کیسے سخت الفاظ سے کام لیا گیا ہے کہ "مَیں جسمانی گناہ تلے

بیچا گیا ہوں۔" "میرے عضوؤں میں ایک اور شریعت ہے۔ جو مجھے گرفتاری میں لاتی ہے"۔ اور آخر کار" ہائے! مَیں کیسا کم بخت و شقی آدمی ہوں اس موت کے جسم سے مجھے کون رہائی دے گا"۔ یہ ایماندار جو ایسے تاسّف و پشیمانی میں ڈوبا ہے۔ خُدا کی شریعت پُوری کرنے کے بالکل ناقابل ہے۔ لیکن۔

سوم۔ وہ شخص جو یہ اقرار کرتا۔ نہ صرف نوزاد اور کمزور بلکہ بدبخت وشقی بھی ہے۔ وہ سخت متاسّف و بیکس ہے اور کون سی چیز اُسے ایسا بیکس بنائے ہے؟ یہ کہ خُدا نے اُسے ایک ایسی ذات دی ہے جو اُس سے محبّت رکھتی ہے۔ وُہ بایں خیال بیکس و بدبخت ہے کہ مَیں اپنے خدا کی فرمانبرداری نہیں کرتا۔ وہ دل شکستگی میں کہتا ہے کہ یہ مَیں نہیں ہوں۔ مَیں تو گناہ کی سخت طاقت تلے دبا ہوں۔ یہ مَیں ہی ہوں۔ اور مَیں نہیں بھی: افسوس! افسوس! مَیں ہی ہوں مَیں اُس سے ایسا وابستہ ہوں۔ اور یہ میری ذات کے رگ و ریشے میں ایسا گھس گیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے سچے دِل سے کہے "آہ مَیں کیسا بدبخت ہوں" تو خُدا کی حمد ہو۔ وہ رُومیوں کے آٹھویں باب کی راہ پر ہے۔

بہت لوگ اس اقرار کو اپنے گناہ کا عذر و تکیہ بنا لیتے ہیں۔ اگر پولوس کو اپنی کمزوری اور بیکسی کا یُوں اقرار کرنا پڑا۔ تو مَیں کون ہوں کہ بہتر بننے کی کوشش کروں؟ اور یُوں قدسیّت کی بلاہٹ نظر انداز کی جاتی ہے۔ خُدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اِن الفاظ کو اُسی رُوح میں سیکھے جس میں وہ یاں لکھے ہیں؟ جب گناہ کی بابت کہا جاتا کہ خُدا اس سے نفرت رکھتا ہے،

تو کیا ہم چونک کر پیچھے کو نہیں ہٹ جاتے ۔ کاش کہ وُہ مسیحی جو گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں ۔ اِس آیت کو دل میں جگہ دیں ۔ جب کبھی کوئی سخت لفظ ہماری زبان سے نکلے تو کہو " آہ ۔ مَیں کیسا بدبخت آدمی ہوں " ۔ اور جب کبھی تمہارا جی تمہارے قابو سے نکل جائے ۔ تو اُسی وقت گھٹنے ٹیک کر فکر کرو کہ خُدا کی کبھی یہ مُراد نہ تھی ۔ کہ اُس کا فرزند ایسی حالت میں رہے ۔ خدا کرے کہ ہم اِس فقرے کو روزانہ زندگی میں اپنا دستورالعمل ٹھہرائیں ۔ اور جب کبھی اپنی عزّت و حُرمت کے سبب ہمارے دِل کو چوٹ لگے ۔ یا ہم تلخ کلامی سے کام لیں اور جس وقت ہم خُداوند یسُوع مسیح کی فروتنی اور اُس کی فرمانبرداری اور خود نثاری کو خیال میں نہ لاکر اُس کے حضور گناہ کریں ۔ تو زبانِ حال و قال سے اِس فقرے کا اظہار ہو ۔ خُدا کرے کہ تم اور سب کچھ بھول جاؤ اور بہ آہ و زاری کہو " آہ ۔ مَیں کیسا بدبخت آدمی ہوں ۔ اِس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑائے گا " بھلا جب تم گناہ کرو ۔ تو اُسی وقت اُس کا دُہرانا کیوں ضرور ہے ۔ اِس لئے کہ جس وقت انسان اِس کا اقرار کرتا تو وہ اُس سے رہائی پا سکتا ہے ۔ یاد رہے کہ کمزوری اور گرفتاری کے خیال نے اُسے بدبخت و خستہ حال نہ بنایا ۔ بلکہ خُدا کے خلاف گناہ کرنے کی پہچان نے شریعت اپنا کام کر رہی اور گُناہ کو اُس کی نظر میں مکروہ ٹھہرا رہی تھی ۔ خُدا کو ہر بار رنجیدہ کرنے کا خیال آخر کار ناقابلِ برداشت ہو گیا ۔ اور اِسی سے یہ آہِ سوزاں اُس کے دِل سے نکلی " آہ ۔ مَیں کیسا بدبخت ہوں " ! جب تک ہم اپنی کمزوری اور ناکامیابی پر بحث کرتے رہیں اور صرف یہی دریافت کرنے کی کوشش کریں کہ رومیوں کے ساتویں

باب سے کیا مُراد ہے۔ تو ہمیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا لیکن جب ہر ایک گناہ ہماری بدبختی و خستہ حالی کے خیال کو اَور بھی بڑھائے اور ہم معلوم کریں کہ ہماری ساری حالت نہ صرف بیکسی بلکہ بڑے گناہ کی ہے تو صرف یہی ہمارے لبوں سے نہ نکلے گا کہ آہ! ہمیں کون چھڑائے گا؟ بلکہ یہ بھی کہہ سکیں گے۔ کہ "مَیں اپنے خداوند یسُوع مسیح کے وسیلے خُدا کا شکر کرتا ہوں"۔

چہارم۔ جب کوئی شخص اِس حالت کو پہنچ جائے تو رہائی اُس سے دُور نہیں۔ اُس نے خُدا کی دِلکش شریعت کو ماننے کی کوشش کی ہے۔ اُس نے اُس سے مُحبّت رکھی۔ وہ اپنے گناہوں پر رویا۔ اور اس پر فتح پانے کی کوشش کی ہے۔ اُس نے غلطی پر غلطی کو مغلوب کرنے کی کوشش کی لیکن ہمیشہ ناکامیابی پائی۔ اِس "موت کے جسم" سے اُس کی کیا مُراد تھی۔ کیا اُس کی مُراد اِس جسم سے تھی جو مر جاتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ آٹھویں باب میں اِس سوال کا جواب یُوں مِلتا ہے کہ "اگر تم رُوح سے بدن کی بُری عادتوں کو مارو تو جیئو گے"۔ یہ ہے مَوت کا وہ جسم جس سے وہ رہائی پانے کا طالب و خواہاں ہے اور جسے وہ اَب رہائی پانے ہی پر ہے۔ ساتویں باب کی تیئسویں آیت میں ہم پاتے ہیں۔ کہ "مَیں دُوسری شرع اپنے عضوؤں میں دیکھتا ہوں۔ جو میری عقل کی شرع سے لڑتی اور مجھے اس گناہ کی شرع کا جو میرے عضوؤں میں ہے گرفتار کرتی ہے"۔ یہ ایک قیدی ہے۔ جو یُوں بہ آہ وزاری چلا چلا کہتا ہے "آہ۔ مَیں کیسا بدبخت آدمی ہُوں مجھے اِس مَوت کے جسم سے کون رہائی دے گا"۔ یہ شخص اپنے کو پابہ زنجیر پاتا ہے۔ لیکن آٹھویں باب کی دُوسری

آیت سے ذرا مقابلہ کرو۔" اُس شریعت کی رُوح سے جو مسیح یسُوع میں ہے۔ مجھے اس موت کے جسم سے کون چھڑائیگا؟" یہ ہے وہ رہائی جو ہمارے خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلے ملتی ہے۔ ہاں وُہ خلاصی جو رُوح قیدی کو دیتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو جو اُس شریعت کی رُوح سے جو مسیح یسُوع میں ہے۔ رہا ہُوا ہو پھر قید میں رکھ سکتے ہو؟"

لیکن تم پوچھو گے کہ کیا اِس نوزاد آدمی کو جب اُس نے چھٹے باب میں کلام کیا۔ مسیح کا رُوح حاصل نہ تھا؟۔

ہاں۔ لیکن وہ جانتا نہ تھا کہ رُوح القدس اُس کے لئے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ جیسے خدا نیچر میں گویا اندھا دھندی سے کام کرتا معلوم ہوتا ہے۔ ویسے وہ اپنے رُوح سے کام نہیں کرتا۔ وہ ہماری فہیم و ہوشیار مخلوق کی سی ہدایت کرتا اور اِس لئے جب وہ ہمیں اپنا رُوح القدس جس کا اُس نے وعدہ کیا دینے چاہتا تو پہلے ہماری خودی کا خاتمہ کرتا۔ اور اس امر کی پہچان دیتا ہے کہ اگرچہ ہم شریعت کو ماننے کی کوشش کرتے رہے تاہم کامیاب نہیں ہوئے۔ جب ہم اس حالت کو پہنچتے تو وہ ہم پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ رُوح القدس میں ہمیں فرمانبرداری اور فتحیابی اور حقیقی قدسیت کی قوّت ملتی ہے۔

خُدا ہم میں تاثیر کرتا ہے کہ اُس کی مرضی کے موافق چاہیں اور ہمیں یہ توفیق دینے کو بھی تیار ہے کہ اُسے کر بھی سکیں لیکن افسوس بہت مسیحی اسے سمجھتے نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ چونکہ ہم اُس کی مرضی کے موافق خواہش رکھ سکتے ہیں

گلتیوں کے خطوط میں جسم سے مغلوب ہونے کا بیان ہے اور ہزاروں ایماندار دل کی یہی زندگی ہے ۔ اُن کے رُوح القدُس میں خوشی نہ پانے اور اُس آزادی سے جو وہ بخشتا ہے محروم رہنے کا سبب یہی اُن کا جسم ہے رُوح تو اُن میں ہے لیکن جسم اُن کی زندگی پر غالب و حکمران ہے ۔ اُنہیں اسی بات کی ضرورت ہے کہ نت خُدا کے رُوح سے ہدایت پائیں ۔ خُدا مجھے توفیق دے کہ اُس کے ہر ایک فرزند کو یہ پیغام سُنا سکوں ۔ کیا تم نے تجربہ سے پایا ہے کہ ابدی خُدا نے اپنا عزیز بیٹا یسُوع مسیح دے دیا ۔ کہ ہر ساعت تمہاری حفاظت و نگہبانی کرے ۔ تمہارا صرف یہی کام ہے کہ اُس پر توکّل رکھو؟ اور رُوح القدُس کا یہ کام ہے کہ تمہیں توفیق دے کہ تم ہر ساعت مسیح کو یاد اور اُس پر توکّل رکھو؟ رُوح اس لئے آیا ہے کہ اُس سے تمہارا رشتہ ہر ساعت مضبوط و قائم رکھے ۔ رُوح القدُس کے لئے خُدا کی حمد ہو ۔ ہماری کچھ عادت پڑ گئی ہے کہ رُوح القدس کو ایک عشرت یا یُوں کہو کہ ایک نعمتِ غیر مترقبہ تصوّر کریں ۔ جو خاص خاص موقعوں یا خاص خاص خادم الدینوں اور لوگوں کے لئے ہے ہاں ہر ایماندار کو رُوح القدُس ہر ساعت درکار ہے ۔ خُدا کی حمد ہو کہ تم نے اُسے پالیا ۔ اور جب وہ تمہیں گناہ کی قوّت سے آزاد کرتا ہے تو وہ تمہیں اُس رہائی کا جو مسیح میں ہے پُورا پُورا تجربہ بخشتا ہے ۔

کون ہے جو رُوح القدُس کی قوّت اور آزادی حاصل کرنے کا خواہاں ہے؟ اے بھائی! بڑے عجز و انکسار سے مایُوسی و دلشکستگی میں کہہ کہ اے خُدا کیا مَیں اسی طرح ہمیشہ تک گناہ کرتا جاؤں؟ آہ ۔ مَیں کیسا بدبخت و شقی آدمی

ہوں۔ مجھے اس موت کے جسم سے کون چھڑائے گا؟ کیا تم تیار ہو کہ اس مایوسی و دِل شکستگی میں خُدا کے حضور تمہارا استغراق ہو جائے۔ اور یسُوع کی قدرت تم میں رہے اور کام کرے؟ کیا تم یہ کہنے کو تیار ہو "مَیں یسُوع مسیح کے وسیلے خُدا کا شکر کرتا ہوں؟"

تاوقتیکہ ہماری زندگیاں رُوح القدُس سے معمُور و بھرپُور نہ ہو جائیں۔ ہمارے گرجا جانے یا کنونشن میں آنے بائبل پڑھنے یا دُعا مانگنے سے کیا فائدہ؟ خُدا یہی طلب کرتا ہے کہ کسی اور طریق سے تم اپنی زندگی میں قوت و سلامتی نہیں پا سکتے۔

تمہیں معلوم ہے کہ جب خادم الدین سوال و جواب کا استعمال کرتے ہوں اور جب وُہ سوال پُوچھیں تو اُس کا جواب طلب کیا جاتا ہے۔ آہ۔ کتنے مسیحی اِسی سوال سے مطمئن رہتے ہیں کہ "آہ مَیں کیسا بدبخت و شقّی آدمی ہُوں۔ اس موت کے جسم سے مجھے کون چھڑائے گا؟" پر کبھی اِس کا جواب نہیں دیتے۔ جواب دینے کے بجائے وُہ بالکل خاموش رہتے ہیں۔ بجائے یہ کہنے کے کہ "مَیں اپنے خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلے خدا کا شکر کرتا ہوں" وُہ بار بار جواب دئے بغیر سوال ہی کو دُہراتے رہتے ہیں۔ اگر تم وہ طریق پانا چاہتے ہو جسے مسیح کی کامل رہائی اور رُوح ہاں فرزندانِ خُدا کی پُرجلال آزادی ملتی ہے۔ تو رومیوں کے ساتویں باب کو لو اور کہو۔ "مَیں اپنے خُداوند یسُوع مسیح کے وسیلے خُدا کا شکر کرتا ہوں"۔ ہمیشہ گڑگڑاتے ہی نہ رہو۔ بلکہ کہو کہ مَیں بدبخت و شقّی آدمی یسُوع مسیح کے وسیلے خدا کا شکر کرتا ہُوں۔ گو مَیں ابھی سب کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ تو بھی مَیں خدا کی حمد کروں گا۔ یہاں ہے رہائی۔ یہاں ہے رُوح القدُس کی آزادی کیونکہ خُدا کی بادشاہت رُوح القدُس میں خوش وقتی پیدا کرتی ہے۔

روح سے شروع کر کے

میں تم سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ تم نے شریعت کے اعمال سے روح کو پایا یا ایمان کے پیغام سے؟۔ کیا تم ایسے نادان ہو کہ روح کے طور پر شروع کر کے اب جسم کے طور پر کام پورا کرنا چاہتے ہو۔ گلتیوں ۳: ۲، ۳ ؛

جب ہم روحانی زندگی کے بیدار یا مستعد اور مستحکم کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ تو ہمارے خیال میں ایک ایسی چیز ہوتی ہے۔ جو کمزور غلط اور گناہ آلود ہو اور آج خدا کے حضور صدق دل سے یہ اقرار کرنا ایک بڑی بات ہے۔ کہ اے خدا ہماری روحانی زندگی جیسی ہونی چاہئے ویسی نہیں۔ خدا کرے۔ کہ ہر ایک مومن یہ اقرار کرے۔

جب ہم کلیسیا کی حالت پر غور کرتے تو ایسی کمزوری۔ ناکامیابی۔ گناہ اور بدکرداری کے نشان پاتے ہیں کہ ہمیں یہ مجبوراً پوچھنا پڑتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ کیا یہ ضرور ہے کہ مسیح کی کلیسیا ایسی پست حالی میں رہے؟

یا کیا یہ ممکن ہے کہ خُدا کے لوگ ہمیشہ اپنے خُدا کی قوّت اور خوشی میں رہیں؟ ضرور ہے کہ ہر ایک ایماندار یہ جواب دے کہ ہاں یہ ممکن ہے۔

پھر یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ کس لئے ہے اور اس کا کیا باعث ہے کہ خُدا کی کلیسیا بحیثیت مجموعی ایسی کمزور ہے۔ اور بہت مسیحی اپنے حقوق اور اعلیٰ نصیب کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے؟ اِس کا کچھ نہ کچھ سبب تو ضرور ہوگا۔ کیا خُدا نے اپنے قادرِ مطلق بیٹے یسوع کو ہر ایک ایماندار کا محافظ و نگہبان نہیں بنایا اور کیا اُس نے نہیں فرمایا کہ مسیح ہمیشہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دلوں میں رہے گا اور اپنا مزاج ہم میں پیدا کرے گا۔ خُدا نے اپنا بیٹا اور اپنا رُوح بھی دیا ہے۔ پھر کِس لئے مسیحی اپنے حقوق کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے؟

اوّل۔ خطوط میں ہمیں اس سنجیدہ سوال کا جواب ملتا ہے۔ مثلاً تسلنیکیوں کے پہلے خط میں پولُوس مسیحیوں کو یہ مضمون لکھتا ہے۔ کہ "تم خُوب بڑھو۔ پھلو اور ترقی کرو" وہ ابھی جوان تھے۔ اور اُن کے ایمان میں ابھی بہت کمزوری پائی جاتی تھی۔ تو بھی اُن کی حالت یہاں تک تسلی بخش تھی کہ اِس سے اُسے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ وہ وقتاً فوقتاً لکھتا ہے کہ مَیں خُدا سے دُعا کرتا ہوں کہ تم خُوب پھلو۔ اور تمہیں کہتا ہُوں کہ زیادہ زیادہ ترقی کرو۔ لیکن دُوسرے خطوط میں اُس کا طرزِ بیان بالکل متفرق ہے۔ خصوصاً کرنتھیوں اور گلتیوں کے خطوط میں وہ اُنہیں کئی مختلف طریق سے بتاتا ہے کہ اُن کے مسیحیوں کی سی زندگی بسر نہ کرنے کا کیا سبب ہے۔ جسم اُن پر غالب تھا۔ دیکھو ہماری سند کی آیت میں کیا لکھا ہے۔ وہ

اُنہیں یاد دلاتا ہے کہ ایمان کی منادی سے اُنہوں نے رُوح القدُس پائی۔ اُس نے اُن کے سامنے مسیح کی منادی کی۔ اُنہوں نے مسیح کو قبول کیا اور رُوح القدُس کو قوّت میں پایا تھا لیکن پھر کیا ہوا؟ رُوح سے شروع کر کے اُنہوں نے اُس کام کو جو رُوح نے شروع کیا تھا۔ اپنی کوشش سے جسم میں کامل کرنا چاہا۔ کرنتھیوں کے خط میں بھی یہی تعلیم ملتی ہے۔

اب ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ مسیح کی کلیسیا کی کونسی بڑی ضرورت ہے۔ خُدا نے مسیح کی کلیسیا کو بُلایا ہے تاکہ رُوح القدُس کی قوّت میں جئے۔ کلیسیا زیادہ تر خُدا کے رُوح سے الگ۔ انسانی جسم۔ مرضی قوّت اور کوشش میں جیتی ہے۔ مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ فرداً فرداً کئی ایمانداروں کی یہی حالت ہے۔ ہاں اگر خُدا مجھ سے کام لے کہ اُس کی طرف سے نہیں کوئی پیغام دُوں۔ تو میرا ایک پیغام یہ ہوگا "اگر کلیسیا پھر یہ اعتراف کرے کہ رُوح القدُس میری قوّت اور میری مدد ہے اور اگر کلیسیا پھر اپنا سب کچھ چھوڑ دے اور رُوح القدُس کی بھرپوری کے لئے خُدا کی منتظر رہے تو اُس کی خوبصورتی اور خوشی کے دن پھر آئیں گے اور ہم خُدا کا جلال اپنے درمیان ظاہر پائیں گے"۔ ہر ایک ایماندار سے میرا یہی پیغام ہے: تاوقتیکہ تم یہ نہ سمجھ لو۔ کہ مجھے ہر ساعت رُوح القدُس کی قوّت میں جینا ضرور ہے ورنہ تمہیں کسی بات سے فائدہ نہ ہوگا۔ خُدا یہ طلب کرتا ہے کہ تم ایک ایسے زندہ ظرف ہو کہ جس میں تمہاری زندگی کی ہر ایک ساعت میں رُوح القدُس کی قدرت ظاہر ہو۔ ہاں خُدا تمہیں توفیق دے گا۔ کہ اس قابل بنو۔

اب دیکھیں کہ گلیتوں کی اِس تعلیم سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کیونکر مسیحی زندگی کا آغاز رُوح القدس کا پانا ہے۔ اِس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ کیسا بڑا خطرہ ہے کہ ہم کہیں فراموش نہ کر دیں۔ کہ ہمیں رُوح سے جینا ہے۔ اور نہ جسم کے مطابق۔ یہ تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارے جسم سے کاملیت ڈھونڈھنے کے ثبوت اور نتائج کیا ہیں۔ اور پھر وہ ہمیں اِس حالت سے رہائی پانے کی راہ بتاتی ہے۔

شروع ہی میں پولُوس کہتا ہے۔ کہ "رُوح سے شروع کر کے"۔ یاد رہے کہ پولُوس نے صرف ایمان سے راستباز ٹھہرنے ہی کی مُنادی نہ کی۔ بلکہ اُس نے کچھ اور مُنادی بھی کی۔ اُس نے یہ تعلیم دی (اور یہ سارا خط اِسی سے بھرا ہے) کہ راستباز ٹھہرے ہوئے شخص رُوح القدس کے سوا جی ہی نہیں سکتے۔ اور اِس لئے خُدا ہر ایک راستباز ٹھہرے ہوئے مرد پہ مُہر کرنے کے لئے رُوح القدس دیتا ہے۔ پولُوس ایک سے زیادہ بار اُنہیں پُوچھتا ہے کہ تم نے رُوح القدس کیونکر پائی؟ شریعت کی منادی سے یا ایمان کی مُنادی سے؟ اور وہ اُس وقت کی یاد دلا سکتا تھا۔ جب اُس کی تعلیم سے بڑی بیداری واقع ہوئی۔ خُدا کی قوّت ظاہر ہوئی تھی اور گلیتوں کو مجبوراً یہ اقرار کرنا پڑا۔ کہ ہم نے رُوح القدس پائی ہے۔ ایمان میں مسیح کو قبول کرنے ہاں ایمان سے رُوح القدس پائی۔

بہت مسیحی بمشکل جانتے ہیں کہ جب وہ ایمان لائے تو اُنہوں نے رُوح القدس بھی پائی۔ بہت مسیحی کہہ تو سکتے ہیں۔ میں نے معافی اور سلامتی

پائی ہے"۔ لیکن اگر تم اُن سے پُوچھو کہ کیا تم نے رُوح القُدس بھی پائی۔ تو بہت پس و پیش اور تاّمل کریں گے اور اگر جواب میں ہاں بھی کہیں۔ تو بڑے تاّمل سے۔ اور وہ تمہیں یہ بھی بتائیں گے کہ اُس وقت سے ہم بمشکل جانتے ہیں کہ رُوح القُدس کی قوّت میں چلنا کیا ہے۔ اِس صداقت کو بخوبی سمجھ لینا ضروری ہے۔ سچی مسیحی زندگی کا آغاز رُوح القُدس پانا ہے۔ اور ہر ایک سچی خادم الدین کا وُہی کام ہے جو مُقدّس پولُوس کا تھا کہ اپنے لوگوں کو یاد دلایا کرے کہ اَے مسیحیو! تم نے رُوح القُدس پائی۔ تمہیں اُس کی ہدایت کے مطابق اور اُس کی قوّت میں جینا لازم ہے"۔

اگر گلتی جنہوں نے رُوح القُدس پائی اور بس آزمائش میں پڑ کر گمراہ ہو گئے تاکہ اُس کام کو جو رُوح میں شروع ہوا تھا جسم میں کامل کریں۔ تو وہ مسیحی جو جانتے ہی نہیں۔ کہ ہم نے رُوح القُدس پائی ہے یا نہیں اور یا یُونہی بطور اپنے جزو ایمان کے کہتے ہیں کہ ہاں پائی ہے پر نہ اُس کی بابت کبھی سوچ و فکر کرتے اور نہ خُدا کی حمد ہی کرتے ہیں۔ وہ کیسے بڑے خطرے میں ہیں!

اگر ہم آج بشوق و سرگرمی پوچھیں کہ مسیح کی کلیسیا کی بحالی کے لئے کیا کچھ درکار ہے؟ تو واجب ہے کہ ہم فوراً اِس بات کو جان لیں کہ ہمیں رُوح القُدس کی زیادہ عزّت و توقیر کرنی ضرور ہے۔ ہر ایک ایماندار کا دل متیقن ہونا چاہئے کہ مَیں نے خُدا سے صرف آسمان میں معافی ہی نہیں پائی۔ بلکہ اپنے دل میں رُوح القُدس بھی پائی ہے کہ وُہ وہاں رہے اور میری قوّت ہو۔

دوم۔ پھر اس بڑے خطرے پر غور کرو۔ تم جانتے ہو کہ ریلوے پر شنٹنگ کرنے سے کیا مُراد ہے۔ اس سے ایک لوکوموٹو انجن کو بمعہ ریل گاڑی کے جس طرف چاہیں پھرا دیتے ہیں۔ اگر کوئی پوائنٹ بخوبی بند یا کشادہ نہ ہو۔ تو انجن بے معلوم دائیں یا بائیں طرف کو چلا جاتا ہے۔ اور اگر ایسا وقوعہ کسی اندھیری رات میں واقع ہو۔ تو گاڑی غلط سمت کو چلی جاتی ہے اور کچھ فاصلہ جائے بغیر شاید لوگ اِس وقوعہ سے واقف بھی نہیں ہوتے۔

یُوں ہی خُدا بھی مسیحیوں کو رُوح القُدس اِسی لئے دیتا ہے کہ اُن کی زندگی کا ہر ایک دن رُوح کی قوّت میں بسر ہو۔ کوئی انسان رُوح القُدس کی قوّت کے بغیر ایک ساعت کے لئے بھی دیندارانہ زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ بھلا مانس اور نیک اطوار ہو۔ اور لوگوں کے نزدیک ایک شریف۔ بے عیب زندگی بسر کرتا ہو۔ لیکن ایک ایسی زندگی جینا جو خُدا کے حضور مقبول و پسندیدہ ہو۔ خُدا کی نجات و محبّت کا دلوں میں پانا اور نئی زندگی کی قوّت میں چلنا اور جینا۔ رُوح القُدس کی ہدایت و مدد کے بغیر محال و ناممکن ہے۔

لیکن ذرا سُنو کہ خطرہ کیا ہے۔ گلتیوں نے رُوح القُدس تو پائی۔ پر جو رُوح میں شروع ہُوا۔ اُنھوں نے اُسے جسم میں کامل کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ اُنہیں ایسے اُستاد مِل گئے۔ جنہوں نے زور دیا۔ کہ پھر ختنہ کرانا ضروری ہے۔ پولُوس ان اُستادوں کی بابت کہتا ہے کہ وہ اپنے جسم کی بابت فخر کرنا چاہتے ہیں۔

بعض اوقات یہ انوکھا فقرہ سُننے میں آتا ہے کہ "دینی جسم"۔ بھلا اِس سے کیا مُراد؟ یہ فقرہ صِرف اِس خیال کا اظہار کرتا ہے کہ میری انسانی ذات انسانی مرضی اور میری انسانی کوشِش مذہب میں بڑی پُرجوش و سرگرم ہو سکتی ہے اور دلی تبدیلی اور رُوح القدُس پانے پر مَیں اپنی قوّت میں خُدا کی خدمت کر سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ مَیں بڑا سرگرم ہوں اور بڑا کام بھی کروں۔ اور تاہم یہ خُدا کے رُوح کی نسبت زیادہ تر انسانی جسم کا کام ہو۔ یہ کیسا سنجیدہ خیال ہے کہ انسان بغیر جانے رُوح القدُس کی سڑک سے جسم کی سڑک پر پھرایا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بڑا محنتی اور خود نثار ہو۔ تو بھی یہ سب کچھ انسانی مرضی کی قوّت ہی کا کام ہو! آہ ہم سب کو چاہئے کہ اپنے کو پرکھ کر خُدا سے منّت کریں کہ ہم پر ظاہر کرے کہ آیا ہماری دینی زندگی جسم کی قوّت میں زیادہ بسر ہوتی ہے یا رُوح القدُس کی قوّت میں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص اچھا مناد ہو۔ بڑے شوق و سرگرمی سے خدمت کرے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مسیحی کارندہ ہو۔ اور دوسرے کہیں کہ وُہ دین کی خاطر سب کچھ فدا کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی تم پاتے ہو کہ اُس میں کچھ کمی ہے۔ تم معلوم کرتے ہو کہ وہ رُوحانی آدمی نہیں۔ اُس کی زندگی میں ذرا بھی رُوحانیت پائی نہیں جاتی۔ ایسے کتنے مسیحی ہیں۔ جن کی نسبت کسی کو بھی یہ کہنے کا خیال پیدا نہ ہوگا۔ کہ دیکھو وہ کیسا رُوحانی آدمی ہے! یہ ہے مسیح کی کلیسیا کی کمزوری۔ یہ سب کچھ اِس ایک لفظ میں پائی جاتی ہے "جسم"۔ جسم کئی طریق سے ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی تو وہ جسمانی دانش میں نمایاں ہوتا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ مذہب کے بارے میں میرا دل بڑا سرگرم ہو۔ مَیں مُنادی کروں۔ لکھوں۔ سوچوں۔ خُدا کی کتاب اور اُس کی بادشاہت کی متعلقہ چیزوں میں مگن رہوں مگر رُوح القدس کی قوت مجھ میں نہ پائی جائے۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر تم اُس مُنادی کے کام پر غور کرو۔ جو مسیح کی کلیسیا میں پنجاب ہندوستان یورپ اور امریکہ میں ہو رہا ہے اور یہ سوال پوچھو کہ کلام کی مُنادی میں دل تبدیل کرنے والی قوت کیوں اتنی تھوڑی پائی جاتی ہے تو اس کا کیا سبب ہے کہ کام اتنا زیادہ ہو رہا اور نتائج ایسے کم برآمد ہوتے ہیں؟ پھر اگر تم سوال کرو۔ کہ کیا سبب ہے کہ کلام میں ایمانداروں کو پاکیزگی اور تقدیس میں قائم کرنے کی ایسی تھوڑی قوت ہے؟ تو جواب یہ ملے گا کہ رُوح القدس ہی کی قوت کی کمی کا یہ باعث ہے اور اِس کی کیا وجہ ہے؟ صرف یہی کہ جسم اور انسانی کوشش نے وہ جگہ لے لی ہے۔ جو رُوح القدس کو لینی چاہئے تھی۔ گلتیوں کا یہی حال تھا اور کرنتھیوں کا یہی حال تھا۔ تم جانتے ہو کہ پولُوس نے اُنہیں کہا کہ مَیں تم سے ایسے نہیں بول سکتا جیسے رُوحانیوں سے۔ تمہیں رُوحانی مزاج آدمی بننا چاہئے لیکن تم جسمانی ہو۔ اور تم جانتے ہو کہ اِس خط میں وہ اُنہیں جھگڑوں اور لڑائیوں کے لئے کتنی بار تنبیہ و ملامت کرتا ہے۔

سوم۔ اِس امر کے کیا نشان اور ثبوت ہیں کہ کوئی کلیسیا یا کوئی مسیحی جسم کی قوت میں خُدا کی خدمت کرتا ہے۔ اور وہ کام جو رُوح میں شروع ہوا اُسے جسم میں کامل کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ اِس کا جواب بالکل سہل اور صاف ہے۔ مذہب میں انسانی کوشش کا انجام

ہمیشہ گناہ آلود جسم میں ہوتا ہے۔ اُن گلتیوں کی حالت کیا تھی؟ وہ شریعت کے کاموں سے راستباز ٹھہرنے کی کوشش کرتے تھے تو بھی وہ لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کو نگل جانا چاہتے تھے۔ اُن فقروں کو ذرا خیال میں لاؤ۔ جن سے رسُول اُن کی محبّت کی کمی کا اظہار کرتا ہے اور تم کوئی بلدہ سے زیادہ پاؤ گے۔ حسد۔ رشک۔ کینہ۔ جھگڑے وغیرہ وغیرہ۔ چوتھے اور پانچویں باب میں پڑھو۔ کہ وہ اِس بارے میں کیا کہتا ہے تم دیکھتے ہو کہ کیونکر اُنہوں نے اپنی قوّت میں خدا کی خدمت کرنے کی کوشش کی اور وُہ سراسر ناکامیاب ہوئے۔ اس تمام دینی کوشش کا نتیجہ ناکامیابی ہُوا۔ گناہ اور گناہ آلود جسم کی قوّت اُن پر غالب آئی اور اُن کی ساری حالت ایسی افسوسناک تھی۔ کہ ہم اُسے بمشکل تصوّر میں لا سکتے ہیں۔

اِس خیال سے ہمارے دلوں میں کیسی سنجیدگی آجاتی ہے۔ مسیحی کلیسیا میں ہر جگہ شکایت پائی جاتی ہے کہ دینداری اور راستی کا کوئی بڑا اعلیٰ مطمع یا ہدف نہیں پایا جاتا۔ مجھے ڈاکٹر ڈیکس کا ایک وعظ یاد ہے جس کا مضمون "تجارتی اخلاق" تھا۔ صاحب موصوف نے اُن سب باتوں کا ذکر کیا جو لنڈن جیسے شہر میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ہم تجارتی اخلاق "یا غیر اخلاق کا اگر ذکر نہ کریں بلکہ ہم مسیحیوں کے گھروں میں جائیں اور اُس زندگی کا خیال کریں۔ جس کے لئے خُدا نے اپنے فرزندوں کو بلایا ہے اور جسے بسر کرنے کی وُہ اُنہیں اپنے رُوح القدس کے ذریعے توفیق دیتا ہے۔ ہاں ہم یہ بھی خیال کریں کہ یا ہمیں ہمہ کتنی بے مہری اور بدمزاجی۔ تیزی اور تلخی

پائی جاتی ہے۔اور ہم یہ بھی مدّنظر رکھیں کہ کلیسیاؤں کے ممبروں میں اکثر کیسے جھگڑے رہتے ہیں ان میں کتنا حسد اور رشک مغروری اور زود رنجی پائی جاتی ہے تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ خُدا کے برّے کی رُوح کی حضوری کے نشان کہاں ہیں؟ آہ نہیں۔ افسوس نہیں ہیں۔

بہت لوگ اِن باتوں کا یُوں ذکر کرتے ہیں کہ گویا وہ ہماری کمزوری کا طبعی نتیجہ ہیں۔ اور اِن سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں۔ بہت لوگ اُنہیں گناہ تصوّر کرتے ہیں۔ تاہم اُنہیں فتح کرنے کی اُمید تک چھوڑ چکے ہیں۔ بہت اِن باتوں کا اپنے اردگرد کی کلیسیاؤں میں ذکر کرتے ہیں تو بھی اس امر کی اُنہیں کچھ اُمید نہیں کہ کبھی ان کی اصلاح بھی ہو گی تاوقتیکہ یہ بنیادی تبدیلی واقع نہ ہو اور جب تک خُدا کی کلیسیا یہ نہ دیکھے کہ ایماندار کا ہر ایک گناہ جسم سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاں جسم کی زندگی سے جو ہماری دینی ریاضتوں میں بھی پائی جاتی اور اپنی قوّت میں خُدا کی خدمت کرنے سے تو تب تک ہمیں کوئی اُمید رکھنی نہ چاہئے۔ ہاں تاوقتیکہ ہم یہ اقرار کرنا نہ سیکھیں اور یہ نہ دیکھیں کہ جب تک کسی طرح خُدا کی رُوح اپنی قوّت میں کلیسیا پھر نہ پائے ہم کامیاب نہ ٹھہریں گے۔ پنتی کوست کے دن کلیسیا نے اپنا کام کہاں سے شروع کیا؟ رُوح میں۔ لیکن افسوس دُوسری صدی کی کلیسیا پھر کیونکہ جسم کی طرف پھر گئی اُنہوں نے کلیسیا کو جسم میں کامل کرنے کا خیال کیا۔

کبھی یہ خیال نہ کرو کہ چونکہ مُبارک زمانۂ اصلاح کے وقت ایمان سے راستباز ٹھہرنے کے مسئلے کو پھر رواج دیا گیا۔ تو رُوح القدس کی قوّت بھی

کلی طور پر بحال ہو گئی۔ اگر ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ خدا ان آخری دنوں میں اپنی کلیسیا پر رحم کرنے کو ہے۔ تو یہ اس لئے نہ ہوگا کہ اصول وصداقت دربارہ رُوح القدُس نہ صرف مطالعہ ہی کئے جائیں گے بلکہ بہمہ دل ان کی تلاش کی جائیگی اور نہ صرف اِس لئے کہ ان کی تلاش کی جائے گی۔ بلکہ اس لئے کہ خادم الدین اور جماعتیں خُدا کے حضُور سجدہ کئے بڑی فروتنی اور عاجزی سے یہ تضرع کریں گی کہ ہم نے خدا کے رُوح کو رنجیدہ کیا ہے۔ ہم نے کوشش کی کہ رُوح القدُس کی بھرپوری پائے بغیر مسیحی کلیسیائیں بنیں۔ ہم نے رُوح القدُس سے معمور و بھرپور ہونے کی کوشش نہیں کی کیا تم نے وہ الزام سُنا جو خُدا کے اُس بندے نے جو مجھ سے پیشتر بولا۔ مسیح کی کلیسیا پر ہمارے رُوبرو لگایا۔ اُس نے کہا کہ کلیسیا میں تمام کمزوری کا باعث اس کا اپنے خُدا کی فرمانبرداری سے انکار کرنا ہے! کیا یہ بیان دہشت انگیز نہیں۔ وہ کلیسیا جو مسیح کے خون سے بحال کی گئی ہو۔ ہاں وہ کلیسیا جس نے رُوح القدُس سے بپتسمہ پایا ہو اگر خُدا کی اطاعت سے اِنکار کرے! تو اُس کیلئے سچ ہے۔

بھلا کلیسیا کی ایسی حالت کیوں ہے؟ مَیں جانتا ہوں کہ تم کیا جواب دو گے۔ تم کہو گے کہ ہم بہت کمزور اور بیکس ہیں۔ ہم اطاعت کرنے کی کوشش کرتے۔ بڑے بڑے منصُوبے باندھتے اور وعدے کرتے ہیں۔ لیکن کسی نہ کسی طرح ہم ناکامیاب ہی ٹھہرتے ہیں۔ ہاں تم اِس لئے ناکامیاب ٹھہرتے ہو کہ تم خُدا کی قوّت کو نہ مانتے اور نہ ہی پاتے ہو۔ صرف خُدا ہی تم میں اپنی مرضی کو سرانجام دے سکتا ہے۔ تم خود خُدا کی مرضی کو پورا

نہیں کر سکتے۔ لیکن اُس کا رُوح القدُس کر سکتا ہے ۔ تاوقتیکہ کلیسیا اور ہر ایک ایماندار اسے بخوبی ذہن نشین نہ کرلے اور انسانی کوشش سے خُدا کی مرضی پوری کرنے سے باز نہ آئے اور رُوح القدُس کا منتظر نہ رہے کہ وہ قُدرتِ کلّی اور بڑی طاقت سے آئے۔ کلیسیا کی کبھی بھی وہ حالت نہ ہو گی جو خُدا چاہتا ہے کہ ہو اور جو خُدا کرنے کو رضامند ہے۔

چہارم۔ اب ہم اس سوال پر غور کریں کہ بحالیت کی کونسی راہ ہے؟ عزیز دوستو اس کا جواب سہل و سادہ ہے۔ اُس گاڑی کے لئے جو غلط سمت کو چلی گئی۔ کوئی اور چارہ نہیں کہ اُسی پوائنٹ پر پھر آئے جہاں سے وہ غلط سمت پر پڑ گئی۔ گلتیوں کے لئے اِس کے سوائے کوئی اور طریق نہ تھا کہ وہیں واپس آجائیں جہاں سے اُنہوں نے غلطی کی تھی۔ اور ان تمام دینی کوششوں سے جو اُنہوں نے اپنی قوّت میں کی تھیں پیچھے ہٹیں۔ اپنے کاموں سے کسی چیز کی تلاش نہ کریں اور اپنے آپ کو بڑی فروتنی سے رُوح القدُس کے ہاتھوں تابع کر دیں۔ سِوا اِس کے کوئی اور طریق نہیں۔ کیا یہاں کوئی ایسا بھائی یا بہن ہے۔ جس کا دِل معترف و شناسا ہے کہ میری زندگی رُوح القدُس کی قوّت سے کیسی کم واقف ہے"؟ مَیں تمہیں خُدا کا پیغام دیتا ہوں۔ تمہیں اِس امر کا خیال ہی نہیں کہ رُوح القدُس کی قوّت میں تمہاری زندگی کیسی کچھ ہو جائے گی۔ بیشک یہ زندگی بڑی اعلیٰ اور مُبارک اور عجیب معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مَیں تمہیں یہ پیغام دیتا ہوں کہ جیسے یہ سچ ہے کہ خُدا کا ابدی بیٹا اِس دُنیا میں آیا اور بڑے بڑے عجیب کام کئے۔ جیسے یہ

سچ ہے کہ وہ کلوری پر مُؤا۔ اور اپنے قیمتی خون سے تمہیں بحال کیا۔ ویسے ہی یہ بھی سچ و برحق ہے۔ کہ رُوح القدُس تمہارے دلوں میں آتا ہے تاکہ اپنی الٰہی قدرت سے تمہاری تقدیس کرے اور تمہیں توفیق دے کہ خُدا کی مُبارک مرضی بجا لاؤ۔ اور تمہارے دلوں کو خوشی اور قوّت سے معمُور بھرپُور کر دے۔ لیکن افسوس ہم نے رُوح القدُس کو بھُلا دیا۔ ہم نے اُسے رنجیدہ کیا۔ ہم نے اُس کی بے عزّتی کی ہے اور وہ اپنا کام کر نہیں سکا۔ لیکن مَیں تمہیں پیغام دیتا ہوں کہ آسمانی باپ خواہاں ہے کہ اپنے فرزندوں کو اپنے رُوح القدُس سے بھر دے۔ خُدا خواہاں ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو فرداً فرداً اور الگ الگ روزانہ زندگی کے لئے رُوح القدُس کی قوّت عنایت فرمائے۔ یہ حکم ہمارے لئے فرداً فرداً اور بحیثیت مجموعی بھی ہے۔ خُدا چاہتا ہے کہ ہم بحیثیت اُس کے فرزند ہونے کے اپنے گناہ اُس کے سامنے پیش کریں اور اُس سے رحمت کے خواستگار ہوں ہاں کیا تم ایسے بیوقوف ہو کہ رُوح سے شروع کر کے اب اُسے جسم میں کامل کرنا چاہتے ہو جو تم نے رُوح میں شروع کیا؟ واجب ہے کہ ہم نادم و شرمسار ہو کر خُدا کے حضُور اقرار کریں کہ کیونکہ ہمارا "جسمی مذہب"۔ خود کوششی اور خود اعتمادی سے ہر ایک ناکامیابی کا باعث رہا ہے۔

بارہا۔ نوجوان مسیحیوں نے مجھ سے پُوچھا ہے کہ کیا سبب ہے کہ مَیں اکثر ناکامیاب ہوتا ہوں؟ مَیں نے اپنے سارے دِل سے وعدہ کیا۔ اور خُدا کی خدمت کرنے کی آرزو رکھی پھر مَیں کیوں ناکامیاب ہوا ہُوں؟ ایسوں کو

مَیں ہمیشہ یہی ایک جواب دیتا ہوں کہ میرے عزیز دوست۔ تم اپنی قوت میں وہ کچھ کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ جو صرف مسیح ہی تم میں کر سکتا ہے۔ اور جب وُہ مجھے کہتے ہیں کہ یقیناً مَیں جانتا تھا۔ کہ صرف مسیح ہی یہ کر سکتا ہے اور مَیں اپنے پر بھروسہ نہیں رکھتا تھا۔ تو میرا ہمیشہ یہی جواب ہے کہ نہیں تم اپنے پر بھروسہ رکھتے رہے ورنہ تم کبھی ناکامیاب نہ ہوتے۔ اگر تم اُسی پر بھروسہ رکھتے تو وُہ ضرور تمہاری مدد کرتا۔ آہ۔ یہ عادت ہم میں ایسی راسخ ہو گئی ہے کہ ہم اکثر اُسے جو رُوح میں شروع ہوا۔ بے جانے جسم سے کامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ سبھوں کو یہ پہچان حاصل ہو کہ جب ہم بالکل شرمسار اور خالی ہو جائیں۔ تو اُس برکت کے قبول کرنے کو تیار اور مُستعد رہیں جو اُوپر سے آتی ہے۔

اس وقت مَیں یہ دو سوال پیش کرتا ہوں کہ اَے پیارے ہم خدمت دینِ انجیل کے ہر ایک خادم سے پُوچھتا ہوں) کیا تم رُوح القدس کی قوت میں جیتے ہو؟ کیا تم خُدا کے حضور میں رُوح سے بھرپور و ممسوح زندگی بسر کرتے ہو؟ اَے بھائیو! ہماری حالت بڑی ہولناک ہے۔ ہمیں لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ ہمارے الفاظ اور تعلیم میں نہیں۔ بلکہ ہماری زندگی میں خدا ہمارے لئے کیا کچھ کر سکتا ہے۔ ایسا کرنے کی خُدا ہمیں توفیق دے۔ مَیں مسیح کی کلیسیا کے ہر ایک ممبر اور ہر ایک مومن سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم دن بدن رُوح القدس کی قوت سے زندگی بسر کرتے۔ یا اُس کے بغیر جینے کی کوشش کرتے ہو؟ یاد رکھو کہ تم خود کچھ نہیں کر سکتے۔ کیا تم نے تقدیس پائی اور رُوح کے

ہاتھوں میں سپُرد اور تابع ہو۔ کہ وہ تم میں کام کرے اور رہے ؟ اپنی سرشت اور زبان کی ہر ایک ناکامیابی کا وہ کتنی ہی ہلکی کیوں نہ ہو۔ ہاں ہر ایک ناکامیابی کا جو رُوح القدس کی غیر حاضری اور خودی کی قوّت کی موجودگی کے باعث ہو۔ اقرار کرو۔ کیا تم نے تقدیس پائی۔ کیا تم رُوح القدس کے لئے الگ کئے گئے ہو؟ کیا تم نے اپنے کو اُس کے ہاتھوں تسلیم کر دیا ہے؟

اگر تمہارا جواب نہیں ہو۔ تو میرا ایک اور سوال ہے۔ کیا تم تقدیس پانے کو رضامند ہو؟ کیا تم رضامند ہو۔ کہ اپنے آپ کو رُوح القُدس کے ہاتھوں سپُرد کر دو؟۔

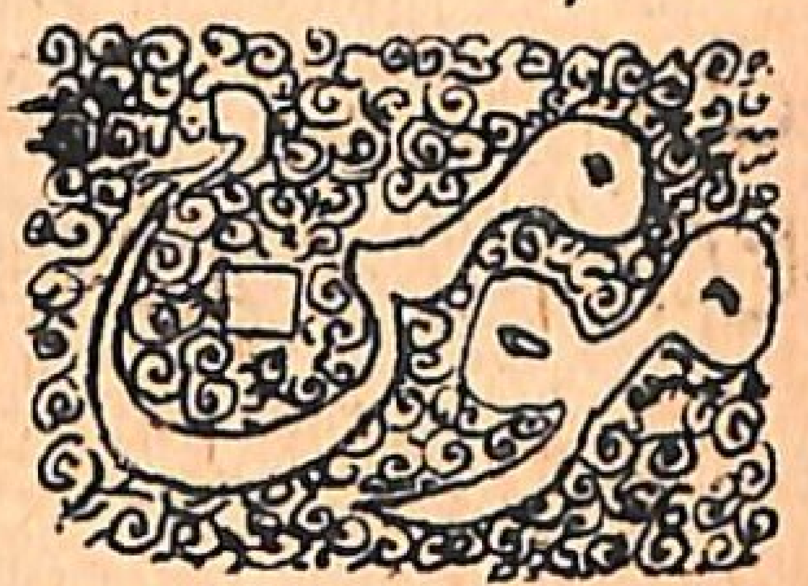
مجھے یقین ہے کہ تمہیں بخوبی معلوم ہے کہ تقدیس کے انسانی پہلو سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ مَیں اپنے تئیں خواہ سو دفعہ تقدیس کیوں نہ کروں اِس سے مجھے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ ضرورت تو یہ ہے۔ کہ آسمانی خُدا میری تقدیس کو قبول کرے اور اُس پہ اپنی مُہر لگائے۔

کیا اب تم رضامند ہو۔ کہ اپنے تئیں رُوح القُدس کو سپُرد و تابع کرو؟ تم آج ہی یہ کر سکتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ابھی تک تمہیں بہت کچھ تیرہ و تاریک حالت نظر آئے جو تم نہ سمجھ سکتے اور نہ ہی کچھ معلوم کر سکتے ہو۔ لیکن مضائقہ نہیں آج ہی ہم خُدا کی حضوری میں جائیں اور یہ محسُوس کریں کہ کل اور پرسوں اور پھر اگلے دن ہم خود خُدا سے ملنا چاہتے ہیں۔ صرف خُدا ہی یہ تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ صرف خُدا ہی جس نے ہمیں رُوح القُدس دیا رُوح القُدس کو پھر اُس کی قوّت میں ہماری زندگیوں میں بحال کرتا ہے صرف

خُداہی باطنی انسانیت میں اپنی رُوح کی قوّت سے ہمیں زور آور بناتا ہے تم سب جو دُعا کرتے رہے ہو۔ کہ ہماری مجلس پر خُدا کی برکت ہو تو آج خُدا کی طرف اپنی نظریں اٹھاؤ۔ اور کہو کہ اَے خُدا اگر تُو ہمارے ساتھ نہ ہو۔ تو ہمیں کسی بات سے فائدہ نہیں ہو گا جب تک خُدا ہمارے درمیان حاضر نہ ہو۔ تم خواہ مہینے تک جلسے کرتے رہو۔ اور وہ شاید تمہیں تھوڑا سا بیدار بھی کریں پر اُن سے تمہیں کوئی دیرپا فائدہ نہیں پہنچے گا۔ لیکن اگر ہم بیکس ہو کر اپنے کو اُس کے قدموں پر گرا دیں۔ تو خُدا ہماری مدد کرے گا۔ کاش ہم سب ایسا ہی کریں۔ آج رات اور ان تینوں دنوں میں ہم خُدا کی منّت کریں کہ وہ اپنی بڑی رحمت سے ہماری رُوحوں میں اپنا جلوہ دکھلائے۔ واجب ہے کہ ہم دم بہ دم اور جلسہ بہ جلسہ خُدا کی منّت کریں کہ اَے خُداوند اَور کلیسیا اور اپنے لوگوں میں اپنا جلوہ دکھا تاکہ رُوح القُدس کی قوّت ہم میں ظاہر ہو۔ کیا بہتر نہیں کہ ہم اِس اُمید میں ابھی کہیں کہ خُداوند میں اپنے لئے اور دیگر مسیحیوں کے لئے اور اس کانفرینس کے لئے رُوح القُدس کی قوّت اور حضوری کا مستدعی ہوں۔ ہر ایک منتظر دل کو جو خود نثاری کرتا۔ اپنا سب کچھ چھوڑ دیتا اور خُدا کے حضور دُعا و منّت کرتا ہے جواب ملے گا کہ برکت دُور نہیں۔ ہمارے خُدا کی خوشی اسی میں ہے کہ اپنے بندوں کی مدد کرے۔ وہ ہمیں توفیق دے گا تاکہ جسے ہم نے رُوح میں شروع کیا ہے، اُسے جسم میں نہیں بلکہ رُوح میں کامل کرے

خُدا کی قدرت سے محفوظ

ہمارے خُداوند یسوع مسیح کے خُدا اور باپ کی حمد ہو۔ جس نے یسوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث اپنی بڑی رحمت سے ہمیں زندہ اُمید کے لئے نئے سر سے پیدا کیا۔ تاکہ ایک غیرفانی اور بے داغ اور لازوال میراث کو حاصل کریں۔ وہ تمہارے واسطے جو خُدا کی قدرت سے ایمان کے وسیلہ سے اُس نجات کے لئے جو آخری وقت میں ظاہر ہونے کو تیار ہے۔ حفاظت کئے جاتے ہو۔ ۱-پطرس ۱: ۳-۵



کے اس نجات تک محفوظ کئے جانے کے متعلق دو عجیب باتیں پائی جاتی ہیں۔ پہلے یہ کہ وہ خُدا کی قدرت سے محفوظ ہے۔ اور دُوسرے ایمان کے وسیلے سے محفوظ۔ ان دونوں پہلوؤں پر غور کرنا واجب ہے۔ اوّل تو خُدا کی قدرتِ کاملہ پر فکر کرو۔ جو ہر ساعت ہمیں محفوظ رکھتی ہے۔ اور پھر انسانی پہلو سے ہم اُس کے سوا کچھ اور کر ہی نہیں سکتے کہ ایمان سے خُدا کو اپنی حفاظت کرنے دیں۔ اُس میراث کے لئے جو تمہارے لئے

آسمان میں تیار ہے۔ تم ازسرِ نو پیدا کئے گئے ہو۔ اور یہاں دنیا میں تم خدا کی قدرت سے محفوظ رکھے جاتے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ محافظت دوہری ہے! آسمان میں تو میرے لئے میراث تیار رکھی جاتی ہے اور مَیں اِس میراث کے لئے زمین پر محفوظ رکھا جاتا ہوں۔

اب اِس محافظت کے پہلے حِصّے کی بابت تو کوئی شک و شُبہ نہیں۔ خُدا میراث کو آسمان میں بڑے عجیب اور کامل طور سے رکھتا ہے اور واں وہ میری منتظر ہے اور وُہی خُدا مجھے میراث کے لئے محفوظ رکھتا ہے۔ ضرور ہے کہ ہم اس راز کو بخوبی سمجھ لیں۔ بھلا اگر کوئی شخص اپنے بچّوں کے لئے بہت میراث جمع کر رکھے۔ لیکن اُنہیں تعلیم و تربیّت نہ دے اور نہ اُنہیں اُس میراث پانے کے قابل بنائے تو تم اُسے کیسا نادان خیال کروگے۔ ایسے شخص کی بابت تمہارا کیا خیال ہوگا۔ جو حتّی الوسّع روپیہ جمع کرے اور جب لاکھوں جمع کر چکے تو تم اُس سے پُوچھو کہ بھائی تم کیوں اِتنی مشقّتیں جھیل رہے اور مصیبتیں اُٹھا رہے ہو۔ اور وہ تمہیں جواب دے کہ مَیں اپنے بچّوں کے لئے اچھی میراث چھوڑ جانا چاہتا ہوں اور اگر تمہیں اس وقت معلوم ہو کہ وہ شخص اپنے بچّوں کو تعلیم دلانے کا کچھ بھی فکر نہیں کرتا بلکہ اُنہیں بازاروں میں آوارہ اور گناہ۔ نادانی و بیوقوفی کی راہوں پر چلنے دیتا ہے تو ایسے شخص کی نسبت تم کیا خیال کروگے؟ کیا تم یہ نہ کہوگے کہ وہ کمبخت اپنے بچّوں کے لئے میراث تو جمع کر رہا ہے لیکن وہ اُن کو میراث کے لئے تیار نہیں کرتا؟ بہت مسیحیوں کا یہی خیال ہے کہ میرا خُدا میرے لئے میراث تیار کر رہا ہے۔ لیکن وہ یہ مان نہیں سکتے کہ میرا خُدا اس میراث

کے لئے مجھے تیار کرتا اور محفوظ رکھتا ہے۔ وُہی قدرت۔ وُہی محبّت ہاں وُہی
خُدا اس دوہرے کام کو سرانجام دیتا ہے۔

اب مَیں اس کام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو خُدا ہمارے لئے یا یُوں کہو
کہ ہم میں کرتا ہے۔ وُہ ہمیں میراث کے لئے محفوظ رکھتا ہے۔ مَیں ابھی کہہ چکا ہُوں
کہ ہمارے سامنے دو سادہ صداقتیں ہیں۔ اوّل تو الٰہی پہلو سے ہم خُدا
کی قُدرت سے محفوظ ہیں۔ دُوسرے انسانی پہلو سے ہم ایمان کے
وسیلے محفوظ ہیں۔

پہلے الٰہی پہلو پر غور کرو۔ "خُدا کی قُدرت سے محفوظ"

اوّل۔ یہ یاد رکھو کہ یہ حفاظت محیطِ کُل ہے۔ کون محفوظ رکھا جاتا ہے
تم۔ تمہارا کتنا حصّہ؟ ساری ذات اور سارا وجود۔ کیا خُدا تمہارے ایک حصّے
کو محفوظ رکھتا اور دُوسرے کو نہیں؟ نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ
یہ حفاظت ایک عام اور مُبہم سی بات ہے۔ خُدا اُنہیں اس طور سے محفوظ
رکھے گا کہ مرنے پر وہ سیدھے آسمان کو پہنچیں۔ اور وہ اس لفظ "محفوظ"
کو اپنی ذات اور وجود کی ہر ایک چیز پر صادق نہیں ٹھہراتے۔ تاہم خُدا اسی
کا خواہاں ہے۔ یہ دیکھو میری گھڑی۔ فرض کرو کہ یہ مَیں نے کسی دوست سے
عاریتاً لی اور اُس نے مجھے کہا۔ کہ "جب تم پنجاب کو جاؤ تو میری گھڑی لیتے جانا۔
لیکن اُسے ذرا حفاظت سے رکھنا اور واپس لے آنا" اور فرض کرو کہ مَیں نے
گھڑی کو کچھ نقصان پہنچا دیا۔ اُس کی سوئیاں ٹُوٹ گئیں۔ اُوپر سے بدنما ہو گئی
اور اُس کے چکّر اور کمانیاں خراب ہو گئے اگر اس حالت میں اُسے اپنے دوست

کو واپس دُوں۔ تو وہ کہے گا کہ مَیں نے تمہیں گھڑی اس شرط پر دی کہ تم اُسے رکھو" کیا مَیں نے اُسے بحفاظت رکھا اور کہا کہ یہ لو اپنی گھڑی لیکن میرا دوست کہے گا۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔ کہ تم اُسے ایسے طور پر رکھو۔ کہ اُس کا حلقہ ہی لاکر مجھے واپس کرو۔ مجھے یہ امید تھی کہ تم اُس کے ہر ایک جزو کو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکھو گے۔ خدا یہ نہیں چاہتا کہ ہمیں مُبہم طور پر محفوظ رکھے کہ آخر کو ہم کسی نہ کسی طرح گویا آگ سے بچ کر سیدھے آسمان میں جا پہنچیں۔ بلکہ محفوظ رکھنے والی قدرت اور خُدا کی محبّت ہماری ذات کے ہر ایک حصے پر صادق آتی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا ہمیں رُوحانی باتوں ہی میں محفوظ رکھے گا اور دُنیاوی تفکّرات اور نہ کاروبار میں نہیں۔ اُن کے نزدیک دنیاوی اُمور خُدا کے احاطہ سے باہر ہیں۔ اچھا خُدا تمہیں دُنیا میں کام کرنے کو بھیجتا ہے۔ لیکن اُس نے یہ تو نہ کہا کہ جاؤ۔ اپنا روپیہ کماؤ اور آپ اپنی معاش کا بندوبست کرو۔ وہ جانتا ہے کہ تم خود ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لئے خدا کہتا ہے کہ میرے فرزند تمہارا کوئی کام اور کوئی شغل ایسا نہیں کہ جس میں مَیں تمہارا باپ تمہیں اپنی حفاظت میں نہ لوں۔ خُدا صرف رُوحانی اُمور کا ہی نہیں۔ بلکہ وہ جسمانی و دنیاوی اُمور کا بھی فکر کرتا ہے۔ بہت لوگوں کی زندگیوں کا زیادہ حصہ بعض اوقات دِن کے آٹھ نو یا دس گھنٹے۔ کام کاج کی اُلجھن اور آزمائشوں میں گذرتا ہے۔ لیکن خُدا واں بھی تمہاری فکر رکھتا۔ اور تمہاری حفاظت کرتا ہے ہے۔ خُدا کی حفاظت سب کو گھیرے ہوئے ہے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آہ! آزمائش کے وقت تو خدا میری حفاظت کرتا ہے۔ لیکن فارغ البالی کے وقت مجھے اُس کی حفاظت درکار نہیں۔ تب مَیں اُسے بھول جاتا اور اُس کا خیال نہیں کرتا۔ بعضوں کی رائے اُس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ فارغ البالی کے وقت جب سب کچھ باامن اور ٹھیک ہو تو مَیں خُدا سے لپٹ سکتا ہوں لیکن جب بڑی بڑی آزمائشیں آئیں تو نہ معلوم کیوں میری مرضی بھٹک جاتی اور پھر خُدا مجھے محفوظ نہیں رکھتا۔ مَیں تمہیں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ فارغ البالی اور تنگ حالی۔ روشنی اور تاریکی میں ہر وقت تمہارا خُدا تمہیں محفوظ رکھنے کو تیّار ہے۔ پھر اس حفاظت کی بابت بعضوں کا یہ خیال ہے کہ بڑی بڑی بدمعاشیوں سے تو میرا خُدا مجھے محفوظ رکھے گا لیکن چھوٹے چھوٹے گناہوں کی بابت مَیں توقّع نہیں رکھ سکتا۔ کہ خُدا مجھے بچائے گا۔ مثلاً بدمزاجی کا گناہ ہے۔ مَیں توقّع نہیں کر سکتا کہ خُدا اُسے بھی فتح کرے گا۔ جب کبھی تم کسی کی بابت سنو۔ کہ وہ آزمائش میں پڑ کر گمراہ ہوگیا اور خون یا شراب خوری میں گرا۔ تو تم خُدا کا شکر کرتے ہو کہ اُس نے تمہیں ایسے بڑے گناہ سے محفوظ رکھا۔ تم کہتے ہو" اگر خدا مجھے محفوظ نہ رکھتا تو مَیں بھی ایسے ہی گناہ میں گر پڑتا!" تمہیں یقین ہے کہ خُدا نے تمہیں قتل اور شراب خوری سے بچائے رکھا۔ اور تم کیوں نہیں مانتے کہ خُدا تمہیں بدمزاجی سے بھی بچا سکتا ہے۔ شاید تمہارے نزدیک یہ امر کم ضروری ہے۔ تم نے یہ یاد نہ رکھا کہ نئے عہدنامے کا بڑا حکم یہ ہے کہ" جیسی مَیں نے تم سے محبّت رکھی۔ تم بھی ایک دوسرے سے محبّت رکھو" اور جب تمہاری بدمزاجی

اور جلد بازی اور تلخ کلامی ظاہر ہوئی تو تم نے سب سے اعلیٰ حکم یعنی خدا کی محبت کی شرع کے خلاف گناہ کیا اور پھر بھی تم کہتے ہو کہ خدا محفوظ نہیں رکھتا۔ خدا محفوظ رکھ نہیں سکتا۔ نہیں تمہیں یہ کہنا نہ چاہئے۔ کہ خدا محفوظ رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ تم یہ کہتے ہو کہ خدا مجھے اس سے محفوظ نہیں رکھتا۔ شاید تم کہتے ہو۔ کہ ہاں وہ رکھ سکتا ہے۔ لیکن مجھ میں کوئی ایسی چیز ہے جو اُس تک پہنچ نہیں سکتی اور جو خدا دُور نہیں کرتا۔

مَیں اس وقت یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایماندار اُس زندگی سے۔ جو عام بسر کی جاتی ہے۔ زیادہ مقدّس زندگی بسر کر سکتے ہیں؟ کیا ایماندار خدا کی محفوظ رکھنے والی قوت کا جو اُنہیں گناہ سے بچائے رکھے۔ ہر ساعت تجربہ حاصل کر سکتے ہیں؟ کیا مومنین خدا کی رفاقت میں رہ سکتے ہیں؟ کلام اللہ سے مَیں تمہیں یہ پیغام دیتا ہوں کہ "خدا کی قدرت سے محفوظ" اس کے ساتھ کوئی شرطیہ جملہ نہیں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اگر تم اپنے کو کلیۃً طور پر خدا کی قدرتِ کاملہ کے سپرد و تابع کر دو۔ تو اُس کی عین خوشی اس میں ہو گی کہ تمہیں اپنی حفاظت میں محفوظ رکھے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم کبھی بھی اس حالت کو نہیں پہنچ سکتے کہ ہمارے ہر ایک لفظ سے خدا کا جلال ظاہر ہو۔ لیکن خدا یہی ان سے طلب کرتا اور اسی کی اُن سے توقع رکھتا ہے۔ خدا رضامند ہے کہ اُن کے مُنہ کے دروازوں پر نگہبان بٹھائے اور اگر خدا یہ کر سکتا ہے تو کیا وہ اُن کی زبان اور اُن کے لبوں کو اپنی حفاظت میں نہیں رکھ سکتا؟ ہاں وہ رکھ سکتا

ہے اور جو اُس پر توکّل رکھیں وہ اُن کے لئے یہی کرے گا۔ خدا کی حفاظت سب چیزوں پر محیط ہے اور جو کوئی مقدّس زندگی جینے کا خواہاں ہے مَیں اُس سے درخواست کرتا ہوں کہ آج ہی اپنی تمام ضرورتوں اور کمزوریوں۔ اپنے تمام نقصوں اور گناہوں پر غور کر کے بڑے تامّل سے کہے کہ کیا کوئی ایسا گناہ ہے جس سے میرا خُدا مجھے بچا نہیں سکتا؟ دِل کوئی اور جواب نہیں پائے گا۔ کہ "ہاں خُدا مجھے ہر ایک گناہ سے بچا سکتا ہے"۔

دوم۔ اگر تم اِس حفاظت کو بخوبی سمجھنا چاہو تو یاد رکھو کہ یہ صرف محیطِ کُل ہی نہیں بلکہ یہ قادرِ مطلق حفاظت بھی ہے۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ یہ صداقت میرے دل میں گویا بھڑک اُٹھے اور مَیں خُدا کی عبادت کروں۔ یہاں تک کہ میرا سارا دل اُس کی قُدرتِ کاملہ کے خیال سے بھر جائے۔ خُدا قادرِ مطلق ہے۔ اور قادرِ مطلق خُدا اپنے کو پیش کرتا ہے کہ میرے دل میں اپنا کام کرے اور مجھے محفوظ رکھے۔ مجھے یہ درکار ہے کہ قدرتِ کاملہ۔ ہاں قادرِ مطلق خُدا سے وابستہ ہو جاؤں اور اُس کے ہاتھ کی ہتھیلی میں اپنی جگہ پاؤں۔ زبوروں میں کیسے عجیب خیال و محاورات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً داؤد کہتا ہے کہ خُدا۔ ہمارا خُدا۔ ہمارا قلعہ۔ ہماری پناہ ہماری مضبوط چٹان۔ ہماری قوّت اور ہماری نجات ہے۔ داؤد کو بڑے بڑے عجیب نظارے حاصل ہوئے کہ کیونکر ابدی خُدا۔ ایماندار رُوح کے چھپنے کی جگہ اور اُس کی پناہ ہے اور کیونکر وہ مومن کو اپنے ہاتھوں ہاں اپنے پروں کے سائے میں رکھتا ہے۔ داؤد اِس حالت میں رہتا تھا پر آہ۔ ہم جو پنتی کوست کے فرزند ہیں اور جنہوں نے مسیح اور اُس کے

خوُن اور رُوح القُدس کو جو اُوپر سے بھیجا گیا جانتے ہیں تو پھر ہم کیوں اس امر سے اتنے ناواقف ہیں کہ قادرِ مطلق کے ہمراہ جو ہمارا محافظ ہے قدم بہ قدم لرزاں چلنا کیا معنے رکھتا ہے؟۔

کیا تم نے کبھی خیال کیا کہ فضل کے ہر ایک کام میں جو تمہارے دل میں ہو رہا ہے۔ خُدا کی قدرتِ کاملہ تمہیں برکت دینے کو مشغول ہے؟ اگر کوئی شخص مجھے ایک ہزار روپیہ انعام دے۔ تو اُس نے مجھے اپنی دولت کا کچھ حِصّہ دیا ہے اور باقی وہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ لیکن خُدا کی قدرت کا یہ حال نہیں۔ خُدا اپنی قدرت کا کوئی حِصّہ اپنے سے جُدا نہیں کر سکتا۔ مَیں خُدا کی قدرت اور نیکی کا اِسی قدر تجربہ کر سکتا ہوں کہ جس قدر مَیں اُس سے رفاقت اور قُربت رکھوں۔ اور جب مَیں اُس سے رفاقت اور قُربت رکھوں تو مَیں خُدا کی ساری قدرت کاملہ سے رفاقت اور قُربت رکھتا ہوں اور خُدا کی قدرتِ کاملہ میری مدد کو ہر روز موجُود رہتی ہے شائد کسی لڑکے کا باپ بڑا دولتمند ہو۔ اور جب وہ کوئی کاروبار کھولنے پر ہو۔ تو باپ اُس سے کہے "تمہیں اپنے کام کے لئے جس قدر روپے کی ضرورت ہو لے لینا"۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ بیٹے کا ہے۔ خُدا تمہارے قادرِ مطلق باپ کا بھی یہی طریق ہے۔ تم اِس راز کو بمشکل سمجھ سکتے ہو۔ کاش خُدا کی قدرتِ کاملہ آپ کو یہ سب کچھ سکھائے اور سمجھائے۔

اگر تم فضل میں بڑھنا چاہتے ہو۔ تو یہاں سے شروع کرو کہ اپنے فیصلوں اور مراقبوں مطالعہ اور دُعاؤں میں اپنے قادرِ مطلق خُدا کی حفاظت میں رہنا سیکھو۔ قادرِ مطلق خُدا اپنے اس بچّے کے لئے جو اُس پر توکّل رکھتا ہے کیا کچھ نہیں کرے گا؟ بائبل کہتی ہے کہ " ہمارے مانگنے یا خیال کرنے سے بڑھ کر" تمہیں یہی ضرور ہے کہ قدرتِ کلّی کو جانو اور پہچانو اور اُس پر توکّل رکھو اور پھر تم ایسی زندگی جینے کے قابل ہو جاؤ گے کہ جو مسیحی کو جینی واجب ہے۔ ہم کیسے کم خُدا پر نظر کرتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ دیندارانہ زندگی ایک ایسی زندگی ہے جو خُدا سے بھری ہو۔ جو خُدا سے محبّت رکھتی۔ اُس کی منتظر رہتی۔ اُس پر توکّل رکھتی اور اُس کی برکت کی مانع نہیں ہوتی۔ بغیر خُدا کی قُدرت کے ہم اُس کی مرضی کو پُورا نہیں کر سکتے۔ خُدا ہمیں اپنی قدرت کا پہلے تجربہ دیتا ہے تاکہ جو کچھ وہ ہمارے لئے کر سکتا ہے۔ اُس کی خواہش رکھنے اور اُس کے اِستدعا کرنے کے لئے ہمیں تیّار کرے۔ خُدا ہمیں توفیق دے کہ اُس پر ہر روز اور ہر ساعت توکّل رکھیں۔

سوم۔ یہ حفاظت صرف محیطِ کُل اور پُر قوّت ہی نہیں بلکہ دائم اور قائم بھی ہے۔ بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ ایک مہینے یا ہفتے تک خُدا نے مجھے عجیب طور سے رکھا۔ میں اُس کے چہرے کی روشنی میں رہا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوشی تھی جو خُدا کی رفاقت میں مجھے حاصل نہ ہوئی میرے کام میں جو اوروں کے لئے ہے اُس نے بڑی برکت دی۔ اُس نے مجھے شرف بخشا کہ رُوحوں کو اُس کی طرف پھیروں بعض اوقات میں نے ایسا محسوس کیا

کہ گویا فرشتوں کے پروں پر اُوپر آسمان کی طرف پرواز کرتا تھا لیکن یہ حالت دیر تک قائم نہ رہی۔ یہ ایسی اچھی تھی کہ دیرپا نہ رہی"۔ بعض اد کہتے ہیں "میرا گِرنا ضرور تھا کہ مَیں فروتن اور عاجز بنا رہوں"۔ بعض کہتے ہیں "مَیں جانتا ہوں میرا اپنا ہی قصور تھا۔ لیکن تم ہمیشہ بلندیوں میں زندگی بسر نہیں کر سکتے"۔ اَے عزیز اس کا کیا سبب ہے؟ کیا کوئی وجہ ہے کہ کیوں خُدا کی حفاظت دائم اور قائم نہ رہے؟ ذرا سوچ۔ ساری زندگی مسلسل ہے۔ اگر میری زندگی آدھے گھنٹے کے لئے رُک جائے۔ تو مَیں مُردہ ہو جاؤں گا اور میری حیات جاتی رہے گی۔ زندگی ایک تسلسل چیز ہے اور خُدا کی زندگی اُس کی کلیسیا کی زندگی ہے۔ ہاں اس کی وُہ کامل قدرت جو ہم میں کام کرتی ہے اور خُدا قادرِ مطلق ہم میں آتا۔ اور میرا محافظ ہوتا ہے۔ اُس کی حفاظت سے یہ مُراد ہے کہ دن بدن اور ساعت بہ ساعت خُدا ہماری حفاظت کرے گا۔

اگر مَیں تم سے یہ سوال کروں کہ کیا تمہارے نزدیک خُدا اِس قابل ہے کہ تمہیں ایک دن گناہ سے بالکل بچائے رکھے؟ تو بعض جواب دیں گے کہ مَیں نہ صرف یہ جانتا ہوں کہ وہ ایسا کرنے کے قابل ہے۔ بلکہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ ایسے بھی کئی دن گذرے ہیں کہ جن میں اُس نے میرے دِل کو اپنی قدوس حضوری میں رکھا۔ اور گو میرے اندر گناہ آلود نیچر تو موجود رہی مگر اُس نے مجھے عملی اور عمدی گناہوں سے بچائے رکھا۔ اب اگر وہ ایک گھنٹے یا دن کیلئے ایسا کر سکتا ہے تو کیوں دو دن کیلئے نہیں کر سکتا؟ ضرور ہے کہ ہم خُدا کی قدرتِ کلّی کو جیسی اُس کے کلام سے ظاہر ہے۔ اپنی اُمیدوں کا معیار بنائیں۔ کیا خُدا نے اپنے

کلام میں نہیں فرمایا کہ "مَیں خداوند اُسے محفوظ رکھتا اور ہر لمحہ اُسے پانی دُوں گا،" اُس سے کیا مُراد ہوئی؟ ....---------- کیا خُدا نے اُس سرُخ انگور کے تاکستان کی بابت وعدہ کیا کہ وُہ اُسے ہر لمحہ یوُں پانی دے گا کہ سُورج کی گرمی اور بادِ صرصر اُسے کبھی مُرجھا نہ سکے؟ جنوبی افریقہ میں بعض اوقات قلمیں لگائی جاتیں اور اُس کے اوپر پانی کی مشک لٹکائی جاتی ہے تاکہ زمین پر پانی گرتا رہے۔ اور یوُں جب تک قلم سُورج کی گرمی کا مقابلہ کرکے جڑ نہ پکڑ لے زمین تر رکھی جاتی ہے۔ کیا ہمارا خُدا بھی جب اُس نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا تو اس بڑی محبت میں۔ جو اُسے ہم سے ہے۔ ہمیں ہر لمحہ محفوظ نہ رکھے گا؟ اگر ہم اِس خیال کو بخوبی ذہن نشین کریں کہ میری ساری دینی زندگی میں خدا کا کام ظاہر ہوتا ہے۔ ہاں خُدا ہی ہم میں یہ اثر کرتا کہ اُس کی مرضی کے موافق چاہیں اور کام کریں تو جب ہم خُدا سے یہ اُمید رکھیں تو وہ ہمارے لئے سب کچھ کرے گا۔

یہ حفاظت دائمی ہے۔ ہر صبح جب تم اُٹھو۔ تو خُدا تم سے ملے گا۔ سوال یہ نہیں کہ اگر صبح کو اُٹھتے ہی اُس کا خیال میرے دِل میں نہ ہو تو پھر کیا ہوگا؟ اگر تم اپنی بیداری کے لئے خُدا پر توکّل کرو۔ تو ہر صبح جب تم اُٹھوگے تو خُدا اپنے الٰہی انوار اور محبّت میں تم سے ملے گا۔ اور تمہیں یہ عرفان و پہچان دے گا۔ ہاں آج سے خُدا مجھے اپنی قادرِ مطلق قوّت سے ہمیشہ اپنے اہتمام میں رکھے گا۔ دوسرے دن بلکہ ہر روز خُدا تم سے ملا کریگا۔ مگر کچھ مضائقہ نہیں اگر اس رفاقت میں کبھی کبھی ناکامیابی بھی ہو جایا کرے۔ اگر تم اپنی حالت میں قائم رہو اور کہو "خُداوندا مجھے اُمید ہے کہ جو کچھ تُو کر سکتا ہے میرے لئے

کرے گا۔ میرا توکل ہے کہ تو دن بہ دن مجھے بالکل محفوظ رکھے گا۔ تو تمہارا ایمان دن بہ دن مضبوط ہوتا جائے گا۔ اور تم خدا کی محفوظ رکھنے والی قوت کا جو کبھی ٹوٹتی نہیں تجربہ پاؤ گے۔

اب ہم اس کے دوسرے پہلو یعنی ایمان رکھنے پر غور کریں "ایمان کے وسیلے خدا کی قدرت سے محفوظ"۔ اس ایمان سے کیا مراد ہے؟۔

اوّل - اِس ایمان سے خدا کے حضور بالکل بیکسی اور کمزوری مراد ہے۔ اس ایمان کی تہ میں بیکسی کا خیال پایا جاتا ہے۔ اگر مجھے کوئی کام کرنا ہو مثلاً کوئی مکان خریدنا ہو تو بیع کنندہ کو چاہیئے کہ مکان کو میرے نام پر منتقل کر دے مَیں اُسے خود نہیں کر سکتا۔ اُس پر کام کے چھوڑ دینے سے مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ مَیں خود اُسے نہیں کر سکتا اور یُوں ایمان سے ہمیشہ بیکسی مُراد ہے۔ بہت حالتوں میں اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ مَیں اسے بڑی دِقّت اور مشقّت سے کر سکتا ہوں۔ لیکن دوسرا مجھ سے بہتر کر سکتا ہے۔ اکثر حالتوں میں اس سے بالکل بیکسی پائی جاتی ہے۔ ضرور ہے کہ کوئی دوسرا ہی اُسے سرانجام دے۔ رُوحانی زندگی کا بھید یہی ہے۔ اِنسان کو یہ کہنے کے قابل ہونا چاہیئے کہ مَیں اپنا سب کچھ چھوڑتا ہوں۔ میں نے کوشش اور خواہش کی۔ مَیں نے سوچ اور دُعا کی۔ لیکن ناکامیابی ہی پائی مگر خُدا نے مجھے برکت دی اور میری مدد کی۔ کاشکہ ہم خُدا کی قُربت اور رحمدلی کا احساس کریں اور اپنے کو ایسا بیکس اور دِل شکستہ جانیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے" تو ہم میں کتنی بڑی تبدیلی واقع ہو گی۔

پولُوس کے حال پر غور کرو۔ وہ ایک مبارک زندگی بسر کر رہا تھا۔ وُہ تیسرے آسمان پر اُٹھایا گیا اور اُس کے جسم میں ایک کانٹا تھا۔ ہاں شیطان کا ایک قاصد اُسے ستانے کو آیا اور کیا واقع ہوا؟ پولُوس اس بھید کو نہ سمجھا اور اُس نے خُدا سے تین بار دُعا کی کہ اس کانٹے کو دُور کرے۔ اور خُداوند نے اُسے گویا یوں کہا کہ "نہیں، ممکن ہے کہ تُو اپنے آپ کو سرفراز کرے۔ کیونکہ اسی لئے مَیں نے یہ آزمائش بھیجی ہے کہ تُو عاجز اور فروتن بنا رہے"۔ اور یُوں پولُوس نے ایک ایسا سبق سیکھا جو اُسے کبھی نہ بھُولا تاکہ اپنی کمزوریوں میں بھی خوشی کرے۔ اُس نے کہا کہ جتنا مَیں کمزور ہوں میرے لئے اُتنا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ جب مَیں کمزور ہوں تو تب ہی خُداوند یسُوع میں زور آور ہوں۔

اگر تم "اعلیٰ زندگی" میں داخل ہونا چاہتے ہو۔ تو پھر ایک قدم نیچے اُترو۔ مجھے یاد ہے کہ ڈاکٹر بوڈمین نے کہا کہ مجھے کسی شخص نے بلایا کہ ایک کارخانہ کو جا کر دیکھوں جہاں چھرے بنائے جاتے تھے۔ مزدور پگلے ہوئے سیسے کو ایک بڑی بلندی سے نیچے انڈیلتے تھے۔ شخص ڈاکٹر بوڈمین کو برج کے عین اُوپر لے جانا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر بُرج میں آیا اور دروازہ سے داخل ہو کر اوپر چڑھنے لگا۔ جب وہ کچھ زینے چڑھ گیا تو اُس شخص نے پکار کر کہا کہ یہ راہ غلط ہے نیچے اُتر آئیے سیڑھیاں بند ہیں۔ ڈاکٹر کو کئی قدم پھر نیچے اُترنا پڑا۔ وہاں اُن کے لئے ایک لفٹ تیار تھی۔ جس سے وُہ اُوپر پہنچائے گئے۔ ڈاکٹر موصُوف نے کہا کہ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اکثر اُوپر جانے کا بہتر طریق نیچے کو آنا ہے۔ ہاں۔ اوّل خُدا ہمیں بہت نیچے لے جائے گا کیونکہ

خالی پن۔ دِل شکستگی اور ناچیزگی کا خیال ہمارے دلوں میں پیدا ہونا ایک امر ضروری ہے۔ جب ہم بالکل بیکسی میں غرق ہو جائیں تو ابدی خُدا اپنی قدرت میں ہم پر ظاہر ہونا اور ہمارے دل صرف خُدا ہی پر توکل رکھنا سیکھتے ہیں۔

کونسی چیز ہمارے کامل توکل رکھنے میں مانع ہے؟ بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہاں جو کچھ آپ نے فرمایا مَیں مانتا ہوں۔ لیکن ایک مشکل ہے۔ اگر میرا توکّل کامل اور ہمیشہ قائم ہو تو سب کچھ ٹھیک رہے گا۔ کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ خدا میرے توکّل کی عزّت و توقیر کرتا ہے۔ لیکن ایسا توکّل مَیں کیونکر پاؤں؟ میرا یہ جواب ہے کہ خودی کی موت سے۔ توکّل کی بڑی سدِّ راہ خودی اور خود کوششی ہے۔ جب تک مجھ میں اپنی دانش اور خیالات اور قوّت پائی جائے گی مَیں خُدا پر پُورا پُورا توکّل رکھ نہیں سکتا۔ لیکن جب خُدا تمہیں شکستہ کرے اور تمہاری نظروں میں ہر ایک چیز تیرہ و تاریک نظر آئے اور تم معلوم کرو کہ مَیں کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ تو خُدا تمہارے پاس آئے گا اور اگر تم ناچیزگی میں اُس کے سامنے جھکو اور خُدا کا انتظار کرو۔ تو وہ سب کچھ کر دے گا۔ جب تک ہم کچھ چیز ہیں تب خُدا سب کچھ نہیں کر سکتا اور اُس کی قُدرتِ کلّی اپنا پُورا کام کر نہیں سکتی۔ ایمان کا شروع یہ ہے کہ خودی سے مایوسی و دل شکستگی۔ انسان اور ہر ایک زمینی چیز سے بے تعلقی اور صرف خُدا ہی میں اپنی اُمید کا پانا ضروری ہے۔

اور پھر ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ ایمان آرام ہے۔ ایمانی زندگی کے شروع میں ایمان کش مکش کرتا ہے۔ اور جب تک وہ کش مکش کرتا رہے تو جان لو کہ وہ ابھی تک اپنی قوّت کو نہیں پہنچا۔ لیکن جب ایمان اس کش مکش

یئں اپنے خاتمہ کو پہنچتا اور اپنے کو خدا پر چھوڑ دیتا اور اُس پر تکیہ کرتا ہے تو خوشی اور فتح حاصل ہوتی ہے۔

شاید مَیں تمہیں کسولک کنوینشن کے آغاز کا بیان سُنانے سے اس بیان کو واضح کر سکوں۔ کینن بیٹرس بائی کوئی بیس سال سے چرچ آف انگلینڈ کا مبشّر تھا۔ وہ ایک بڑا دیندار شخص تھا۔ لیکن اُسے آرام اور گناہ پر فتح کی پہچان حاصل نہ تھی۔ وہ اکثر ٹھوکر اور ناکامیابی اور گناہ کے خیال سے بڑا متاسف و غمگین رہتا تھا جب وہ فتح کے امکان کی بابت سنتا۔ تو محسوس کرتا کہ یہ مجھے حاصل کرنی ضرور ہے لیکن اُسے حاصل نہ کر سکتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے آرام اور ایمان پر ایک وعظ اُس سردار کے قصّے سے سُنا۔ جو کفرناحوم سے قانا میں آیا کہ اپنے بچّے کی صحت کے لئے مسیح سے درخواست کرے۔ وعظ میں یہ بتایا گیا کہ سردار یہ مانتا تھا کہ مسیح بالخصوص اُس کی مدد کر سکتا ہے لیکن وہ زیادہ تر مسیح پاس برائے تجربہ آیا۔ اُسے اُمید تھی کہ مسیح اُس کی مدد کرے گا پر اُسے اُس مدد کا کوئی یقین نہ تھا۔ لیکن کیا واقع ہُوا؟ جب مسیح نے اُسے فرمایا کہ واپس جا تیرا بچّہ جیتا ہے۔ تو وہ مسیح کے ارشاد پر ایمان لایا اور اُس کے کلام پر اُس نے توکّل کیا۔ اُس پاس کوئی ثبوت نہ تھا کہ اُسکے فرزند نے پھر صحت پائی ہے اور اُسے پھر کفرناحوم کو سات گھنٹے کا سفر کرنا پڑا۔ وہ واپس چلا اور راستے میں اپنے نوکر سے ملا اور اُس سے خبر پائی کہ فرزند اچّھا ہے۔ وہ پہلے دن کی دوپہر کے ایک بجے عین اُسی وقت جب مسیح نے اُسے فرمایا تھا تندرست ہو گیا۔ باپ نے مسیح کے کلام اور اُس کے کام پر توکّل کیا کفرناحوم کو واپس گیا اور

واں اپنے فرزند کو تندرست پایا۔ اُس نے خدا کی حمد و ثنا کی اور اپنے گھرانے سمیت مسیح پر ایمان لایا۔ اَے دوستو۔ ایمان اسے کہتے ہیں! جب خدا حفاظت کا وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا بھی کرتا ہے کیونکہ وہ اس پر قادر ہے۔ آؤ ہم اُس کے کلام پر ایمان رکھیں کہ ہم خدا کی قدرت سے محفوظ ہیں۔ یہ ہے ایمان۔ یہ ہے آرام۔

جب کیننو بیڈرس بائی نے وہ وعظ سُنا تو رات کو اپنے گھر گیا۔ اور رات کی تاریکی میں اُس پر الٰہی نور چمکا اور اُس نے آرام پایا۔ اُس نے یسوع کے کلام پر تکیہ کیا اور دوسری صُبح اکسفورڈ کے بازار میں اُس نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ "مَیں نے خدا کا مکاشفہ پالیا!" پھر اُس نے اِس کا اَوروں سے بیان کیا اور درخواست کی کہ کسولٹ کنوینشن شروع کی جائے۔ سب حاضرین کنوینشن اُس کے ساتھ ہو کر شہادت دی کہ خُدا نے اُن کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

جب کوئی شخص اپنی زندگی کی ہر ایک ساعت بدمزاجی اور جلد بازی غُصّہ۔ بے صبری۔ غرور۔ اور گناہ سے بچنے کے لئے۔ خُدا کی قدرتِ کامل پر توکّل رکھنا سیکھے تو یہ بڑی بات ہے۔ ہاں اُن سے بچنے کے لئے کسی اِنسانی بات یا اپنے خیال پر نہیں بلکہ کلام اللہ پر توکّل کئے ہوئے کہ "خُدا کی قدرت سے ایمان کے وسیلے محفوظ۔" قادرِ مطلق یہوواہ سے عہد باندھنا بیشک ایک بڑی بات ہے۔ واجب ہے کہ ہم خدا سے کہیں کہ ہم تجھے آخر تک پرکھیں گے۔ ہم یہ کہیں کہ جو کچھ تُو ہمیں دے سکتا ہے۔ ہم اُس سے کچھ زیادہ نہیں مانگتے۔ لیکن ہم اُس سے کچھ کم بھی نہ لیں گے۔ ہم کہیں کہ اَے میرے خدا بخش کہ میری زندگی اس اَمر کا

ثبوت ہو کہ قادرِ مطلق خدا کیا کچھ کر سکتا ہے۔ ضرور ہے کہ ہر روز ہماری رُوحوں میں بیحد بیکسی اور سادہ بچوں کا سا آرام پایا جائے۔

اِس سے ایمان کے متعلق ایک اور خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایمان خدا سے رفاقت کا اظہار کرتا ہے۔ بہت لوگ چاہتے ہیں کہ کلام پر ایمان لائیں۔ لیکن وہ ایمان لا نہیں سکتے۔ تم خدا کو اُس کے کلام سے جدا نہیں کر سکتے۔ کوئی نیکی یا قوّت خُدا سے الگ مِل نہیں سکتی۔ اور اگر تم اس دینداری کی زندگی میں دخل پانا چاہتے ہو تو ضرور ہے کہ پہلے خدا سے رفاقت حاصل کرو۔

بعض اوقات لوگ مجھے کہتے ہیں کہ میری زندگی کام کاج سے ایسی پُر ہے کہ مجھے خدا سے رفاقت حاصل کرنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ایک عزیز مشنری نے مجھے کہا کہ لوگ نہیں جانتے کہ ہم مشنریوں کو کیا کیا آزمائشیں پیش آتی ہیں۔ مَیں صبح پانچ بجے اُٹھتا ہوں اور دیسی لوگ اپنے کام کے لئے احکام و ہدایات پانے کو حاضر ہوتے ہیں۔ پھر سکول جاتا ہوں اور وہاں گھنٹوں کام کرتا ہوں اور پھر اور کام اور یُوں سولہ گھنٹے تک ایسا مشغول رہتا ہوں کہ خدا سے رفاقت کا بمشکل وقت ملتا ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ مَیں نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ خُدا کی قدرتِ کلّی پر یُوں ہی کوئی مجمل و مُہمل سا توکّل رکھو اور مَیں نے تمہیں یہ بھی نہیں کہا کہ خدا کے کلام پر ایسا توکّل رکھو کہ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے بلکہ مَیں نے تمہیں یہ کہا ہے کہ قدرتِ کلّی اور کلام کے خُدا پاس جاؤ۔ خدا سے ایسا برتاؤ کرو کہ جیسا اُس سردار نے مسیح سے کیا۔ وہ مسیح کے اس کلام پر جو اُس نے ارشاد فرمایا۔ کیونکر ایمان لایا؟ اِس لئے کہ خُدا کے بیٹے یسُوع کی آواز۔ طرز

بیان اور آنکھوں میں اُس نے کوئی ایسی چیز دیکھی اور سُنی۔ جس سے اُس کے دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں اُس شخص پر توکل رکھ سکتا ہوں۔ مسیح تمہارے اور میرے لئے بھی یہی کچھ کرسکتا ہے۔ اپنے اندر سے ایمان کو اُبھارنے کی کوشش نہ کرو۔ مَیں نے بارہا کوشش کی اور اپنے آپ کو بیوقوف ٹھہرایا۔ تم اپنے دل کی گہرائیوں سے ایمان کو اُبھار نہیں سکتے۔ اپنے دل کو چھوڑدو اور مسیح کے چہرے کی طرف دیکھتے رہو اور سُنو کہ وُہ تمہیں کیا فرماتا ہے اور تمہیں کیونکر محفوظ رکھے گا۔ اپنے پُرمحبت باپ کے چہرے کی طرف دیکھو۔ ہر روز کچھُ وقت اُس کے ساتھ کاٹا کرو۔ ایک ایسے شخص کی مانند مفلسی اور تہیدستی میں نئی زندگی شروع کرو جس پاس کچھ نہیں اور جو منتظر کھڑا ہے کہ سب کچھُ خُدا سے پائے۔ ہاں ایک ایسے شخص کے آرام واطمینان سے جس کا زندہ خُدا قادرِ مطلق یہوواہ پر تکیہ و بھروسہ ہے۔ خُدا کو آزماؤ اور دیکھو کہ وہ آسمان کی کھڑکیاں کھولے گا۔ اور ایسی برکت برسائے گا۔ کہ ہم سیراب ہو کر بالکل پاک ہو جائینگے۔

مَیں صرف اِس سوال پر ختم کرتا ہوں کہ سامعین میں سے کون رضامند ہے کہ آسمانی میراث کے لئے آسمانی حفاظت کا پُورا پُورا تجربہ حاصل کرے۔ رابرٹ مرے مکیین نے کسی جگہ کہا ہے کہ "اَے خُدا مجھے ایسا پاک کر۔ جیسا ایک معافی یافتہ گنہگار پاک ہو سکتا ہے۔" اگر ہر ایک دِل یہ بشوق و بسر گرمی کہے اور اگر یہ دُعا تمہارے دِل میں ہو۔ تو آج آؤ کہ ہم پھر نئے سر سے ابدی اور قادرِ مطلق یہوواہ سے عہد باندھیں اور بڑی بیکسی لیکن بڑے آرام و اطمینان سے اپنے کو اُس کے ہاتھوں سپُرد کریں اور پھر

جب ہم عہد کریں تو یہ دُعا ہمارے بر لب ہو تاکہ ہم یہ پُورا پُورا ایمان رکھ سکیں کہ ابدی خُدا ہمارا مددگار ہونے کو ہے۔ دن کی ہر ساعت ہمارا ہاتھ پکڑے رہے۔ ہمارا محافظ ہو۔ اور ہر دم ہماری حفاظت کرے۔ ہمارا باپ ہو اور اپنے کو ہماری رُوحوں میں ظاہر کرے۔ اُسے یہ طاقت ہے کہ اپنی محبت کے انوار کو دن بھر ہمارے ساتھ رہنے دے۔ چونکہ تم کام میں بڑے مصروف ہو سو ذرا بھی ترساں نہ ہو کہ تم خُدا کو ہمیشہ اپنے ساتھ نہیں پا سکتے۔ یہ سبق سیکھو کہ قُدرتی آفتاب دن بھر تم پر چمکتا ہے تم اُس کی روشنی سے فائدہ اُٹھاتے اور جہاں کہیں جاؤ سُورج موجود ہے۔ خُدا احتیاط رکھتا ہے کہ وہ تم پر چمکے۔ وُہ یہ بھی احتیاط رکھے گا کہ اُس کی اپنی الٰہی روشنی تم پر چمکے اور اگر تم صرف اُس پر توکّل رکھو تو تم اِس روشنی میں ساکن رہو گے۔ کاش کہ ہم خُدا پر کامل توکّل رکھیں۔

دُعا میں شامل ہونے سے پیشتر میرے آخری الفاظ سُنو۔ یہ ہے خُدا کی قُدرتِ کامل اور یہ ہے ایمان جو اُس قدرت کامل کے اندازے کو پہنچتا ہے۔ کیا ہم یہ نہ کہیں کہ جو کچھ وہ قدرت کامل کر سکتی ہے اُس کے لئے مَیں خُدا پر توکّل رکھتا ہوں۔ کیا اس آسمانی زندگی کے دونوں پہلو عجیب نہیں؟ خُدا کی قُدرتِ کامل کا مجھے محفوظ رکھنا اور میری مرضی کا اپنی کوتاہی میں بھی اُس قُدرتِ کامل پر توکّل رکھنا اور اُس میں شادمانی پانا ضرور ہے۔

دَم بہ دَم اُس کی محبّت ہی سے مَیں جیتا ہُوں
دَم بہ دَم آبِ حیات اُس سے ہی مَیں پیتا ہُوں

اَے یسُوع دیکھ تیری شانِ الٰہی کا جلال
دَم بہ دَم دیتا تجھے اپنا سبھی جان و مال

"تم ڈالیاں ہو"

مجھ سے کہا گیا ہے کہ آج مسیحی کارندوں سے مخاطب ہوں۔ اِن تمام پیارے مسیحی کارندوں کے چہروں پر نظر ڈالنے سے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ تمام برکتوں کا انحصار اِس بات پر ہے کہ خود ہماری حالت مسیح میں ٹھیک ہو۔ اگر ہم اچھے سیب پانا چاہیں تو ضرور ہے کہ سیب کا درخت اچھا ہو۔ اور اگر درختِ سیب کی بخوبی خبرداری کی جائے تو وہ اچھے پھل دیگا۔ ہمارے مسیحی کام کا بھی یہی حال ہے۔ اگر مسیح کے ساتھ ہمارا تعلق و رشتہ ٹھیک ہو تو ہمارا سب کام ٹھیک ہوگا۔ کام کے مختلف حصّوں میں ہدایت و اصلاح۔ عدد و ترتیب کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سب باتیں بجائے خود اپنی وقعت رکھتی ہیں۔ لیکن آخر کار بحیثیت مجموعی سب سے ضروری بات مسیح میں پوری زندگی پانا ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ مسیح ہم میں رہے اور ہمارے ذریعے کام کرے۔ خدا مجھے توفیق دے کہ اُس کے ہر ایک عزیز خادم کی حوصلہ افزائی اور تسلّی کے لئے ٹھیک الفاظ بول

سکون۔ مَیں جانتا ہوں کہ کئی باتیں ہمیں مضطرب کرتی اور ہمارے دلوں میں تفکّر انگیز سوال پیدا کرتی ہیں۔ لیکن اگر ہم صرف خداوند سے اپنا تعلّق ٹھیک رکھیں تو اُس پاس ہمارے لئے کیسی برکت اور کیسی کامل سلامتی اور آرام اور کیسی خوشی اور قوّت ہے۔

مَیں انگور اور ڈالیوں کی تمثیل پر جو یُوحنّا ۱۵: ۵ میں پائی جاتی ہے۔ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مَیں انگور کا درخت ہوں تم ڈالیاں ہو۔ خصوصاً ان الفاظ پر کہ تم ڈالیاں ہو"۔

کسی درخت یا انگور کی ڈالی ہونا کیسی سادہ بات ہے! ڈالی درختِ انگور میں سے نکلتی۔ وہیں جیتی۔ بڑھتی اور وقت پر پھل لاتی ہے۔ اس کی سوائے اس کے کوئی اور ذمہ داری نہیں کہ جڑ سے رَس اور خوراک پائے اور اگر ہم بھی رُوح القدس کے وسیلے اپنے اُس تعلّق کو جو مسیح یسوع سے ہے بخوبی جانیں تو ہمارا کام بڑا اعلیٰ اور آسمانی ہو جائے گا۔ دل کی ماندگی اور خستگی کی جگہ ہم اپنے کام میں نت نیا تجربہ پائیں گے۔ اور مسیح سے یُوں وابستہ ہو جائیں گے کہ پیشتر کبھی نہ تھے۔ افسوس! کیونکہ ہمارا کام اکثر ہمارے اور مسیح کے درمیان حائل ہو جایا کرتا ہے۔ کیسی بیوقوفی! اُسی کام کو جو اُسے مجھ میں اور مجھے اُس کے لئے کرنا ہے مَیں ایسے طور پر کرتا ہوں کہ وہ مجھے مسیح سے جُدا کر دیتا ہے۔ اس انگورستان کے کئی مزدور اکثر شکایت کیا کرتے ہیں کہ ہمیں اتنا کام کرنا پڑتا ہے کہ مسیح سے رفاقت رکھنے کو وقت نہیں ملتا اور کہ ہمارا معمولی کام دُعا کے میلان کو روکتا اور لوگوں سے زیادہ ملنا جُلنا رُوحانی زندگی کو تیرہ و تاریک کر دیتا ہے۔ یہ خیال کیسا افسوسناک ہے کہ ثمر آور ہی ڈالی کو

انگور سے جدا کرے۔ اس کا یہ سبب ہے کہ ہم اپنے کام کی نسبت یہ خیال کرتے رہے ہیں کہ وہ ثمرآوری سے علیحدہ و الگ ہے۔ خدا کرے کہ ہم مسیحی زندگی کی نسبت ہر ایک طرح کے غلط خیال سے بچے رہیں۔

اب ذرا اِس مبارک ڈالی کی سی زندگی لبسر کرنے پہ غور کرو۔

اوّل تو یہ احتیاج مطلق کی زندگی ہے۔ ڈالی پاس اپنا کچھ نہیں۔ وہ ہر ایک بات میں درخت کی محتاج ہے۔ یہ لفظ "احتیاجِ مطلق" بڑا سنجیدہ۔ وسیع اور بیش قیمت ہے۔ جرمن کے ایک بڑے تھیالوجئین (عالمِ علم الٰہیات) نے دو بڑی بڑی جلدیں صرف اس بارے میں لکھیں۔ کہ کیلون کی ساری تھیالوجی کا خلاصہ اور لُبِ لباب صرف اِس اصول میں پایا جاتا ہے کہ ہم خدا کے محتاجِ مطلق ہیں اور بیشک اُس نے راست کہا۔ ایک اور بڑا مصنّف لکھتا ہے کہ صرف خدا ہی کی دائم قائم و لاتبدیل احتیاجِ مطلق رکھنا فرشتوں کا دین و ایمان ہے اور انسان کا بھی ہونا چاہئے۔ فرشتوں کے نزدیک خدا سب کچھ ہے اور وہ خواہاں ہے کہ مسیحی کے لئے بھی سب کچھ ہو۔ اگر مَیں دن کی ہر ساعت خدا پر احتیاج رکھنا سیکھ جاؤں۔ تو میرے سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔ اگر تم کلیۃً طور پر خدا کے محتاج رہو تو اعلیٰ زندگی پاؤ گے۔

انگور اور ڈالی کے حال میں بھی ہم یہی پاتے ہیں۔ جب کبھی تم کوئی انگور دیکھو یا جب کبھی انگوروں کا کوئی گچھا تمہاری میز پر رکھا ہو۔ تو یاد کرو کہ ڈالی کلیۃً طور درختِ انگور کی محتاج ہے۔ کام تو درخت کرتا ہے اور پھل کا مزا ڈالی اڑاتی ہے۔

بھلا درختِ انگور کیا کام کرتا ہے؟ بہت کچھ اِسے اپنی جڑوں کو نیچے زمین میں لے جانا ہے تاکہ واں سے تری اور خوراک پائیں۔ کھاد کو اگر طریقے سے ملایا جائے تو انگور کی جڑیں نیچے کو جاتی ہیں اور جڑوں میں وہ کھاد اور تری ایک خاص قسم کا رس بن جاتی ہے جس سے پھل پیدا ہوتا ہے۔ کام تو درختِ انگور کرتا ہے۔ مگر ڈالی صرف درخت سے وُہ رس لے لیتی ہے جس سے انگور بنتا ہے۔ مَیں نے سُنا ہے کہ ہیمٹن کورٹ میں ایک انگور کا درخت ہے جس میں کوئی دو تین ہزار انگور کے گچھے لگتے ہیں۔ لوگ اس کی اتنی ثمر آوری پر اکثر حیران ہوا کرتے تھے۔ بعد میں اس کا سبب معلوم ہوا کہ اس سے تھوڑی دُور دریائے ٹیمز بہتا ہے۔ اس کی جڑیں کئی سو گز زمین کے نیچے چلی گئیں۔ یہاں تک کہ دریا کے کنارے تک جا پہنچیں اور واں ایسی خوراک اور تری پائی کہ جڑوں نے تمام رس کو درخت میں کھینچ لیا جس کے سبب پھل اس کثرت سے لگنے لگے۔ کام تو درخت کو کرنا پڑا لیکن ڈالیاں صرف درخت کی محتاج رہیں تاکہ جو کچھ وہ دے اُسے قبول کریں۔

کیا مجھے بھی خداوند یسُوع سے ایسا ہی تعلّق حاصل ہے؟ کیا مَیں اس راز کو بخوبی سمجھتا ہوں کہ جب مجھے کوئی کام کرنا ہو۔ وعظ کرنا کسی بائبل کلاس کو درس دینا یا غریبوں بیماروں کی خبر لینا تو کام کی تمام ذمہ واری کا بار یسُوع پر ہے؟

تمہیں اس کا سمجھ لینا ضرور ہے۔ کیونکہ مسیح خداوند چاہتا ہے کہ تمہارے کاموں کی بنیاد یہ سادہ مبارک پہچان ہو پھر یسُوع سب باتوں کی فکر رکھے گا۔

وہ اِس احتیاج کو کیونکر پُورا کرتا ہے؟ رُوح القدس کے بھیجنے سے۔ وہ اُسے گاہے ماہے بطور خاص تحفے کے نہیں دیتا۔ کیونکہ یاد رہے کہ درخت اور ڈالیوں کے مابین ایسا تعلق ہے جو ہر ساعت اور ہر روز بلاتوقّف زندہ و قائم رہتا ہے۔ یوں نہیں ہوتا کہ رس تھوڑی دیر کے لئے بہے، پھر بند ہو جائے۔ اور پھر بہنا شروع ہو لیکن ساعت بساعت رس درخت سے ڈالیوں میں پہنچتا رہتا ہے۔ اسی طرح میرا خداوند یسوع بھی خواہاں ہے کہ مَیں بھی اُس کا کارندہ ہونے کی حیثیّت سے یہ مُبارک رُتبہ حاصل کروں۔ اور روز بروز ہر صبح۔ ساعت بساعت۔ قدم بہ قدم ہر کام میں ایک ایسے شخص کی مانند اُس کے حضور احتیاجِ مطلق اور بیکسی میں قائم رہوں جو کچھ نہیں جانتا۔ جو خود ناچیز ہے اور آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اَے عزیز کارندو اس لفظ "ناچیز" پر غور کرو۔ تم اکثر گاتے ہو کہ "آہ ہم ناچیز ہیں۔ ناچیز ہیں"۔ لیکن کیا تم نے سچ مچ اس لفظ کا مطالعہ کیا۔ اور اس خیال کو مدّنظر رکھ کے ہر روز دُعا مانگی اور خُدا کی عبادت کی ہے؟ کیا تم اس لفظ "ناچیز" کی برکت سے واقف ہو۔

اگر مَیں کچھ چیز ہُوں تو خُدا سب کچھ نہیں ہو سکتا لیکن جب مَیں ناچیز ہو جاؤں۔ تو خُدا سب کچھ ہوتا اور مسیح میں ہو کر اپنے کو پُوری طرح ظاہر کرتا ہے۔ یہ ہے اعلیٰ زندگی۔ ہمیں ناچیز ہو جانا ضرور ہے۔ کسی نے خُوب کہا ہے کہ سرافیم اور کرّوبین اس لئے آگ کے شعلے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ ہم ناچیز ہیں۔ اور اسی امر کے طالب و جویاں ہیں کہ خُدا اپنی بھرپُوری۔ اپنا

جلال اور روشنی ان میں ڈالے۔ وہ تو ناچیز ہیں۔ اور خدا اُن میں اور اُن کے چاروں طرف سب کچھ ہے۔ آہ حقیقت میں ناچیز بن جاؤ۔ اور بحیثیت کارندہ کے زیادہ ناچیز۔ عاجز اور بیکس ہو جاؤ۔ تاکہ مسیح تم میں سب کچھ ہو۔

اَے کارندو۔ یہ ہے تمہارا پہلا سبق۔ ناچیز اور بیکس ہو جاؤ۔ جس شخص کے پاس کچھ ہو وہ بالکل محتاج نہیں۔ لیکن جس کے پاس کچھ بھی نہیں وہ بالکل محتاج ہے۔ کام میں قوّت حاصل کرنے کا بھید خُدا کی احتیاجِ مطلق رکھنے میں ہے۔ ڈالی کے پاس سوائے اس کے جو وُہ درخت سے پائے اور کچھ نہیں۔ میرے اور تمہارے پاس بھی کچھ نہیں مگر وہ جو ہم یسُوع سے پائیں۔

دوم۔ ڈالی کی زندگی صرف احتیاجِ مُطلق کی زندگی ہی نہیں۔ وہ بڑے امن و چین کی زندگی بھی ہے۔ ہاں اگر وہ چھوٹی سی ڈالی فکر کر سکے۔ اگر وہ محسُوس کرے۔ اور ہم سے بولے۔ ہاں وُہ ڈالی جو ھیمٹن کورٹ کے درختِ انگور سے لگی ہے۔ یا ان ہزاروں درختوں میں جو پاکستان میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وُہ چھوٹی ڈالی آج ہم سے کلام کرے اور ہم اس سے پُوچھیں کہ اَے انگور کی ڈالی مجھے بتا تو۔ مَیں تجھ سے سیکھنا چاہتا ہُوں کہ زندہ درختِ انگور کی سچّی ڈالی کیونکر بنوں۔ تو وہ کیا جواب دے گی؟ وہ چھوٹی پیاری ڈالی بآواز نرم و شیریں یُوں کہے گی: اَے مَرد مَیں سُنتی ہوں کہ تُو صاحبِ دانش ہے اور بڑے بڑے عجیب کام کر سکتا ہے۔ مَیں جانتی ہوں کہ تجھے بڑی قوّت اور عقل عطا ہوئی ہے لیکن تو بھی تو مُجھ سے ایک سبق سیکھ سکتا ہے۔ مسیح

کے کام میں تو باوجود اپنی سعی و کوشش اور جلدی کے اقبال مند نہیں ہوتا۔
تیری پہلی ضرورت یہ ہے کہ اگر اپنے خداوند یسوع میں آرام پائے۔ مَیں
یہی کرتی ہوں۔ جب سے مَیں درخت سے نکلی ہیں نے کئی سال بسر کئے
اور تمام وقت مَیں درخت ہی میں قائم رہی ہوں۔ جب موسمِ بہار آیا تو مجھے
کوئی فکر نہ تھا۔ درخت نے اپنا رس مجھ میں ڈالا۔ اور میرے پتے اور شگوفے
نکلے۔ موسمِ گرما میں مجھے فکر نہ ہوا۔ بڑی سخت گرمیوں میں بھی مَیں نے درخت
ہی پر توکل رکھا کہ مجھے تازہ دم رکھنے کے لئے تری دے۔ فصل کے
وقت جب مالک انگور توڑنے آیا تو مجھے ذرا بھی اندیشہ نہ تھا۔ اگر انگور
اچھے نہ ہوں تو مالک مجھے کبھی ملامت نہیں کرتا کیونکہ قصور تو درخت کا ہے۔
اگر تم خواہاں ہو کہ یسوع زندہ درختِ انگور کی سچی ڈالیاں بنو۔ تو صرف اُس
پر توکل رکھو۔ اور مسیح کو ذمہ واری کا بار اُٹھانے دو۔
شاید تم کہو کہ کیا اِس سے مَیں سُست نہ ہو جاؤں گا؟ نہیں ہرگز نہیں
جو کوئی زندہ مسیح پر توکل رکھتا وہ کبھی سُست نہیں ہو سکتا۔ مسیح سے تمہارا
تعلق جتنا مضبوط اور گہرا ہو۔ اُتنی ہی اُس کی سرگرمی اور محبت کی رُوح تم میں
پائی جائے گی۔ لیکن اپنی احتیاج مطلق میں بڑے امن و آرام سے کام کرنا سیکھو۔
ایک شخص مسیح پر احتیاج رکھنے کی سو سو کوششیں کرتا۔ پر اُسے پا نہیں سکتا۔
اُسے ضرور ہے کہ پہلے ہر روز مسیح میں کامل امن و آرام پائے۔

تیری آغوش میں رہتا ہوں۔ تو ہیں بیڑے پار
کوئی قادر سے بھلا بڑھ کے بھی ہے کار بار

"تم ڈالیاں ہو"

اَے کارندے ہر روز اس مبارک سلامتی اور آرام سے جو اس پہچان سے حاصل ہوتی ہے کہ۔

مجھ کو کیا فکر تجھے جبکہ ہے میری سب فکر   جب نگہباں ہو تو۔ خوف کا پھر واں کیا ذکر
مسیح کے قدموں میں بیٹھ اور واں آرام کر۔

اَے خُدا کے فرزندو۔ اِس بات کو خوب سمجھ لو کہ خُداوند یسُوع تمہارے ذریعے کام کرنے کا خواہاں ہے۔ تم دلی پُرشوق محبّت کی کمی کی شکایت کرتے ہو۔ یہ یسُوع سے ملے گی۔ وہ تمہارے دِلوں میں ایسی الٰہی محبّت ڈالے گا جس سے تم لوگوں سے محبّت رکھ سکتے ہو۔ اس یقین کا کہ "خُدا کی محبّت ہمارے دلوں میں رُوح القُدس کے ذریعے جاری ہے" اور کہ "مسیح کی محبّت ہم کو کھینچتی ہے"۔ یہ مطلب ہے کہ مسیح تمہیں ایک محبّت کا سوتا دے سکتا ہے۔ ایسا کہ تم اُن سے جو بڑے نفرتی اور ناشکر گذار ہو ۔ ہاں جنہوں نے تمہیں اب تک ستایا اور دکھ دیا ہو۔ محبّت رکھنے سے باز نہ رہ سکو۔ مسیح ہیں۔ جو تمہیں دانائی اور قوّت دیتا ہے اطمینان پاؤ۔ تم نہیں جانتے کہ کیونکہ وہ اطمینان تمہارے پیغام کا سب سے بہتر حصّہ ثابت ہوگا۔ تم لوگوں سے حجّت کرتے اور دلیلیں دُہراتے ہو اور اُنہیں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے بحث کرتا اور جھگڑتا ہے۔ وُہ صرف یہی محسوس کرتے ہیں کہ دیکھو ان دو شخصوں کا آپس میں کیسا سلوک ہے۔ لیکن اگر تم خُدا کے آرام۔ ہاں اُس آرام کو جو مسیح یسُوع میں ہے۔ اور آسمان کے اطمینان۔ آرام اور قدسیّت کو اپنے پر قبضہ کرنے دو۔ تو ایک ایسی برکت پاؤ گے جس کے

اظہار میں تم قاصر رہو گے۔
سوم۔ ڈالی سے ہمیں ثمر آوری کا سبق ملتا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ خداوند یسوع نے اِس تمثیل میں لفظ میوہ کو کئی بار دُہرایا۔ اُس نے پہلے "میوہ" پھر "زیادہ میوہ" اور پھر "بہت میوہ" کا ذکر کیا۔ ہاں تم اِس لئے مقرّر ہوئے ہو۔ کہ نہ صرف میوہ لاؤ۔ بلکہ بہت میوہ۔ "میرا باپ اس سے جلال پاتا ہے کہ تم بہت میوہ لاؤ۔" اوّل تو مسیح نے فرمایا کہ "مَیں انگور کا درخت ہوں اور میرا باپ باغبان ہے۔" میرا باپ باغبان ہے۔ جو میرا اور تمہارا اہتمام لیتا ہے۔ وہ اس تعلّق کو جو مسیح اور ڈالیوں کے مابین ہے خیال میں رکھے گا اور خُدا کی قدرت سے مسیح کے وسیلے ہم میوہ لائیں گے۔
اَے مسیحیو! تم جانتے ہو کہ کارندوں کی کمی کے باعث پنجاب تباہ ہو رہا ہے۔ ہاں صرف زیادہ کارندوں ہی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جوش اور سرگرمی بھی درکار ہے۔ ہمیں صرف زیادہ کارندوں ہی کی ضرورت نہیں کہ وہ سرگرم اور جوشیلے ہوں بلکہ ہمارے کارندے ایک نئی قوّت اور نئی زندگی پائیں۔ اور زیادہ برکت لانے کے قابل ہوں۔ فرزندانِ خُدا۔ مَیں تم سے آج اپیل کرتا ہوں کہ تکلیفات اور بیماری کے وقت تم کیسی کیسی مشقّتیں جھیلتے ہو۔ تمہارا کوئی عزیز دوست ظاہرا موت کے خطرے میں ہے اور اُس کو چند انگوروں کے سوا کوئی اور چیز تازہ دم نہیں کر سکتی۔ لیکن انگوروں کا موسم نہیں۔ پر تم انگوروں کے حاصل کرنے کے لئے کیا کیا کوشش نہ کرو گے۔ اور آہ۔ تمہارے چاروں طرف ہزاروں لوگ ہیں جو گرجا نہیں جاتے اور

بہت ہیں جو گرجا تو جاتے لیکن مسیح سے واقف نہیں اور تو بھی آسمانی انگور
ایسپول کے انگور یا آسمانی درخت کے انگور کسی قیمت پر بھی نہیں مل سکتے۔ صرف خدا کا
فرزند مسیح سے رفاقت رکھنے میں اپنی اندرونی زندگی سے اُنہیں پیدا کر سکتا ہے۔
جب تک فرزندگانِ خدا آسمانی انگور کے رس سے بھر نہ جائیں۔ جب تک
وہ رُوح القدس اور مسیح کی محبت سے معمور نہ ہولیں۔ وُہ حقیقی آسمانی انگور
پیدا کر نہیں سکتے۔ ہم سب مانتے ہیں کہ کام تو بہت ہو رہا ہے۔ بڑی منادی اور
تعلیم اور لوگوں سے گھر گھر مُلاقات کرنے کا کام اور بڑی سرگرمی اور جوش بھی دکھایا
جاتا ہے۔ لیکن اُس میں خُدا کی قوّت کا اظہار بہت پایا نہیں جاتا۔

بھلا کس بات کی کمی ہے؟ اُس گہرے سچے تعلّق کی کمی جو کارندے اور
آسمانی درختِ انگور کے درمیان پایا جانا چاہئے مسیح پاس ایسی ایسی برکتیں ہیں
جو وہ پنجاب کے ہزاروں لوگوں کو جو تباہ ہو رہے ہیں دے سکتا ہے مسیح آسمانی درختِ انگور
اِس قابل ہے کہ آسمانی انگور مہیا کرے لیکن "تم ڈالیاں ہو"۔ اور جب تک تم یسوع مسیح
سے گہرا تعلّق اور رشتہ قائم نہ کرو۔ تم آسمانی میوہ لا نہیں سکتے۔

کام اور پھل کو باہم مخلوط نہ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ مسیح کے لئے بہت سا کام
ہو۔ جو آسمانی درختِ انگور کا پھل نہ ہو۔ صرف کام ہی کے جو یاں نہ ہو۔ ہاں
اِس ثمر آوری کے مسئلے پر خوب غور کرو۔ اِس سے وُہ زندگی اور قوّت۔ وُہ
رُوح اور محبت مُراد ہے۔ جو ابن اللہ کے دِل میں پائی جاتی ہے۔ اس کا یہ
مطلب ہے کہ خود آسمانی درختِ انگور تمہارے اور میرے دلوں میں آتا ہے۔

تمہیں معلوم ہے کہ انگور کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ یہاں کے۔ کشمیر اور کابل

کے انگور مختلف قسم کے ہیں۔ اور انہیں مختلف نام دئے جاتے ہیں۔ ہر ایک میں ایک خاص قسم کا رَس پایا جاتا ہے۔ جو انگور کو ایک خاص ذائقہ دیتا ہے۔ یونہی مسیح یسوع کے دِل میں اُن مردوں کے لئے جو آسمانی اور الٰہی ہیں ایک ایسی زندگی اور محبّت۔ رُوح اور برکت اور قوّت ہے۔ جو ہمیں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ اس آسمانی درختِ انگور سے مضبوط رشتہ حاصل کر کے کہو کہ خُداوندِ یسوع اس رس سے جو تیرے ذریعے بہتا ہے۔ مَیں کچھ بھی کم نہیں مانگتا۔ ہاں تیری الٰہی زندگی کے رُوح سے کچھ بھی کم نہیں لینے کا۔ خُداوند یسوع میں تیری منت کرتا ہوں۔ کہ میرے تمام کاموں میں جو تیرے لئے ہیں۔ رُوح کی ہدایت اور بھرپُوری پائی جائے۔ تمہیں خوب یاد رہے کہ آسمانی درختِ انگور کا رَس رُوح القدس ہے اور رُوح القُدس آسمانی درختِ انگور کی زندگی ہے۔ اور تمہیں یہ ضرور ہے کہ مسیح سے رُوح القدس کی بڑی معموری و بھرپوری پاؤ۔ اس کی تمہیں اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ پھر تمہیں کسی بات کی حاجت نہیں رہیگی اسے خوب دِل نشیں کر لو۔ مسیح سے یہ توقع نہ رکھو کہ تمہیں یاں تھوڑی سی قوّت وہاں تھوڑی سی برکت اور اُس فلاں کام میں تھوڑی سی مدد دے۔ جیسے درختِ انگور اپنا کام یوں کرتا کہ وہ اپنی رس ڈالی کو دے دیتا ہے یوُں ہی تم بھی توقع رکھو کہ مسیح اپنا رُوح القدس تمہارے دلوں میں ڈالیگا۔ تاکہ پھر تم بہت میوہ لاؤ۔ اور اگر تم نے اچھی میوہ لانا شروع کیا ہے۔ تو مسیح کے اُن الفاظ کو جو اُس نے تمثیل میں فرمائے کہ "زیادہ میوہ" اور "بہت میوہ"

سُن رہے ہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت میوہ لانے کے لئے ضرور ہے کہ تم مسیح کو زیادہ زیادہ اپنی زندگی اور اپنے دل میں پاؤ۔

ہم خادمانِ انجیل۔ کیسے بڑے خطرے میں ہیں کہ کہیں کام۔ کام۔ کام ہی کی دُھن میں نہ لگ جائیں! ہم دُعا کرتے۔ لیکن آسمانی زندگی کی تازگی خوشی اور شادمانی ہمیشہ نہیں پاتے۔ آج ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ڈالی کی زندگی ایک بڑی ثمرآوری کی زندگی ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسی زندگی ہے جس کی جڑ مسیح زندہ آسمانی درختِ انگور میں ہے۔

چہارم ۔ ڈالی کی زندگی بڑی رفاقت کی زندگی ہے۔ بھلا ڈالی کو کیا کرنا ہے؟ تم اُس وسیع و پُر معنے لفظ سے واقف ہو۔ جو مسیح نے استعمال کیا کہ قائم رہو ضرور ہے کہ تمہاری زندگی مسیح میں قائم رہے۔ یہ کیونکر ہو؟ ٹھیک جیسے ڈالی درخت میں ہر دم قائم رہتی ہے۔ جنوری سے دسمبر تک ڈالیاں درخت کے ساتھ بڑا مضبوط اور ناشکستہ تعلّق رکھتی ہیں اور کیا مَیں ہر ساعت (میرے نزدیک ہمارے لئے ایسا سوال پُوچھنا ہی ایک بڑا خوفناک امر ہونا چاہئیے) آسمانی درختِ انگور سے ایسے تعلّق میں جی نہیں سکتا؟ شاید تم کہو۔ کہ مَیں دیگر اُمور میں اتنا مصروف ہوں۔ شاید تمہیں ہر روز دس گھنٹے کام کرنا ہو جس میں تمہارا دماغ جسمانی چیزوں سے مشغول رہے۔ خدا یہی مناسب سمجھتا ہے۔ لیکن قائم رہنے کا کام دل کا کام ہے نہ کہ دماغ کا۔ دل کا کام مسیح سے لپٹنا اور اُس میں رہنا ہے۔ ایک ایسا کام جس میں کہ رُوح القدس ہمیں یسُوع مسیح سے وابستہ کر دیتا ہے آہ۔ ایمان لاؤ کہ دل و دماغ سے اپنی اندرونی

زندگی میں مسیح میں قائم رہ سکو۔ ایسا کہ جس لمحہ تم کام سے آزاد ہو تمہیں یہ پہچان حاصل ہو۔ کہ مبارک یسوع میں ابھی تک تجھ میں ہوں۔ اگر تم اور کام چھوڑ دو۔ اور آسمانی درختِ انگور میں قائم رہو۔ تو دیکھو گے کہ کیونکر پھل پیدا ہوتے ہیں۔

اِس قائم رہنے والی رفاقت کا ہماری زندگی سے کیا لگاؤ ہے۔ اس کے کیا معنے ہیں؟ اِس سے مُراد مسیح سے خلوتی دُعا میں رفاقت رکھنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے بہت مسیحی ہیں۔ جو اعلیٰ زندگی کے بڑے خواہاں ہیں اور وہ بعض اوقات بڑی برکت پاتے اور کبھی کبھی آسمانی خوشی اور شادمانی گویا اُن کے اندر بہتی ہے۔ لیکن کچھ مدّت بعد یہ حالت جاتی رہتی ہے۔ اُنہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ مسیح کے ساتھ ذاتی گہری رفاقت رکھنا روزانہ زندگی میں بڑا ضروری امر ہے۔ مسیح کے ساتھ ذرا الگ رہو۔ اگر تم خوش اور مقدّس مسیحی ہونا چاہتے ہو۔ تو زمین یا آسمان میں کوئی چیز تمہیں اس کی ضرورت سے آزاد نہیں کر سکتی۔

آہ کتنے مسیحی خُدا کے ساتھ اکیلے رہنے کو ایک بڑا بار اور بوجھ اور ایک مشکل امر سمجھتے ہیں! ہر جگہ ہماری مسیحی زندگی کے لئے یہ ایک بڑی بھاری رُکاوٹ ہے۔ ہمیں خُدا سے چُپ چاپ رفاقت رکھنے کی بڑی ضرورت ہے۔ آسمانی درختِ انگور کے نام سے مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ تاوقتیکہ خُدا سے رفاقت رکھنے کے لئے بہت سا وقت الگ نہ کرو۔ تم سرسبز ڈالیاں نہیں ہو سکتے۔ جن میں آسمانی رس بہتا ہو۔ اگر تم رضامند

نہیں کہ اُس کے ساتھ اکیلے ہونے کو کچھ وقت نثار کرو۔ اور ہر روز اُسے وقت دو کہ تم میں اپنا کام کرے اور اپنے اور تمہارے درمیان اس تعلق کے رشتہ کو قائم رکھے۔ تو وہ تمہیں اپنی ناشکستہ رفاقت کی برکت نہیں دینے کا یسوع مسیح خواہاں ہے کہ سب مومنین اُس کی رفاقت میں جئیں۔ کاش کہ ہر ایک دِل بمنّت وزاری یوں کہے کہ "اَے یسوع مَیں اسی کا خواہاں ہوں۔ مَیں یہی چاہتا ہوں"۔ اور وہ بخوشی عنایت فرمائے گا۔

پنجم۔ اور پھر یہ میرا آخری خیال ہے۔ ڈالی کی زندگی تسلیمِ مُطلق کی زندگی ہے یہ لفظ "تسلیمِ مُطلق" ایک بڑا بامعنے اور سنجیدہ لفظ ہے۔ اور ہم اُس کے معنے بخوبی نہیں سمجھتے۔ تاہم چھوٹی سی ڈالی اسی امر کی مُنادی کرتی ہے "اَے چھوٹی ڈالی کیا انگور پیدا کرنے کے علاوہ تمہارا کوئی اَور بھی کام ہے؟" نہیں۔ کچھ نہیں"۔ کیا تم کسی اَور کام کے لائق ہو؟" نہیں کسی کام کی نہیں۔ لکھا ہے کہ درختِ انگور کا چھوٹا سا حِصّہ قلم کا کام بھی نہیں دے سکتا۔ یہ سوائے جلائے جانے کے کسی اور کام کا نہیں اور اب اَے چھوٹی ڈالی تمہارا درخت سے کیا تعلق ہے؟" صرف یہی کہ مَیں نے اپنے تئیں بالکل درخت کے حوالے کر دیا ہے۔ وُہ خواہ تھوڑا خواہ زیادہ جتنا چاہے مجھے رس دے مَیں اُس کے حوالے ہوں۔ وہ جو چاہے مجھ سے کر سکتا ہے"۔

اَے دوستو۔ ہمیں بھی خداوند یسُوع کے حضور ایسے ہی تسلیمِ مطلق کی ضرورت ہے۔ مَیں ان مجالس میں جتنا زیادہ بولتا۔ اُتنا ہی زیادہ معلوم و محسوس کرتا ہوں کہ اس امر کی توضیح کرنا بڑا مشکل اور بڑا ضروری ہے کہ "یہ تسلیمِ مطلق" کیا

ہے کسی شخص یا چند شخصوں کے لئے اپنے کو کلیتہً تقدیس کے لئے خُدا کے حضور گذراننا اور یہ کہنا کہ خُداوند یہ میری آرزو ہے کہ اپنے آپ کو بالکل تیرے سپُرد کر دوں۔ اکثر ایک آسان امر ہوتا ہے۔ بجائے خود یہ ایک بڑا ضروری امر ہے اور اکثر بڑی بڑی برکتیں اپنے ہمراہ لاتا ہے لیکن ذرا چپ چاپ اس سوال پر غور کرو کہ تسلیم مطلق سے کیا مُراد ہے؟ اس سے یہ مُراد ہے کہ جیسے مسیح نے اپنے تئیں بالکل خُدا کے سپرد و تابع کر دیا ویسے ہی میں بھی مسیح کے سپُرد ہوں۔ کیا یہ کچھ بہت ہے؟ بعض یہی سمجھتے ہوں گے بعضوں کے نزدیک یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ جیسے کامل اور کلیتہً طور پہ مسیح نے اپنی زندگی دے دی کہ سوائے باپ کی خوشی ڈھونڈھنے کے کچھ اور نہ چاہے بلکہ کامل اور کلیتہً طور پر باپ کا محتاج رہے تو مجھے بھی سوائے مسیح کی خوشی ڈھونڈھنے کے کچھ اور کرنا نہ چاہئے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے مسیح اس لئے آیا کہ اپنی رُوح ہم میں پھونک دے اور ہمارا یہ تجربہ ہو کہ ہماری سب سے اعلیٰ خوشی اسی میں ہے کہ بالکل خُدا ہی کے لئے جئیں جیسے ہمارا خُداوند جیتا تھا۔ آہ عزیز بھائیو۔ اگر یہ سچ ہے تو مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہاں جیسے یہ امر درخت کی ڈالی کی بابت سچ ہے۔ ویسے ہی خُدا کے فضل سے میں اسے اپنے لئے سچ ٹھہراؤں گا۔ مَیں دن بدن ایسی زندگی بسر کروں گا کہ مسیح میرے ساتھ وہی کرے جو وہ چاہتا ہے۔

یاں ہے وہ ہولناک غلطی جو ہمارے مذہب میں پائی جاتی ہے۔ انسان یوں خیال کرتا ہے کہ میرا اپنا کاروبار اور خانگی فرائض اور تمدنی تعلقات

ہیں اور مَیں انہیں بدل نہیں سکتا۔ اب ان کے ساتھ ہی مَیں مذہب اور خدا کی خدمت اختیار کرنا چاہتا ہوں تاکہ گناہ سے بچا رہوں۔ خدا میری مدد کرے کہ مَیں اپنے فرائض کو بخوبی انجام دے سکوں! یہ ٹھیک ہے کہ مسیح نے گنہگاروں کو اپنے خون سے خرید لیا ہے۔ مثلاً اگر یہاں کوئی غلاموں کی منڈی ہو اور مَیں کوئی غلام خریدوں تو اُسے یہاں سے اپنے گھر لے جاؤں گا۔ اور دن بھر اُس سے جو چاہوں کام کرواؤں گا۔ وُہ میرے گھر میں بطور میری ذاتی ملکیت کے ہو گا۔ اگر وہ وفادار غلام ہو تو کسی امر میں بھی اپنی مرضی اور اپنے فوائد کو مدِّ نظر نہ رکھے گا بلکہ اُسے اپنے مالک کی بہتری اور عزّت کا ہی ہمیشہ خیال لگا رہے گا اور یونہی مَیں بھی جو مسیح کے خُون سے خریدا گیا ہُوں اس لئے خریدا گیا کہ ہر روز اپنی زندگی کا یہی مُدعا رکھوں کہ مَیں اپنے مالک کو کیونکر خوش کر سکتا ہوں۔

آہ۔ ہم مسیحی زندگی کو اس لئے ایسا مشکل پاتے ہیں کہ ہم خُدا کی برکت کی تلاش تو کرتے ہیں مگر جیتے اپنی مرضی کے موافق ہیں۔ ہم اپنی پسند کے موافق مسیحی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ منصوبے باندھتے۔ آپ اپنا کام چُنتے اور پھر خُداوند یسُوع سے کہتے ہیں کہ آ۔ ہماری حفاظت کر تاکہ گناہ ہم پر فتح نہ پائے۔ ہم بہت غلطی نہ کریں اگر ہم اُسے کہتے ہیں کہ آکر ہمیں اپنی برکت دے۔ تو ہمارا تعلق یسُوع سے گہرا ہونا ضرور ہے۔ ہم بالکل اُسی کے سپرد ہوں۔ اور ہر روز بعاجزی و بصدق دل آکر کہیں کہ خُداوند کیا مُجھ میں کوئی ایسی چیز ہے جو تیری مرضی کے مطابق نہیں یا جس کا تُو نے

حکم نہیں دیا۔ یا جو بالکل تیرے سپرد نہیں کی گئی؟ ہاں اگر ہم بڑے صبر سے انتظار کریں۔ تو مَیں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ نتیجہ کیا ہو گا۔ ہمارے اور مسیح کے درمیان ایک ایسا مضبوط اور گہرا رشتہ قائم ہو جائے گا کہ ہم بعد میں حیران ہوں گے کہ ہم کیونکر اس خیال سے جی سکتے تھے۔ کہ "مَیں یسوع کے سپرد کیا گیا ہوں" ہم یہ معلوم و محسوس کریں گے کہ اُس سے ہمارا رشتہ کیسا دور کا رہا کاش کہ وہ ہم پر قبضہ کر لے اور پورے طور پر ہمیں دن بھر اپنی رفاقت میں رکھے۔ "ڈالی" ہمیں تسلیم مطلق کا سبق سکھاتی ہے۔

مَیں آج گناہوں کے چھوڑ دینے کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ شاید یاں ایسے لوگ ہوں۔ جنہیں ضرورت تو ہے یا ایسے لوگ جو بدمزاجی۔ بدعادتی اور گناہ کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر وُہ ابھی تک خُدا کے برّے کے حوالے نہیں ہوئے مَیں تمہاری منّت کرتا ہوں۔ کہ اگر تم زندہ درخت انگور کی ڈالیاں ہو۔ تو ایک گناہ کو بھی اپنے میں نہ رکھو۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس قدوسیت کے مسئلے کی بابت بڑی بڑی مشکلات ہیں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ سب اس پر متفق الرائے نہیں۔ لیکن مَیں اس پر زیادہ خیال نہ کرتا اگر مَیں دیکھتا کہ سب گناہ سے رہائی پانے کے خواہاں ہیں۔ لیکن مجھے ڈر ہے کہ بعض دل نامعلوم اپنے کو یوں تسلّی دیتے ہوں کہ "ہم بغیر گناہ کے رہ نہیں سکتے۔ ہمیں ہر روز کچھ نہ کچھ گناہ کرنا پڑتا ہے ہاں ہم اس سے باز نہیں رہ سکتے۔" آہ۔ کاش یہ لوگ خُدا کے حضور سچ مچ یہ تضرّع کریں کہ "خُداوند مجھے گناہ سے بچالے!" اپنے تئیں بالکل مسیح کے تابع کر دو۔ اور اُس کی منت کرو کہ تمہیں

حتی المقدور گناہ سے بچائے رکھے۔

مَیں کہہ چکا ہُوں کہ اس وقت گناہ کا ذکر نہ کروں گا لیکن ہم اپنے کام اور اپنی کلیسیا اور اپنے اِردگرد بہت کچھ پاتے ہیں تاکہ جو ہم نے دنیا میں اس وقت پایا جب ہم اس میں پیدا ہوئے تو وہ ہمارے چاروں طرف بڑھتا ہی گیا ہے۔ اور اب ہم یُوں خیال کرتے ہیں کہ ہاں یہ ٹھیک ہے ہم اُسے بدل نہیں سکتے۔ ہم خُداوند یسُوع کے حضور آکر اس سے صلاح و مشورہ نہیں کرتے۔ اَے مسیحیو مَیں تمہیں صلاح دیتا ہوں۔ کہ اپنا سب کچھ مسیح کے تحت میں کر دو۔ اور کہو کہ اَے خُداوند بخش کہ میری زندگی کا تجھ سے ٹھیک ایسا رشتہ ہو۔ جو ڈالی کا درخت سے ہوتا ہے۔ ضرور ہے کہ تمہاری "تسلیم مطلق" کامل ہو۔ اِس لفظ "تسلیم" کے معنے ہم بخوبی سمجھ نہیں سکتے۔ اِس کے معنے نت نئے اور وسیع ہوتے جاتے ہیں اور جیسے ہم عرفانِ الٰہی میں ترقی کرتے جائیں گے پیارا لفظ ہمیں وسیع ترُ معنے معلوم ہوتا جائیگا لیکن مَیں تمہیں صلاح دیتا ہوں کہ پھر بھی یہ کہو۔ کہ اَے مسیح مَیں اپنے تئیں تجھے کلیۃً طور پر دیتا ہوں۔ اور پھر جو کچھ مسیح کی مرضی کے مطابق نہ ہوگا وہ تمہیں بتا دے گا ہاں تمہیں بڑی عجیب اور اعلیٰ برکتیں عنایت فرمائے گا۔

حاصل کلام میں ان سب باتوں کا خلاصہ ایک لفظ میں بیان کرتا ہوں مسیح یسُوع نے کہا۔ "مَیں انگور کا درخت ہوں۔ تم ڈالیاں ہو۔" دوسرے لفظوں میں مَیں زندہ خُدا جس نے اپنے آپ کو کامل طور پر تمہیں دے دیا ہے۔ انگور کا درخت ہوں۔ تم مُجھ پر جتنا توکّل رکھو اتنا ہی کم ہے۔ مَیں قادرِ مطلق

کا زندہ۔ الٰہی زندگی اور قدرت سے بھرپور ہوں۔

اَے پنجاب کے مسیحیو! تم خُداوند یسُوع مسیح کی ڈالیاں ہو۔ اگر تمہارے دل میں یہ خیال اور پہچان ہو کہ مَیں مضبُوط سرسبز اور بار آور ڈالی نہیں۔ مَیں یسُوع سے بخوبی پیوستہ نہیں ہوں۔ مَیں اُس میں جیسا واجب ہے جینا بھی نہیں۔ تو سُنو وہ کیا فرماتا ہے "مَیں انگور کا درخت ہوں"۔ مَیں تمہیں قبول کروں گا۔ مَیں تمہیں اپنی طرف پھیروں گا۔ مَیں تمہیں قوت بخشوں گا۔ مَیں تمہیں اپنی رُوح سے بھر دُوں گا۔ مَیں (درختِ انگور) نے تمہیں اپنی ڈالیاں بنانے کو لے لیا ہے۔ مَیں نے اپنے آپ کو بالکل تمہیں دے دیا ہے۔ بچّو اپنے تئیں بالکل مجھے دے دو۔ مَیں نے خدا ہو کر اپنے کو بالکل تمہارے سپرد کردیا یعنی مَیں انسان بنا اور اپنی جان دی تاکہ بالکل تمہارا ہی ہو جاؤں۔ اپنے تئیں بالکل تابع کر دو یہاں تک کہ تم میرے ہی ہو جاؤ۔

ہمارا جواب کیا ہے؟ کاش کہ ہمارے دِلوں کی گہرائیوں میں سے یہ دُعا اُٹھے کہ زندہ مسیح ہم میں سے ہر ایک کو اپنے سے خُوب پیوستہ کرلے۔ ہماری یہ دُعا ہو کہ وہ زندہ انگور کا درخت ہر ایک کو اپنے سے یُوں پیوستہ کرے۔ کہ ہم اپنے دلوں سے یہ نغمہ سرائی کرتے جائیں کہ وہ میرا انگور کا درخت ہے۔ اور مَیں اُس کی ڈالی ہوں۔ مُجھے کچھ اَور درکار نہیں۔ اب ابدی انگور کا درخت مُجھے مل گیا۔ پھر جب تم اُس کے ساتھ اکیلے میں ہو۔ تو اُس کی بندگی اور ستائش کرو۔ اُس کی تعریف کرو

"تم ڈالیاں ہو"

اُس پر توکل رکھو۔ اُس سے محبت کرو۔ اور اُس کی محبت کے منتظر رہو اور رکھو تو میرا درخت ہے۔ اور مَیں تیری ڈالی ہوں"۔ بس یہی کافی ہے۔ میری رُوح کو شانتی و اطمینان مل گیا۔ اُسی کے مُبارک نام کی تمجید ہو ؛



استقلال پریس لاہور میں باہتمام پادری آر۔ گرین سیکرٹری پنجاب ریلجس بُک سوسائٹی انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی۔